فاضلِ بریلوی

عُلمائے حجاز کی نظر میں

3985

پروفیسر مُحمد مسعُود احمد
ایم اے - پی - ایچ - ڈی ،

رضا ○ لاہور

3985

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO. ....

BOOK NO. ....

S-369 Punjab University Press 10,000 [illegible]

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۸)

فاضل بریلوی

علمائے حجاز کی نظر میں

ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

تخ ۱۸۸

بتعاون
مرکزی مجلس رضا، لاہور
(پاکستان)

Marfat.com

87250

87250

کتاب ـــــــ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

مؤلف ـــــــ ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نظر ثانی ـــــــ مولنا محمد عبد الحکیم شرف قادری

کتابت ـــــــ ادارہ پروین کتابت۔ لاہور

پروف ریڈنگ ـــــــ اختر شاہجہانپوری

ناشر ـــــــ مرکزی مجلس رضا، لاہور

مطبع ـــــــ اردو ڈائجسٹ پرنٹرز۔ ۲۴ سرکر روڈ بیرون لوہاری گیٹ لاہور

سنہ طباعت ـــــــ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

اشاعت ـــــــ اول

تعداد ـــــــ ایک ہزار

ھدیہ ـــــــ دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور

نوٹ: یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی۔ لہذا بیرون جات کے اصحاب ایک روپے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ وگرنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔

Marfat.com

3985

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۳۸۸ھ میں اس لئے قائم کی گئی تھی کہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے بلند علمی مقام اور ان کی عظیم دینی و ملی خدمات اور اُن کے بے پناہ عشقِ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے عوام و خواص کو صحیح طور پر متعارف کرایا جائے۔ اس لئے کہ اس سے قبل اس عبقری اسلام کے بارے میں اپنوں نے غفلت سے کام لیا اور بیگانوں نے وہی کچھ کیا، جو بیگانے کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے، کہ اس کی دی ہوئی توفیق کے بدولت اراکین مرکزی مجلس رضا نے چند سالوں میں اتنا کام کیا کہ اس کی صحیح قدر آئندہ کا قلم کار کرے گا ——— ہم عاجز و ناتواں بندوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہمت عطا کی کہ اپنی تمام مطبوعات کو بصرفِ زرِ کثیر طبع و شائع کیا اور بغیر کسی معاوضہ کے قارئین کرام تک پہنچایا۔ پاکستان اور غیر ممالک کے اہلِ علم کی خدمت میں یہ کتابیں از خود تحفۃً ارسال کی گئیں۔ نیز دُنیا کی تقریباً تمام بڑی بڑی لائبریریوں میں یہ مطبوعات بھجوائیں۔ چنانچہ پاکستان سے باہر ایران، افغانستان، کویت، سعودی عرب، افریقہ، انگلستان امریکہ، تھائی لینڈ، فرانس، بھارت، ہالینڈ، کینیڈا تک کے کتب خانوں اور ان ممالک کے اہلِ علم حضرات کی خدمت میں یہ کتابیں پہنچ چکی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مرکزی مجلس رضا لاہور حسبِ ذیل کتب شائع کر چکی ہے:
تجلی المشکوٰۃ از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ (۵ ہزار)۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فقہی مقام از مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری (ایک ہزار)، سوانح سراج الفقہا تالیف مولانا محمد عبدالحکیم شرف (ایک ہزار)، فاضل بریلوی اور ترکِ موالات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ہزار ہزار کے تین ایڈیشن) پیغاماتِ یومِ رضا (ایک ہزار) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد خاں اعوان۔
——— اس سلسلے کی ساتویں کتاب فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں آپ کے پیش نظر ہے، اس تحقیقی کتاب

Marfat.com

کے بارے میں کچھ کہنا غیر ضروری ہے، کتاب پڑھیئے اور فاضل مصنف حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی کی کاوشں وتحقیق اور ان کے سلجھے ہوئے انداز بیان کی داد دیجئے اور رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا کیجئے کہ جناب پروفیسر صاحب موصوف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر جو مبسوط کتاب لکھ رہے ہیں، اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچا سکیں۔ آمین!

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ سے متعلق لٹریچر کی اشاعت کے علاوہ مرکزی مجلس رضا لاہور ہر سال جلسۂ یوم رضا بھی منعقد کرتی ہے، جو نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ اس مقدس اور عظیم دینی و روحانی اجتماع کی افادی حیثیت وہ حضرات بخوبی جانتے ہیں، جو اس جلسہ میں شرکت فرما چکے ہیں۔ نیز مجلس رضا کی تحریک پر ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے۔

ہمارا آئندہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت وسیع ہے، بہت سے علماء کرام اور مورخین کے رشحاتِ قلم منتظرِ طباعت ہیں۔ مثلاً مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب، مولانا غلام رسول سعیدی صاحب جناب سید نور محمد قادری صاحب اور جناب شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر صاحب کے قیمتی مقالات کی طباعت کا مسئلہ درپیش ہے۔ بہرحال یہ قیمتی کتابیں اپنے اپنے وقت پر طبع ہو کر شائقین کی نذر ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آخر میں ان معاونین مجلس رضا کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں، جن کی مالی امداد و اعانت سے یہ قیمتی کتب و رسائل طبع و شائع ہوئے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اراکین و معاونین مجلس کی سلامتی ایمان اور ان کے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے دُعا کریں۔ جناب پروفیسر محمد مسعود احمد زید علمہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ جنہوں نے ہماری درخواست پر اعلیٰ حضرت بریلوی پر کام کرنے کے لئے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور لکھنے کا حق ادا کر دیا (جزاہُ اللہ تعالیٰ)

اس سلسلے کی ان کی پہلی پیش کش، فاضل بریلوی اور ترک موالات، ذی علم اور منصف مزاج حضرات میں بنظر استحسان دیکھی گئی اور غایت درجہ مؤثر و مفید ثابت ہوئی، اور یہ دوسری پیش کش پہلی سے بھی زیادہ سود مند ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ——— مرکزی مجلس رضا کی خدمات کا تفصیل جائزہ پھر کبھی پیش کیا جائے گا۔

طالب دُعا
محمد مقبول احمد قادری رضوی ضیائی

یکم رمضان المبارک لاہور ۱۳۹۲ھ

Marfat.com

انتساب

بنام نامی برادرانِ گرامی حضرت مولینا حافظ قاری مفتی محمد مظفر احمد صاحب

حضرت مولینا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ

فرزندانِ عالی اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم الحاج شاہ محمد مظہر اللہ

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز شاہی امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

حدیث شریف میں آتا ہے "جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا" ـــــــ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے، کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ ـــــــ اسی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں محبین و مخلصین کا شکریہ ادا کرنا دینی فرض سمجھتا ہوں، رسمِ زمانہ کی تکمیل مقصود نہیں کہ وہاں ثواب اور حسنِ عاقبت کی کوئی امید نہیں اور یہاں امید ہی امید ہے ؎

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بیعقرار می آید

محترمی قاری محمد شاہد صاحب (ٹنڈو محمد خاں) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے فاضل بریلوی کی تالیف الدولۃ المکیہ اور اس پر علمائے حرمین کی تقریظات الفیوضات الملکیہ کا ایک نسخہ عنایت فرمایا جو اس مقالے کیلئے حقیقی محرک ثابت ہوا، موصوف نے بعض دوسری کتابیں بھی عنایت فرمائیں ـــــــ مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) اور جناب محمد عارف رضوی ضیائی (لاہور) کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر یہ حضرات مطلوبہ مآخذ کی فراہمی میں دل و جان سے مدد نہ فرماتے تو موجودہ صورت میں مقالہ پیش کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ـــــــ پروفیسر محمد صدیق اکبر صاحب (لاہور) کا شکرگزار ہوں کہ موصوف نے الاجازات المتینہ (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں صاحب) کا قلمی نسخہ عنایت فرمایا جس سے کماحقہ استفادہ کیا گیا

Marfat.com

——— جناب تاج محمد صدیقی القادری (پشاور) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے ضروری معلومات فراہم کیں، مکرمی جناب حکیم غلام محی الدین سرہندی مجدّدی اور جناب حامد حسین قادری (ٹنڈو محمد خاں) کا بھی شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے بعض ضروری کتابیں عنایت فرمائیں جن سے استفادہ کیا گیا۔ برادر محترم جناب پروفیسر قاری علیم الرحمٰن صاحب اور مکرمی جناب ڈاکٹر محمد ریاض صاحب (اسلام آباد) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض عربی عبارات کے ترجمے میں مدد فرمائی اور آخر میں محب محترم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ...... کا بصمیم قلب شکر گزار ہوں کہ موصوف نے مقالہ کے مبیضے پر نظر ثانی فرما کر ضروری اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

مولیٰ تعالیٰ ان تمام محبین و مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۷ر شوال ۱۳۹۱ھ/۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

Marfat.com

فہرس

افتتاحیہ ۱۱

تجلیات حرمین ۲۵

سخن ہائے گفتنی ۳۹

حیات مبارک ۶۵

فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں

۹۱ —— ۱۶۶

پہلا باب

الدولة المكية بالمادة الغيبية

۱۰۱ —— ۱۳۸

دوسرا باب

حسام الحرمين على منحر الكفر والمين

۱۳۹ —— ۱۵۴

تیسرا باب

كفل الفقيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم

۱۵۵ —— ۱۶۷

استدراک ۱۶۷

مآخذ و مراجع ۲۰۷

Marfat.com

Marfat.com

افتتاحیہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق و محبت کی جذب و کشش کا بھی عجیب عالم ہے ؎

گاہ بحیلہ بردگاہ بزور می کشد

عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

۱۹۷۰ء میں مرکزی مجلس رضا (لاہور) کے ایما پر اپنی چودہ سالہ علمی زندگی میں پہلی بار فاضل بریلوی پر قلم اٹھایا اور مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ قلم بند کیا:-

"فاضل بریلوی اور ترک موالات"

بفضلہ تعالیٰ یہ مقالہ ملک کے طول و عرض میں بیحد مقبول ہوا، بکثرت اخبارات و رسائل نے اس پر تبصرے لکھے اور تین چار ماہ کے اندر اندر اس کے دو ایڈیشن شائع ہو گئے۔ اس مقالے کی تیاری کے دوران فاضل بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف گوشے سامنے آئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ خیال آیا کہ جو کچھ دیکھا ہے اوروں کو بھی دکھا دوں اور دکھانے کے لئے کچھ اور دیکھ لوں چنانچہ اوائل ۱۹۷۱ء میں پیش نظر مقالے کیلئے مواد کی فراہمی شروع کی اس سلسلے میں محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور برادرم محمد عارف رضوی ضیائی نے جس مستعدی اور خلوص سے مدد فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ انسان منزل کی طرف جادہ پیما ہوتا ہے تو پردۂ غیب سے دستگیری ہوتی چلی جاتی ہے ؎

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

Marfat.com

رحمت ایزدی نے قدم قدم پر مشکل کشائی کی، کئی حادثات سے دوچار ہونا پڑا اگر یہ رحمت رفیقِ راہ نہ ہوتی تو دولت صبر و قرار لٹ چکی ہوتی۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ (۲۲ / اکتوبر ۱۹۷۱ء) کو راقم کے برادر گرامی حضرت مولانا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا دہلی میں اچانک وصال ہو گیا۔ ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ ۱۷ / شوال المکرم ۱۳۹۱ھ (۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء) کو دوسرے برادر معظم حضرت مفتی اعظم مولانا حافظ قاری محمد مظفر احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کراچی میں وصال فرما گئے اور پھر ۱۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کی المناک و غمناک خبر ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ زندگی حادثات سے معمور ہے بلکہ مجموعۂ حادثات ہے، اگر رفیقِ اعلیٰ کی معیت کاملہ کے احساس سے قلب و روح سرشار نہ ہوتے تو منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہو جاتا، اس کا خیال غمزدوں کا سہارا ہے، قدم قدم پر اس نے دست گیری فرمائی ؎

آلام روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

جس موضوع پر راقم نے قلم اٹھایا ہے اس پر بعض حضرات نے جزوی کوششیں کی ہیں، اور فاضل بریلوی کی سوانح کے ذیل میں اس پہلو پر معمولی اور سرسری روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً یہ حضرات :-

(۱) بدر الدین احمد قادری : سوانح اعلیٰ حضرت۔ مطبوعہ لاہور
(۲) محمد صابر قادری : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء
(۳) مجیب الاسلام نسیم اعظمی : ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ۱۳۸۶ھ / جون ۱۹۶۶ء
(۴) محمد عبد الحکیم شرف قادری : یادِ اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ
(۵) اقبال احمد : کراماتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ بریلی وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

(۶) الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی

ان حضرات نے جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں۔ فاضل بریلوی کی شخصیت کا یہ پہلو نہایت جاندار اور تابناک تھا اس لئے راقم نے اس طرف توجہ کی اور بحمد اللہ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ اس میں کامیابی ہوئی۔ یہ امید نہ تھی کہ یہ مقالہ ایک کتابی صورت اختیار کر جائے گا۔

اس مقالے کی تیاری میں ہم نے خاص طور پر چار کتابوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، ذیلی مباحث کے لئے بہت سی کتابیں مطالعہ کیں جن کی تفصیلی فہرست، کتاب کے آخر میں "مآخذ و مراجع" کے عنوان سے پیش کر دی گئی ہے۔ یہ چار کتابیں ہمارے موضوع کا محور رہیں:۔

(۱) الاجازات المتینه لعلماء بکة والمدینه (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

(۲) الفیوضات الملکیه لمحب الدولة المکیه (مرتبہ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

(۳) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

(۴) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (مؤلفہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

مخالفین نے تحریر و تقریر کے ذریعہ فاضل بریلوی کی شخصیت کو ایسا مسخ کر کے پیش کیا کہ سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے جھجکنے لگا یہی وجہ ہے کہ نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی کسی محقق نے اس طرف توجہ نہیں کی اور کوئی ایسا کام نہ ہو سکا جو علمی دنیا میں پیش کیا جا سکے، دائرۃ المعارف الاسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) میں فاضل بریلوی کا ذکر تک نہیں حالانکہ ان کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا اور دائرۃ المعارف کے ارباب حل و عقد کسی فاضل کو اس طرف متوجہ کر کے یہ اہم کام انجام دیتے مگر نہیں ع

آنچہ ما کردیم برخود ہیچ نابینا نہ کرد

ہماری سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب و تنگ دلی کی نذر ہو گئی، جس نے لکھا اپنے مخالف کے سارے کارناموں کو سیاہ کر دکھایا یا پانی ہی پھیر دیا۔ بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے

لہ الحمد للہ احقر کا تحقیقی مقالہ بعنوان "رضا بریلوی" انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد نمبر ۱۰، جز نمبر ۵) میں شائع ہو چکا ہے۔
مسعود

Marfat.com

مخالف کے بارے میں عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ کسی بھی اہم شخصیت کو نظر انداز کر دینا تاریخی دیانت کے منافی ہے اور پھر ایسی شخصیت جس کی نظر دوسری شخصیتوں پر قاہرانہ ہے، بڑی سے بڑی شخصیت جس کو مرعوب نہیں کر سکتی، وہ اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے آگے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ضروری ہے کہ ایسی شخصیت کو پرکھیں، اس کے دل کی گہرائیوں میں اتریں، اس کے خلوص و محبت کا اندازہ لگائیں، جو کچھ کہے اس کو بغور سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

بعض حضرات نے عادل و منصف بن کر بریلوی اور دیوبندی مکاتیب فکر کا تاریخی جائزہ لینے کی سعی فرمائی ہے مگر یہ حضرات جانب دیگر کچھ جھکے جھکے سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تو کچھ پھٹ پڑنے والی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً فیروز الدین روحی کی کتاب بعض حضرات نے علماء پاک و ہند کی سیاسی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے مگر ان کو فاضل بریلوی اور ان کے خلفاء و تلامذہ میں سے کوئی نظر نہیں آیا۔ مثلاً مولوی محمد میاں کی کتاب "علمائے ہند کی شاندار ماضی" اور منشی عبدالرحمٰن کی "تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی" وغیرہ۔ بعض حضرات نے فاضل بریلوی سے متعلق کتابوں پر تنقید کے بہانے دل کی بھڑاس نکالی ہے، مثلاً مولانا ظفر الدین بہاری کی تالیف حیات اعلیٰ حضرت (جلد اوّل) پر مولوی محمد سلیمان بدایونی کی تنقید جو سہ ماہی العلم (کراچی) کے شمارے ۱۳۷۸ھ / مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ فاضل تنقید نگار نے کتاب پر کم اور فاضل بریلوی کی شخصیت پر زیادہ تنقید فرمائی ہے۔ افتتاحیہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ورنہ ہم اس متعصبانہ تنقید کا تجزیہ کرتے اور یہ دکھاتے کہ کس طرح اہل علم تابناک سیرت کو داغدار بنا رہے ہیں۔

تذکرہ علمائے ہند کے مترجم نے فاضل بریلوی کے حالات کے ضمن میں حیات اعلیٰ حضرت کی طرف قارئین کو متوجہ کرتے ہوئے اس تنقید کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو حیات اعلیٰ حضرت پر

Marfat.com

پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔ جب یہ تنقید خود محتاج تنقید ہے تو اس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں۔

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا راقم السطور نے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا۔ اس میں یہ کوشش کی تھی کہ جو بات کہی جائے تعصب اور تنگ دلی سے بالاتر رہ کر کہی جائے۔ حقائق و واقعات کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ اس تحریر نے پورا پورا اثر دکھایا اور جن علماء کے دلوں میں شکوک و شبہات تھے وہ اس کے مطالعہ کے بعد رفع ہو گئے اس سلسلے میں بلوچستان کے ایک عالم مولینا عبدالباقی صاحب کے مکتوب کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:۔

> جناب نے فاضل بریلوی اور ترک موالات کے موضوع پر جو زریں نکات قلم بند فرمائے ہیں اس سے حقیر کے دل میں بہت سے شکوک و اوہام کا استیصال ہوا، واقعی اعلیٰ حضرت مفتی صاحب اسی منصب کے مالک ہیں مگر بعض حاسدین نے آپ کا صحیح حلیہ اور علمی تبحر طاق نسیان میں رکھ کر آپ کے بارے میں غلط اوہام کو پھیلا دیا ہے جس کو نا آشنا قسم کے لوگ سن کر عبید وحشی کی طرح متنفر ہو جاتے ہیں اور ایک مجاہد عالم دین مجدد وقت ہستی کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگ جاتے ہیں حالاں کہ علمیت میں وہ ایسے بزرگوں کے عشر عشیر بھی نہیں ہوں گے۔ مگر محترم پروفیسر صاحب کے مقالہ مذکور کے دقیق مطالعے سے انشاء اللہ غیر متعصب لوگ ضرور اپنے کئے ہوئے پر نادم ہو کر اعلیٰ حضرت کے معتقد اور حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔
>
> (مکتوب محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء از کوئٹہ)

موصوف کوئی بریلوی عالم نہیں، رب العزت نے قلب و نظر میں وسعت عطا فرمائی تو

Marfat.com

حق کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کچھ محسوس کیا صاف دلی کے ساتھ تحریر کر دیا تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

فاضل بریلوی پاک وہند کی جانی پہچانی شخصیت ہیں لیکن بعض نے تو اس کے باوجود بھی نہ جانا اور بعض نے جانا پہچانا مگر جاننے پہچاننے کا حق ادا نہ کیا۔ جاننے پہچاننے کے مختلف مدارج ہیں، سن کر جاننا، دیکھ کر جاننا، ساتھ بیٹھ کر، زندگی کے کچھ لمحات گزار کر اور پرکھ کر جاننا پہچاننا، جنہوں نے سن کر جانا ان میں ایک طبقہ ایسا ہے جو فاضل بریلوی کے متعلق صرف اس قدر سننا چاہتا ہے کہ اس کی غلط فہمیوں کی تائید ہوتی رہے اور بس، زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا۔ مگر ان سننے والوں میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کو ذوق و شوق کشاں کشاں ان کے قدموں تک لے گیا، پھر انہوں نے علم الیقین سے گزر کر عین الیقین کی منزل میں قدم رکھا اور حق الیقین حاصل کیا۔ انہیں حضرات میں ایک بزرگ مولوی مفتی محمد عبدالمنان صاحب (مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد پٹنہ) ہیں۔ مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب (محررہ ۱۳۴۶ھ/ ۲ دسمبر ۱۹۲۷ء) میں فاضل بریلوی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

> اعلیٰ حضرت کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ تو آفتاب شریعت ماہتاب طریقت ہیں، دنیا کا کونسا خطہ اور مقام ہے جو آپ کی علمی ضوفشانیوں سے محروم رہا ہو، دوست تو دوست دشمن کو بھی آپ کے تبحر علمی اور فضل و بزرگی کا قائل پایا، سچ ہے ع
>
> "والفضل ما شہدت بہ الاعداء"
>
> علمائے عصر و فضلائے دہر خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، آپ کی تحقیقات و تدقیقات کے سامنے سر تسلیم خم ہی کرتے تھے ہندوستان تو

Marfat.com

ہندوستان، علمائے مکہ و مدینہ (زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً) و روم و شام، مصر و یمن سب ہی کو آپ کے علم و فضل کا مداح پایا، مجھ حقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں زیارت کا موقع ملا۔

(ظفر الدین بہاری: سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص۔ ۲۰۵)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

یوں تو عرصہ دراز سے آپ کے رسائل مفیدہ و تحریرات انیقہ دیکھا کرتا تھا اور جزئیاتِ فقہیہ پر اعلیٰ حضرت کو جو ید طولیٰ حاصل تھا اس کا قائل بھی تھا اور درحقیقت یہی رسائل و تحریرات نے زیارت کا ولولہ بھی اس فقیر کے دل میں پیدا کر دیا تھا۔ (ایضاً ص ۲۰۵)

ایک اور جلیل القدر عالم کا حال سنئے جو عہد حاضر کے زبردست فقیہ ہیں یعنی مولانا سراج احمد صاحب (ولادت ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء) ستر سال درس دیا اور فتویٰ نویسی کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ مولانائے موصوف فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں یہ بات ذہن میں بٹھا دی گئی تھی کہ مولوی احمد رضا خاں کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے اور ان کی تصنیفات کو تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں۔ لوگوں سے ان کی تبحر علمی کی باتیں سن رکھی تھیں جس کو ہمارے حلقے میں مریدین و معتقدین کے غلو سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ حسن اتفاق کہ رسالہ میراث کی تالیف کے وقت ایک مسئلے میں الجھن پیدا ہو گئی، علماء دہلی، دیوبند، سہارن پور کو لکھا مگر شافی جواب نہ ملا، ناچار مولوی احمد رضا خاں کو بھی لکھا انہوں نے بڑا مدلل اور مشرح جواب عنایت فرمایا جس سے پوری تشفی ہو گئی اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اس جواب نے مولانا سراج احمد صاحب پر جو تاثرات قائم کئے وہ انہیں کے الفاظ میں سنئے:۔

Marfat.com

اس جواب کو دیکھنے کے بعد مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ کے متعلق میرا انداز فکر یکسر بدل گیا اور ان کے متعلق ذہن میں جمائے ہوئے تمام خیالات کے تار و پود بکھر گئے، ان کے رسائل اور دیگر تصانیف منگوا کر پڑھے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے سے غلط عقائد و نظریات کے سارے حجابات آہستہ آہستہ اٹھ رہے ہیں

(محمد عبد الحکیم شرف قادری: سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ ص ۳۳)

مولانا سراج احمد نے اپنے مکتوب (بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری) میں مولوی نظام الدین احمد پوری (وہابی) کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب انہوں نے فاضل بریلوی کے رسالہ" الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی" کے چند ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو انہوں نے بصد حیرت و استعجاب فرمایا:۔

"یہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے —— افسوس میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا"

پھر جب چند مسائل فقہیہ کے جوابات رسائل رضویہ سے سنائے تو فرمایا:۔

" علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں' یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں"

(ایضاً ص ۳۴)

یہ اُس عالم کے الفاظ ہیں جو معاصرین علماء دیوبند میں کسی کو اپنا ہم پلہ نہ سمجھتے تھے لیکن فاضل بریلوی کے تبحر کا علم ہوا تو فراخ دلی کے ساتھ اعتراف فرمایا:۔

جنہوں نے جاننے پہچاننے کی کوشش ہی نہ کی ان سے تو صرف یہی شکایت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا، مگر زیادہ شکایت ان حضرات سے ہو سکتی ہے جنہوں نے

Marfat.com

جاننے پہچاننے کے باوجود حق معرفت ادا نہ کیا، چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے محبوب قائد کے علمی کارناموں کو اجاگر کرتے اور ان کی شہرت کو چار چاند لگاتے، ایسا منظم طریق تعلیم رائج کرتے جس سے قابل فخر فضلاء پیدا ہوتے، شعبۂ تصنیف و تالیف میں بلند مقام حاصل کرتے۔ مدارس دینیہ اور سکولوں کالجوں میں نئی پود کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے، تاریخ و تذکرہ کی طرف خاطر خواہ توجہ دیتے، مختلف اطراف سے الحاد و بیدینی کے اٹھنے والے سیلاب کے استیصال کے لئے پورے نظم و ربط سے کام کرتے، مگر افسوس کہ نظم و اتحاد کے فقدان کی وجہ سے کسی طرف بھی معتدبہ کام نہ ہو سکا۔

ساٹھ سال ہوتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جیتا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا، ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی مگر نہ معلوم کیوں یہ اتنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے۔ تعمیر پاکستان کے بعد تو ایسے جواہر پارے برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے ہیں، مگر حقوق طباعت کی ہوس نے ہمارے بہت سے شہ پاروں کو دفن کر دیا ہے، ممکن ہے اسکے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہو خدا خدا کر کے چند سال ہوئے یہ پوری طرح منظر عام پر آیا۔ ایک عزیز نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمایا " ایک نیا ترجمہ شائع ہوا ہے، مترجم کوئی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔" راقم نے عرض کیا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں شائع ہو چکا تھا۔ مولانا محمود الحسن کا ترجمہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں منظر عام پر آیا مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے تراجم (مع تفاسیر قرآن) تو بہت بعد کی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ تراجم اس شان سے شائع کئے گئے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سابقین اوّلین پر شہرت میں سبقت لے گئے۔

ضرورت ہے کہ مشترکہ کوششوں سے ایک ایسا مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جو

Marfat.com

فاضل بریلوی کی ان تصانیف کی طرف خصوصی توجہ دے جو ان کی ہمہ گیر شخصیت و علمیت کی مظہر ہیں، کم از کم پاکستان میں یہ ممکن ہے، صرف جذبۂ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔ بعض ادارے جزوی طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور دو ایک ادارے تو بہت صاف ستھرے کام کر رہے ہیں لیکن انفرادی کوشش سے اجتماعی کوششیں بدرجہا بہتر ہیں، مادی منافع کا خیال دل سے نکال دیا جائے اور فاضل بریلوی کے پیغام کی اشاعت کو مقصود بنایا جائے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے حضرات نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا بلکہ ان کی سوانح لکھ کر ان کی شخصیت کو بھی خوب خوب ابھارا، ان سے سبق لینا چاہیئے۔ جدید اور دور متوسط کی سوانح پر نظر ڈالی جائے تو قابل ذکر کتابیں انہیں حضرات کے ہاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً یہ کتابیں ابن عبدالوہاب (مسعود عالم ندوی)، سید احمد شہید (غلام رسول مہر) سیرت سید احمد شہید (ابوالحسن علی ندوی)، سوانح احمدی (محمد جعفر تھانیسری) شاہ اسمٰعیل (مرزا حیرت دہلوی)، انوار قاسمی (محمد انوار الحسن)، تذکرہ افغانی (عبدالحلیم اثر) جمال الدین افغانی (ضیاء الدین احمد برنی)، جمال الدین افغانی (مرزا ادیب) حیات شبلی (سید سلیمان ندوی)، حیات جاوید (الطاف حسین حالی)، اشرف السوانح (عزیز الحسن)، نقش حیات (حسین احمد مدنی) حسین احمد مدنی (قاری محمد رضوان اللہ)، امام الہند (ابوسلمان الہندی)، تذکرہ سلیمان (غلام محمد)، ابوالاعلیٰ مودودی (علی سفیان آفاقی) الغرض بیشمار کتابیں ہیں اور ان میں سے بیشتر فن سوانح نگاری کے تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف فاضل بریلوی کی سوانح پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کشکول واقعات اور مدلل مداحی کے ذیل میں آتا ہے۔ سوانح کا اطلاق اس پر مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ محققین اس طرف توجہ کریں تو اتنا مواد میسر آئے کہ سمیٹنا مشکل ہو جائے۔

87230

Marfat.com

اب ہم پیش نظر مقالے کے متعلق چند باتیں عرض کریں گے۔

موضوع کا تقاضا تو یہ تھا کہ جو کچھ کہا جاتا اسی کے متعلق ہوتا مگر مشکل یہ آپڑی کہ ہم ایک ایسی شخصیت کے تعارف کی کوشش کر رہے ہیں جس پر تہمتوں کے انبار لگے ہیں۔ ایک جماعت تعریف و توصیف تو درکنار ان کے متعلق بات سننا بھی گوارا نہیں کرتی اور شدت تنفر کا یہ عالم ہے کہ اگر ہاتف غیبی بھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہو تو معاذ اللہ ابلیس لعین سمجھ کر اس سے منہ موڑ لیں۔ اس لئے ضروری سمجھا کہ ان غلط فہمیوں اور تہمتوں کے ازالے کے لیے بعض مباحث شامل کر دیے جائیں گو براہ راست ان کا موضوع سے تعلق نہیں مگر بنیادی طور پر وہ قاری کے لئے مُسکّن کا کام دیں گے۔

اس کے علاوہ بعض مخالفین نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو ہمارے موضوع سے متصادم ہیں۔ اس لیے یہ بھی ضروری سمجھا کہ مقالے کے آخر میں "استدراک" کے عنوان سے ان کا تجزیہ پیش کر دیا جائے تاکہ حقائق مخفی نہ رہیں۔ استدراک میں ہم نے ان کتابوں کا تجزیہ کیا ہے:-

١ - غاية المامول فی تتمة منهج الوصول فی تحقيق علم غيب الرسول

٢ - المهند علی المفند

٣ - الشهاب الثاقب علی المسترق الكاذب

ہمارا خطاب ان سے نہیں جو پہلے ہی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں بلکہ ان سے ہے جو غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دانش و بینش سے نوازا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ یہ حضرات ہماری بات توجہ سے سنیں گے اور ہماری تحریر کی روشنی میں فاضل بریلوی کی شخصیت کے حقیقی خدوخال دیکھنے کی کوشش کریں گے، اگر ایسا ہوا تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری کوششیں بارآور ہوئیں اور ہم تالیف و تزکیۂ قلوب کا اہم فریضہ انجام دے سکے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو!

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو   وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

Marfat.com

تجلّیاتِ حرمین

(فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے

فضائل و مناقب کی ایک جھلک)

Marfat.com

تجلیاتِ حرمین

(۱) عبداللہ بن محمد صدقہ

(۲) محمد مختار بن عطارد

(۳) شیخ عطیہ محمود

(۴) شیخ مصطفیٰ بن تارزی

(۵) شیخ موسیٰ علی شامی

(۶) محمد توفیق الایوبی

(۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ

(۸) سیّد اسمٰعیل بن سیّد خلیل

(۹) شیخ علی بن حسین

(۱۰) شیخ محمّد عبدالحق مہاجر مکیؒ

(۱۱) عبدالرحمٰن دھان

(۱۲) شیخ محمد سعید بن محمّد یمانی

Marfat.com

(۱)

شیخ عبد اللہ بن محمد صدقہ بن زینی دحلان جیلانی

مسجد حرام، مکہ معظمہ

فسبحٰن من خص مؤلفہ بکمالات الفضائل وخبأہ لھذا الدھر

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیّۃ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۵ء ص ۳۶

(ترجمہ)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کو فضائل وکمالات سے مشرف ومختص فرمایا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا (اور بالآخر وقت آنے پر ظاہر فرما دیا)

Marfat.com

(۲)

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی

مسجد حرام، مکہ معظمہ

وان المؤلف من سلطان العلماء المحققین فی ھذا الزمان وان کلامہ کلہ حق صراح فکانہ من معجزات نبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظہرہ اللہ تعالیٰ علی ید ھذا الامام الازھر سیدنا ومولانا خاتمۃ المحققین وعمدۃ العلماء السنّیین سیدی احمد رضاخاں متعنا اللہ ببقائہ وحماہ من جمیع من اراد بہ سوء (الفیوضات الملکیۃ ص ۷۲)

(ترجمہ)

بیشک مولف (مولانا احمد رضاخاں رحمۃ اللہ تعالیٰ) اس زمانے میں علماء محققین کا بادشاہ ہے اور اسکی ساری باتیں سچی ہیں، گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے دستِ مبارک پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے (یعنی) ہمارے سردار ہمارے آقا، علماء محققین کے خاتم، علمائے اہل سنت کے پیشوا سیدی احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ ہم کو اسکی زندگی سے متمتع فرمائے اور ان سب کے خلاف اسکی حمایت فرمائے جو اس کی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہوں۔

Marfat.com

(۳)

شیخ عطیہ محمود، مدرس مسجد حرام

مکہ مکرمہ

للہ درّ مؤلفٍ اھدیٰ لنا (۱) دراً لقد شرح الصدور صدورہ
اھدتہ للا رواح راحۃ احمد (۲) فسما وطاب لدی الانام سرورہ
قد صاغ جوھرہ بمکۃ فازدھی (۳) وازداد فضلا حیث ثم ظہورہ
فھو اللباب المستطاب وحقہ (۴) بماء التبر کتبا ان تصاغ سطورہ
لا شک انّ ارض الالہ واحدا (۵) ھذا الصنیع للمشرقات بدورہ
یا من تروم العلم بادر واغتنم (۶) روض العلوم الفائحات زھورہ

(الفیوضات الملکیہ ص ۱۴۰)

(ترجمہ)

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِ بے بہا (الدولۃ المکیہ) عنایت فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد آمد نے ہمارے سینے کشادہ کر دئے۔

(۲) احمد (رضا) کے دستِ اقدس نے اعلیٰ درجہ کا تحفہ عنایت فرمایا جس کے سرور و کیف سے ارواح مست و سرشار ہو گئیں۔

(۳) اس کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا، جب ظہور پذیر ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کی سطور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۵) بلاشبہ حرمین شریفین میں اس تحریر کے ماہتاب ضوفشاں ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستان علوم ہیں، اس گلستان کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

Marfat.com

(۴)

شیخ مصطفیٰ بن تارزی ابن عزوز

مسجد نبوی، مدینہ منورہ

الاستاذ الکامل الجامع الغیث الوابل النافع،
لقد افاد واجاد، وارشد العباد ونور البلاد
وذالك دلیل علی شرف وجمیل سیرته
وطول باعه واخلاص طویته وطیب
سریرته وغزارة علمه وتحریر اطلاعه

(الفیوضات الملکیه، ص ۱۲۶ و ۱۲۸)

(ترجمہ)

استاد کامل، برستی گھٹا، فائدہ رساں نے، اللہ کے بندوں کی خوب رہنمائی فرمائی اور آبادیوں کو منور کیا، یہ ان کی عظمت، سیرت جمیلہ، کامل دسترس، اخلاص نیت، پاکیزگی فطرت حسن کمال علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

Marfat.com

(۵)

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی علیہ الرحمہ

درویری مدنی

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ امر دینھا

المؤید لنور قلوبھا ویقینھا، الشیخ احمد رضا

خان بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان

(الفیوضات الملکیہ، ص ۲۶۲)

(ترجمہ)

امام الائمہ، ملت اسلامیہ کے مجدّد، نور یقین،

اور نور قلب کو تقویت دینے والے یعنی شیخ احمد رضا خاں

اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان کو قبول و رضوان عطا فرمائے

Marfat.com

(٦)

شیخ محمّد توفیق الایوبی الانصاری المجاور بالمدینۃ المنوّرۃ

وارجو من جناب المؤلف الفاضل ان
یشملنی بصالح دعواتہ فانہا مرجوۃ
القبول اذھو ابقاہ اللہ تعالیٰ من
خلص المحبین لہذا الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم (الفیوضات الملکیہ، ص۹۲)

(ترجمہ)

فاضل مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ) سے میں التجا کرتا ہوں کہ اپنی نیک دعاؤں میں مجھے بھی شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں سزاوار اجابت و قبولیت ہیں کیوں کہ وہ (اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

(۷)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد علیہ الرحمۃ

خطیب مسجد حرام، مکہ معظمہ

فهو كنز الدقائق المنتخب مِن خزائن الذخيرة' وشمس المعارف المشرقة في الظهيرة 'كشاف مشكلات العلوم في الباطن والظاهر' يحق لِكل من وقف على فضله ان يقول كم ترك الاوّل للآخر

وانى وان كنت الاخير زمانه
لآت بمالم تستطعه الاوائل
وليس على الله بمستنكر
ان يجمع العالم في واحد

(حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مطبوعہ لاہور (ص ۱۲۷ و ۱۲۸)

(ترجمہ)

تو وہ حقائق کا خزانہ ہے اور محفوظ خزانوں کا انتخاب' معرفت کا آفتاب جو دوپہر کو چمکتا ہے' علوم کی ظاہر و باطن مشکلات کھولنے والا، جو شخص اس کے علم و فضل سے واقف ہو جائے اس کو کہنا چاہیئے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔

دنیا میں اگرچہ میں آخری زمانے میں آیا ہوں
لیکن وہ کچھ لایا ہوں جو اگلوں کو بھی میسر نہ تھا
خدا کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں کہ وہ
شخص واحد میں عالم کی تمام خوبیاں جمع کر دے

Marfat.com

(۸)

شیخ اسمٰعیل بن سیّد خلیل حافظ کتب الحرام علیہ

مکہ معظمہ

واحمد اللہ تعالیٰ علیٰ ان قیّض ھذا العالم العامل والفاضل الکامل، صاحب المناقب والمفاخر، مظھر "کم ترك الاوّل للاخر" فرید الدھر، وحید العصر، مولینا الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الرب المنان ——— کیف لا وقد شھد لہ عالمو مکۃ بذالك، ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذالك، بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا۔

(حسام الحرمین، ص ۱۴۰، ۱۴۲)

(ترجمہ)

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل، عالم فاضل، صاحب مناقب و مفاخر، جس کو دیکھ دیکھ کر یہ کہا جائے کہ " اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے " ——— یکتائے روزگار، وحید عصر مولینا شیخ احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا اور وہ کیوں ایسا نہ ہو کہ علماء مکہ معظمہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہی دے رہے ہیں، اگر وہ اس مقام رفیع پر متمکن نہ ہوتا تو علماء مکہ معظمہ اس کے لیے یہ گواہی نہ دیتے۔ ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ

وہ اس صدی کا مجدّد ہے

تو حق و صحیح ہے۔

Marfat.com

(۹)

شیخ علی بن حسین مالکی، علیہ الرحمہ

مدرس مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ

لمّا من اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان من سماء صفاء ملتزم الاتقان من صار محمود فعلہ، کشاف آیات فضلہ و کیف لا وھو مرکز دائرۃ المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم، عضد الموحدین وعصام المھتدین، القاطع بصارم البراھین، لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرۃ المولی احمد رضا خان۔

(حسام الحرمین، ص ۱۵۸)

(ترجمہ)

جب اللہ تعالےٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور آسمان صفاء کے آفتاب عرفان کی روشنی سے میرے قلب کو منور فرمایا وہ جس کے افعال حمیدہ اس کے فضل و کمال کو عالم آشکار کرتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو آج وہ دائرہ معارف کا مرکز ہے (اس کا وجود مسعود) ملّت اسلامیہ کے گھر میں آسمان علم و عرفان کے جھلملاتے تاروں کا مطلع ہے، وہ مسلمانوں کا یار و مددگار ہے، ہدایت یابوں کا نگہبان و نگران، گمراہوں اور ملحدوں کی زبانوں کو اپنے دلائل و براہین کی تلوار سے کاٹ پھینکتا ہے۔ ایمان کے مینارے کو بلند سے بلند تر کرتا ہے (کون ؟) ہمارے آقا احمد رضا خان۔

Marfat.com

(۱۰)

شیخ محمد عبد الحق، مہاجر مکی

انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین
و یاتیہا من الھند الوف من العٰلمین
فیھم علماء وصلحاء واتقیاء، رأیتھم یدورون
فی سکک البلد، لایلتفت الیھم من اھلہ
احد واری العلماء والکبار العظماء الیک
مھرعین باجلالک مسرعین ذالک فضل اللہ
یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(حامد رضا خاں: الاجازات المتینہ، ص ۷)

(ترجمہ)

میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں، ان میں علماء، صلحاء اور اتقیا سب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا لیکن (فاضل بریلوی کی عجیب شان ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی آپکی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

Marfat.com

(۱۱)

شیخ عبد الرحمان دھان مکی

الذی شھد لہ علماء البلد الحرام، بانہ السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا اللہ بحیاتہ والمسلمین، ومنحنی ھدیہ فان ھدیہ ھدی سید المرسلین

(حسام الحرمین، ص ۱۷۶)

(ترجمہ)

وہ جس کے متعلق مکہ معظمہ کے علماء کرام گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سرداروں میں یکتا و یگانہ ہے، امام وقت، میرے سردار، میری جائے پناہ، حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ ور فرمائے اور مجھے اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روش ہے۔

Marfat.com

(۱۲)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لا نثبت فی ساحتہ نشکرھا ان فیض الشیخ الامام، والبحر الھمام، برکۃ الانام، وبقیۃ السلف الکرام واحد الائمۃ الزھاد، والکاملین العباد، احمد رضا خان ۔ (حسام الحرمین، ص - ۱۹۲)

(ترجمہ)

بیشک یہ اللہ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس کا شکر ادا کرنے سے ہم عاجز و قاصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام، دریائے بلند ہمت، تمام عالم کے لئے برکت و رحمت، یادگارِ سلف، زاہدوں اور کاملوں میں یکتا و یگانہ یعنی احمد رضا خاں (کو بھیجا)

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

Marfat.com

Marfat.com

[library stamp]

فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ایک طبقے میں محتاج تعارف نہیں لیکن دوسرے طبقے میں ضرور محتاج تعارف ہے۔ غلط فہمیوں نے اس طبقے کو اس حد تک متنفر کر دیا ہے کہ تعریف سننا تو در کنا فاضل بریلوی کے متعلق کچھ سننا بھی پسند نہیں، ان غلط فہمیوں کو دور کر کے حقائق کو واشگاف کرنا ایک علمی اور ملی فریضہ ہے۔ چناں چہ راقم نے اس طرف توجہ کی اور اس سے قبل ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی اور ترک موالات" پیش کیا۔ بحمداللہ اس کو ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات نے پسندیدگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھا اور مختلف اخبارات و رسائل میں اس پر تبصرے بھی شائع ہوئے۔ اب اسی جذبہ کے تحت یہ دوسرا مقالہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اصولی طور پر موضوع کی حدود میں رہ کر لکھنا چاہیئے اور غیر متعلق باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے لیکن جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے متعلق کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں اور غلط فہمیوں کا شکار ہیں اس لئے مناسب سمجھا کہ یہاں بعض غلط فہمیوں کا تدارک کر دیا جائے تاکہ جو کچھ کہا جائے وہ سنا جائے اور ہماری آواز صدا بصحرا ہو کر نہ رہ جائے۔

فاضل بریلوی کے متعلق جو غلط فہمیاں عوام و خواص میں شائع ہو چکی ہیں ان میں یہ چند باتیں نمایاں نظر آتی ہیں:۔

۱: وہ بہت سخت گیر تھے، کسی کی بات نہ مانتے تھے۔

۲: تکفیر و تفسیق مسلم میں بہت بیباک تھے۔

Marfat.com

۳ : مسلمانوں میں محرمات و منکرات کی تبلیغ کیا کرتے تھے ۔

۴ : سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند ذوالجلال کے مساوی سمجھتے تھے ۔

یہ غلط فہمیاں نہ صرف عوام بلکہ خواص کی طرف سے بھی پھیلائی گئیں چنانچہ مولینا حکیم عبدالحیؑ لکھنوی ...... فاضل بریلوی کے حالات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

شديد المعارضة، شديد الاعجاب بنفسه وعلمه، قليل الاعتراف بمعاصريه ومخالفيه، شديد العناد والتمسك برايه [1]

ترجمہ :۔ بہت ہی جھگڑالو، اپنی ذات اور اپنے علم پر بہت ہی گھمنڈ کرنے والا، اپنے معاصرین اور مخالفین کی باتوں کو بہت ہی کم ماننے والا۔ دشمنی اور خصومت میں بہت ہی سخت ۔

ایک جگہ فاضل موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

شديد المعارضة، دائم التعقب لكل حركة اصلاحية [2]

ترجمہ : بہت ہی جھگڑالو۔ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑجانے والا اور پیچھا نہ چھوڑنے والا۔

---

[1] عبدالحیؑ لکھنوی : نزہتہ الخواطر، جلد ہشتم، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء، ص ۔ ۳۹

[2] ایضاً، ص ۔ ۳۹

نوٹ :۔ اس مقام پر فاضل مصنف نے فرمایا ہے کہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں کانپور میں مدرسہ فیض عام کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس میں ندوۃ العلماء قائم کیا گیا۔ اس کی غایت اولیٰ یہ تھی کہ علمائے کرام کے باہمی اختلافات کو دور کر کے اتحاد پیدا کیا جائے اور دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے اس میں شرکت کے لئے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو بھی مدعو کیا گیا، آپ تشریف لائے لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے اور اس کے بعد اس جمعیت کی مخالفت فرمائی اور ایک خط لکھا جس کا عنوان تھا " التحفة الحنفيه لمعارضة ندوة العلماء " اس کے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے من جملہ ان کے ایک مجموعہ فتاویٰ " الجام السنة لاهل الفتنة " شائع کیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فتویٰ " فتاوى الحرمين برجف ندوة المبين " کے نام سے شائع کیا۔ مسعود

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ فاضل بریلوی کے مزاج میں شدت تھی لیکن شدت فی نفسہ مذموم نہیں۔ اس کے اسباب و علل[1] اور پھر اس کے طریقہ نفاذ کو دیکھ کر ہی اس کے مذموم اور محمود ہونے ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ خود فاضل بریلوی کے بیان سے اس شدت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے، آپ کے صاحب زادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا۔ ایک صاحب نے عرض کیا "ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی" اس پر ارشاد فرمایا "حدیث میں ہے ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القران فی اجوافھم (قراء محاورۂ حدیث میں علماء کو کہتے ہیں) یعنی میری امت کے علماء کو گرمی پیش آئے گی، قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے"[2]

مولینا عبدالحئ لکھنوی نے فاضل بریلوی پر تکفیر مسلم میں تعجیل کا بھی الزام لگایا ہے جہاں عوام و خواص میں اب یہ بات عام ہو گئی اور اس پر اس طرح یقین کیا جاتا ہے گویا اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت ہی نہیں۔ مولانا نے موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

---

[1] شدت مزاج میں بہت سے محرکات کام کرتے ہیں۔ مثلاً نسبی تعلق، خاندانی رجحانات، خاندانی مخالفت، علمی، مالی اور منصبی مسابقت، ذاتی رنجش اور چپقلش، ماحول کے اثرات، مطالعہ و مشاہدہ، تحقیق و تدقیق، مختلف تحریکات کا عمل اور ردعمل، لسانی یا علاقائی عصبیت، مذہبی اور دینی عصبیت، شارع اسلام سے محبت و انسیت، اسرار و معارف شریعت میں کمال فہم و بصیرت، ملتِ اسلامیہ کا درد و سوز وغیرہ وغیرہ اور پھر محرکات کی مناسبت سے شدت کے مدارج اور کیفیت و نوعیت میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔

[2] الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۹

نوٹ :۔ ایک حدیث میں آتا ہے الحدۃ تعتری خیار امتی (ترجمہ، حدت میری امت کے بہتر لوگوں کو مجلّی بنا دیتی ہے۔ (سیوطی : الدرر المنتثرہ، ص۔ ۴۶)

Marfat.com

مسارعا فی التکفیر فقد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الهندیة فی العصر الاخیر [1]

ترجمہ: تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے، زمانۂ اخیر میں اسی نے دیار ہند میں تکفیر و تفریق کا علم بلند کیا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

وکان لایتسامح ولا یسمع بتاویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدته و تحقیقه او من یری فیه انحرافا عن مسلکه و مسلک آبائه [2]

(ترجمہ) ایسی تاویل کفر نہ سننے دیتا اور نہ سنتا جو اس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے یا جس میں اس کے آبا و اور اس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی تکفیر مسلم میں بیحد محتاط تھے، چناں چہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے یہ جواب مرحمت فرمایا :۔

بطور سب و شتم کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا، اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر۔ [3]

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزھۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص۔ ۳۹

[2] ایضا : ص۔ ۳۹

نوٹ :۔ اس الزام کا فاضل بریلوی نے مسکت او معقول جواب دیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں :

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ (حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۰)

[3] الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۱۲

Marfat.com

فاضل بریلوی کی احتیاطِ تکفیر کا عملی طور پر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض عبارات پر سخت گرفت کی اور اس سلسلے میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا :-

"سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" (۱۳۰۷ھ)

لیکن بالآخر یہی تحریر فرمایا :-

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں، یہی صواب ہے۔[1]

اسی طرح ایک رسالہ "الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ" کے نام سے تصنیف فرمایا۔ اس میں مولوی اسمٰعیل موصوف اور اس کے متبعین کے افکار و خیالات کا رد فرمایا ہے۔ لیکن آخر میں یہی تحریر فرمایا :-

ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب۔[2]

ایک اور رسالہ اسی موضوع پر اس نام سے تصنیف فرمایا :-

"سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ" (۱۳۱۲ھ)

اس میں اور مذکورہ بالا دونوں رسائل میں ایسے شرعی دلائل پیش کئے ہیں جو ثبوت کفر کے لئے کافی ہیں لیکن بایں ہمہ تحریر فرماتے ہیں :-

لزوم و التزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔[3]

---

[1] احمد رضا خان : سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح، مطبوعہ مطبع انوار احمدی، لکھنؤ، ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

[2] احمد رضا خان : الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، مطبوعہ مطبع تحفۂ حنفیہ عظیم آباد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

[3] احمد رضا خان : سل السیوف الهندیہ علی کفریات بابا النجدیہ، مطبوعہ عظیم آباد، ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

Marfat.com

ایک رسالے" ازالۃ العار لحجر الکرائم عن کلاب النار" میں تحریر فرماتے ہیں:

اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں سے جو کسی ضروریات دین کا منکر نہیں نہ ضروریاتِ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے [1]

مخالفین کی طرف سے فاضل بریلوی پر جو تکفیر مسلم کا الزام لگایا گیا۔ اس پر آپ نے بڑے دلچسپ انداز سے اس طرح تبصرہ فرمایا ہے:۔

ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہدیا، مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہدیا ــــ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوتی ہے وہ اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہدیا اور مولانا شاہ فضل الرحمان صاحب کو کہدیا یا پھر جو پورے ہی حد حیا سے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذ باللہ عیاذاً باللہ، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہدیا ــــ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہدیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے کے بعض بزرگواروں نے مولینا مولوی شاہ محمد حسین الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ، معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ

---

[1] احمد رضا خان: ازالۃ العار لحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء

کو کافر کہدیا، مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیہ کریمہ
"ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا" پر عمل فرمایا خط لکھ کر
دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ
"انجاء البری عن وسواس المفتری"
لکھ کر ارسال ہوا۔[1]

فاضل بریلوی نے چیدہ چیدہ واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ان کے مخالفین ان حدود سے تجاوز کر گئے ہیں چناں چہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے لکھا ہے :۔

یاد رہے مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔[2]

ایک اور فاضل جناب رئیس احمد ندوی نے فاضل بریلوی کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے :۔

مولینا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی کے خلاف ۲۷ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں۔ اگر ان کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہٰذا مولینا عبدالباری اکافر۔[3]

---

[1] احمد رضا خاں : حسام الحرمین ، مطبوعہ لاہور ص ۴۲

[2] عبدالرزاق ملیح آبادی : ذکر آزاد ص ۱۲۱

[3] رئیس احمد ندوی : آزادئ ہند، ص۔ ۱۸۹ (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت مؤلفہ علامہ بدرالدین، ص۔ ۲۴۷)

نوٹ :۔ اس میں شک نہیں کہ جب خلافت کمیٹی اور اس کے لیڈروں کی حمایت میں مولانا عبدالباری نے قولاً و تحریراً خلاف شرع باتیں کہیں تو فاضل بریلوی نے بذریعہ مراسلت ان کو آگاہ فرمایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :۔

(بقیہ حاشیہ صہ ۴۸ پر)

Marfat.com

مختلف واقعات کے مطالعہ اور تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ فاضل بریلوی بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہ کہتے تھے۔ وجوہ کفر ہوتے ہوئے بھی مراسلت کے ذریعہ تحقیق فرماتے اور اتمام حجت کے طور پر مراسلت فرماتے، مخاطب راہ راست پر آگیا تو فبہا ورنہ پھر شرعی ذمہ داریاں پوری فرماتے۔ ایک عالم کی تصانیف کی بعض تحریرات شرعی طور پر سخت قابل اعتراض تھیں۔ چنانچہ حکم تکفیر سے پہلے ان کو بار بار متوجہ اور متنبہ کیا اور آخر میں تحریر فرمایا :-

یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا آئندہ کسی کے عوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم[1]

فاضل بریلوی کو جن کتابوں کی عبارات[2] پر اعتراض تھا، انتباہ کے باوجود ان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ "مولوی عبدالباری صاحب سے میرا کچھ مکاتبہ ہو رہا ہے، باذنہٖ تعالیٰ اس کا نتیجہ حسب مراد ہوا تو ان کو بلاؤں گا یا بعونہٖ تعالیٰ تحریر ہی کافی ہوگی۔"

(ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی۔ ج۔ ۱ص۔ ۲۰۲)

اس مراسلت و مکاتبت کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور مولانا نے تحریری طور پر اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کی۔ جو اخبار ہمدم (۲۰ مئی ۱۹۲۰ء) میں شائع کر دی گئی۔ مسعود

۱؎ محمد صابر قادری : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء، ص۔ ۱۸۶

۲؎ ان عبارات پر علماء حرمین نے بھی تعجب کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ مولانا یوسف خیاط مکی نے ایک جگہ لکھا ہے:

التی فی غایۃ الغرابۃ (حسام الحرمین، ص۔ ۱۸۶)

"جو بہت ہی اچنبھے میں ڈالنے والی ہیں۔"

فی الحقیقت جو خالی الذہن مسلمان ان عبارات کو پڑھتا ہے، سخت حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ آخر ایسی عبارات لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی، نہ لکھی جاتیں تو کیا نقصان ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہوتا اور دینی فائدہ۔ مسعود

Marfat.com

مصنفین نے کوئی توجہ نہیں دی بلکہ من وعن شائع کراتے رہے، دس بیس برس گزر جانے اور اتمامِ حجت کے بعد فاضل بریلوی نے قلم اٹھایا اور ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند سامنے آئی۔ احتیاطِ تکفیر اور اتمام حجت کے بعد تکفیر کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ——— جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی؟ ——— حاش للہ، مسلمانوں کا علاقۂ محبت و عداوت صرف محبت خدا و رسول ہے[1]

فاضل بریلوی کی اسی صداقت شعاری وحق گوئی اور حزم و احتیاط کو دیکھتے ہوئے مدینہ منورہ کے ایک عالم حضرت شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی (مدرس حرم طیبہ) تحریر فرماتے ہیں:۔

لم تسلکہ ساداتنا العلماء الا بنور الاثبات، و الاعتماد علی قواطع براھین الائمۃ الاثبات، لا بمجرد تخمین و اخبار مرتقبین یوماً تشخص فیہ الابصار۔[2]

ہمارے سردار علماء مولینا احمد رضا خاں ؒ نے اس وقت تکفیر کی راہ چلی جب کہ نورِ ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ محض اندازے اور خبر کی بنیاد پر، اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مخالفین علماء کرام نے فاضل بریلوی کی معقول باتوں کی

[1] حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۴۷ [2] ایضاً ص ۲۵۵

Marfat.com

طرف بالکل توجہ نہیں کی اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے متبعین اس خاموشی کو مستحسن خیال فرماتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیت منطبق فرماتے ہیں واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلامًا "جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر آگے نکل جاتے ہیں"۔ لیکن یہاں متکلم کوئی جاہل نہ تھا بلکہ وہ شخصیت تھی جس کی فقاہت اور علمیت کے دوست اور دشمن سب معترف ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں فوری توجہ کی ضرورت تھی اور فاضل بریلوی کی تنقیدات کی روشنی میں اپنا احتساب کیا جاتا مگر کچھ یوں نظر آتا ہے کہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع نظر عزت نفس کا پاس ولحاظ زیادہ رکھا گیا اور اس طرح بات بڑھتی چلی گئی حالاں کہ انسانی اقوال کوئی حدیث وقرآن نہیں جو ان مٹ ہوں بلکہ اس میں کسی بھی وقت ترمیم کی جا سکتی ہے خصوصًا اس وقت جب اس میں تنقیص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہو۔

بات ذرا اور آگے بڑھی تو اپنے مخدومین کی ان تحریرات کو نذر آتش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جس سے فاضل بریلوی کے مسلک کی تائید ہوتی ہو۔ اس عمل سے ایک خاص قسم کی نفسیاتی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے جو اصلاح حال کیلئے ہرگز مناسب نہیں۔

ایک مستند اطلاع کے مطابق خواجہ حسن نظامی جب مدرسہ دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو مولینا رشید احمد گنگوہی نے اپنے مخدوم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمتہ اللہ علیہ کے مشہور رسالہ "فیصلۂ هفت مسئله" کی کاپیاں نذر آتش کرنے کیلئے خواجہ صاحب کو مرحمت فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے پڑھ کر دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ استاد کے حکم کے احترام میں آدھی کاپیاں تو جلا دیں اور آدھی محفوظ رکھ لیں۔ جس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے دو آم بطور انعام دیئے۔ اس وقت مولوی اشرف علی تھانوی متقدمین کے مسلک پر قائم تھے اور رسالے کے مندرجات سے پوری طرح متفق اور کاربند تھے۔ یہ پورا واقعہ خواجہ صاحب نے ماہنامہ منادی دہلی جلد ۳۹ شمارہ ۱۲ ص ۲۲ پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ محرمات ومنکرات شرعیہ کی ترویج فرماتے ہیں بلکہ آج کل عرفِ عام میں بریلوی اس کو کہا جاتا ہے جو ان امور کا مرتکب ہو مثلاً میّت کے گھر جا کر فاتحہ کے نام پر پکنے والے کھانے خوب کھائے، نہ ملے تو لڑ مرے، اونچی اونچی قبریں بنائے عرس کے بہانے میلے لگائے اور میلوں ٹھیلوں کو خوب خوب رونق دے، قبروں پر عورتوں کے گروہ در گروہ لے جائے، قبروں کے آگے مرد وعورت دونوں کو دل کھول کر سجدہ کروائے وغیرہ وغیرہ لیکن جب فاضل بریلوی کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان غیر شرعی امور کا ان سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا بلکہ ایسی تحریرات نظر آتی ہیں جن میں ان کا رد فرمایا ہے اور ان امور سے مسلمانوں کو روکا ہے مثلاً میت کے گھر شادیوں کی طرح احباب اور دوستوں کے اجتماعات اور دعوتوں کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

> اے مسلمان یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا کیا ؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔[1]

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

> میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔[2]

میت کی طرف سے کھانا تیار کرنے میں اس حزم واحتیاط کی تلقین فرماتے ہیں :-

> اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ وراضی ہوں۔[3]

اسی طرح اونچی اور شاندار قبروں کی تعمیر کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

---

[1] احمد رضا خاں : جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور ص ۲
[2] ایضاً، ص - ۳ [3] ایضاً، ص - ۴

Marfat.com

خلاف سنت ہے، میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔[1]

لیکن اس خیال کے ساتھ ساتھ اس کے قائل نہیں کہ بنے ہوئے مقابر کو منہدم کر دیا جائے آپ کی نظر میں انہدام مقابر غیر معقول اور ناشائستہ حرکت ہے۔ جماعتی تعصبات سے بالاتر رہ کر دیکھا جائے تو یہ حرکت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔

سرزمین حجاز میں تحریک وہابیت کے زیر اثر جو مقابر منہدم کئے گئے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

نجدی حکومت نے ان مزارات کی عظیم الشان تاریخی عمارات کو گرا کر نہایت بے سمجھی کا ثبوت دیا ہے۔ ورنہ کوئی صحیح العقل مسلم بغیر فاتحہ اور ایصال ثواب کے دوسرا کوئی بھی غیر اسلامی کام نہیں کر سکتا، بالفرض اگر کوئی غیر اسلامی حرکت کرتا تو سپاہی روک سکتا تھا، یادگار عمارتوں کو نہ مٹانا چاہئے تھا ؎

نام نیک رفتگاں ضائع مکن　　تا بماند نام نیکت برقرار[2]

عرس کے جواز میں اگرچہ فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے لیکن اس کو شرعی حدود و قیود سے اتنا مقید کر دیا ہے کہ اس کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اس کی مخالفت میں کوئی معقولیت نہیں معلوم ہوتی۔ عرس کے بارے میں ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

عرس متعارف مذکور فی السوال کہ ہجوم زناں و تماشائے مرداں، آثار شرکیہ، وارتکاب معاصی، نظارۂ اجنبیہ ولہو ولعب وطوائفان رقاصاں وآلات مزامیر وغیرہ سے خالی ہو بلاشبہ جائز و درست ہے۔[3]

---

[1] احمد رضا خان: الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۲

[2] احمد رضا خان: انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ، (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)، مطبوعہ لاہور، ص۔۱۰۳

[3] احمد رضا خان: مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

فی الواقع عرس اولیاء کرام کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بیشک جائز و مستحسن ہے اور رقص، فواحش، مزامیر محرمہ کا، جس طرح جہاں میں شائع قبیح و مستہجن ہے، اس پر اصرار فسق و جہالت۔ لہ

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعراس میں بالعموم افعال شرکیہ کا ارتکاب اس کثرت سے ہونے لگا کہ عرس کے نام سے بعض حضرات کو چڑ سی ہو گئی اور جب انہوں نے اپنے بزرگوں کا عرس کرنا چاہا تو اس عرس کو سالانہ فاتحہ یا سالانہ اجتماع جیسے ناموں سے یاد فرما کر آرزوئے دل پوری کی بہرحال فاضل بریلوی کے نزدیک اس قسم کے اعراس قطعاً ناجائز ہیں جن میں امور شرکیہ و محرمہ کا ارتکاب کیا جائے۔

عام طور پر بریلوی حضرات کو مخالفین "قبر پرست" کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اس شرک صریح کو حضرات اہل سنت و جماعت کی طرف منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ فاضل بریلوی نے نہ صرف یہ کہ قبر پرستی اور قبروں کے آگے سجدہ ریزی کی ممانعت فرمائی بلکہ اسکے رد میں رسائل بھی تصنیف فرمائے سجدۂ تعظیمی کی حرمت کے بارے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

مسلمان! اے مسلمان! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور

لہ : احمد رضا خاں : مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

نوٹ : عورتیں عام طور قبروں پر بہت جاتی ہیں، عرس کے موقع پر توان کی بہار ہے۔ بہت کم ہیں جو استفاضۂ روحانی کے لیے جاتی ہیں۔ نمائش بینوں کی کثرت ہوتی ہے۔ ایسی عورتوں کے لیے فاضل بریلوی فرماتے ہیں :-

اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے کو جاتی ہیں ان کو زیارت القبور کو جانا حرام ہے۔"

(جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ)، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۰)

Marfat.com

یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پہ محمول ـــــــ ہاں مثل صنم، صلیب و شمس و قمر کے لیے سجدے مطلقاً اکفار ـــــــ ان کے سوا نے مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح ـــــــ بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشاء [1]

مندرجہ بالا حقائق سے قارئین کرام پر یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ فاضل بریلوی پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں، وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں یا تنگ نظری پر۔ غلط فہمی کا ازالہ مطالعہ و مشاہدے سے ہو سکتا ہے اور تلاش حق میں اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے، ہاں تنگ نظری کا علاج بہت مشکل ہے وہ مولیٰ تعالیٰ کی ہدایت پر منحصر ہے۔

فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ کے مساوی سمجھتے تھے۔ اس الزام کا سب سے بڑا سبب "مسئلہ علم غیب کے متعلق فاضل بریلوی کی فکر خیز تصریحات ہیں جس کا ذکر ہم نے مناسب مقام پر کر دیا۔ فاضل بریلوی کی تصانیف سے چند اقتباسات یہاں بھی پیش کئے جاتے ہیں تاکہ فی الوقت اس الزام کی حقیقت منکشف ہو جائے:۔

(۱) علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب، یہ ممکن۔ وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق، یہ مخلوق۔ وہ نامقدور، یہ مقدور۔

---

[1] احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور، ص ۷

Marfat.com

وہ ضروری البقاء، یہ جائز الفناء۔ وہ ممتنع التغیر، یہ ممکن التبدل [1]

(۲) ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی، بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع ——— اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے، مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب [2]

(۳) علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :۔

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔

(ترجمہ) تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں''۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی وعلم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لئے ثابت ہے اور اس سے مخصوص ہے ——— علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع، بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو رب عزوجل فرماتا ہے :۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء [3]

دوسرا بڑا سبب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی والہانہ محبت

---

[1] احمد رضا خاں : ابناء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ) مطبوعہ لاہور ص ۸

[2] ؍؍ ؛ خالص الاعتقاد (۱۳۲۸ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

[3] ، ؛ خالص الاعتقاد ، ص ۳۳ و ۳۴

Marfat.com

کی گفتگو ہے۔ یہاں عقل محض کی بات کرنے والا آداب محبت سے بیگانہ ہے بلکہ سرے سے محبت ہی سے نا آشنا ہے۔ مجازی محبت میں عقل گم ہو جاتی ہے، یہ تو حقیقی اور سچی محبت ہے۔ یہاں عقل و شعور کا کہاں گزر؟ فاضل بریلوی قوت عشق کے سہارے قدم بڑھاتے ہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہیں تو آداب محبت پیش نظر ہوتے ہیں۔

اجلّ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر دیکھنا ہو تو وصال شریف کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والہانہ کیفیت کا اندازہ لگاؤ، خبر وصال کیا ملی، ایک بجلی سی گری، جذب و مستی میں جو کچھ کہا اس کو سنو!

ایک طرف فاضل بریلوی پر اس افراط کا الزام کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے مساوی سمجھتے تھے اور دوسری طرف یہ عالم کہ اس پیکر ناز نین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مساوی ٹھہرا دیا اور اس تفریط کا احساس تک نہ ہوا، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اس الزام افراط اور کیفیت تفریط کا مولینا محمد انوار اللہ قادری چشتی حیدرآبادی نے بڑے دلنشیں انداز سے تجزیہ فرمایا ہے[1]۔ وہ فرماتے ہیں:-

---

[1] فضیلت جنگ بہادر، صدر المہام امور مذہبی سرکار عالی دکن، مولانا محمد انوار اللہ قادری نے فضائل محمدی (المعروف بہ انوار احمدی) کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کا مسودہ جب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے فرطِ مسرت سے فرمایا:-

جاء بالنور فوق نور   المصنف کاسمہ انوار
ارجو ان تنفع دلائلہ   تطمئن القلوب بالاذکار۔

اس کے ساتھ ہی عربی میں تقریظ تحریر فرمائی جس کے یہ کلمات قابل توجہ ہیں:-
انی سمعت ھذا الکتاب من اولہ الی آخرہ مبحث الادب وجدتہ موافقاً للسنۃ السنیۃ فسمیتہ بالانوار الاحمدیہ وانما ھذا مذھبی وعلیہ مدار مشربی۔
(فضائل محمدی۔ مطبوعہ کراچی، ص ۴)

Marfat.com

افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخری زمانے کے بعض مسلمانوں کے سروں میں سمایا اور گویا یہ فکر شروع ہوئی کہ وہ سب باتیں تازہ ہو جائیں۔ کبھی "انما انا بشر مثلکم" میں خوض ہوتا ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت نے بھائی کہا ہے تو اس لیئے حضرت بڑے بھائی ہیں۔ اب اس خیال نے یہاں تک پہنچا دیا کہ وہ آیات واحادیث منتخب کی جاتی ہیں جن سے ان کے زعم میں منقصت شان ہو اور وہ احادیث جن میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ تواضع کچھ فرمایا ہے اپنی دانست میں ان کو کسر شان کے باب میں قرار دے کر شائع کی جاتی ہیں۔

ہم نے مانا کہ نقلاً وعقلاً ہر طرح سے اس مسئلے میں زور لگایا جائے گا لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ انتہا اسکی کہاں ہوگی۔ ہم بہ یقین سمجھتے ہیں کہ آخر یہ حضرات بھی مسلمان ہیں۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو اس سے تو ہرگز کم نہ بیان کریں گے کہ جس قدر کفار سمجھتے تھے یعنی بشر مثلنا مگر معلوم نہیں کہ اس سعی کا کیا نتیجہ ہوگا؟

اتنی بات تو کافروں سے پوچھنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں تو قرآن کی ضرورت ہے، نہ حدیث کی۔ اب اسکے ساتھ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ہم لوگ جو آیات واحادیث سے استدلال کرکے بیان عظمت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبالغہ کرتے ہیں، انتہا اس کی کہاں ہوگی؟

یہ بات ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ حضرت مخلوق اور بشر ہیں اور حق تعالیٰ خالق ہے اب انتہا اس مبالغے کی یہی ہوگی کہ حضرت کا مرتبہ قریب مرتبۂ معبودیت کے سمجھا جائیگا وہ بھی اس وجہ سے کہ ایک عالم آپ کو سجدہ کیا کرتا تھا اور صحابہ بھی سجدہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے۔ غرض اس مبالغے کی حد وہ ہوگی جو صحابہ کی حسن عقیدت تھی۔ اب ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس راہ کو صحابہ مدت العمر طے کیا کئے اور جس مقام پر عمر بھر سر نگائے رہے جہاں سے انہیں قسمت یابی

Marfat.com

ہوئی، اس مقام کو چھوڑ دیں اور اس راہ میں رجعت القہقری کر کے وہ راستہ چلیں جو کفار کی حد اعتقاد کو یعنی ان انتم الا بشر مثلنا کو پہنچا دے جہاں سے کفار بڑھ نہیں سکتے۔ [1]

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خدا اور رسول علیہ السلام کو مساوی درجہ دیتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہیں، ان کی محبت کا حال سنئے اور دیکھئے کہ وہ محبت کے کیسے رمز شناس ہیں۔ مال و دولت اور اہل و عیال کے ساتھ لوگوں کی محبت انہیں کیلئے ہوتی ہے، خدا کیلئے ان سے کون محبت کرتا ہے مگر اس رمز شناس محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ مال و دولت اور اہل و عیال سے محض اللہ کیلئے محبت کرتا ہے، اس میں کوئی ریا نہیں کر جو کچھ کہا خلوت میں کہا جہاں انسان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس کے خیالات کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

ایک استفسار کے جواب میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں :۔

الحمدللہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی، صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے۔ اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے [2]

اقبال نے کیا خوب کہا ہے :۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

---

[1] محمد انوار اللہ : فضائل محمدی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۲ - ۱۸۴

[2] احمد رضا خاں : الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶

Marfat.com

اب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر ملاحظہ فرمائیں۔ ایک سوال کیا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا؟ جواب مرحمت فرمایا "نہیں" ــــ پھر عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے؟ ارشاد فرمایا "نہیں" ــــ پھر عرض کیا گیا کیا بے ادبی ہے؟ فرمایا "ہاں"[1]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت عالی ہے۔ جن ذوات عالیہ کو آپ سے نسبی نسبت ہے ان کا وہ ادب و احترام ہے کہ با ید و شاید۔ اس استفسار کے جواب میں کہ کیا سید کے لڑکے کو استاد ڈنڈا مار سکتا ہے ــــ فرماتے ہیں:-

قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔[2]

یہ تو تھا نسبتوں کے ساتھ ادب کا حال اب اس دربار فیض بار میں ادب و احترام کا حال سنئے ــــ زمانہ قدیم میں ذرائع حمل و نقل مسدود تھے اور راستے پُر خطر، اس لئے جو حضرات حج کے لئے جاتے ان کو بعض حضرات زیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رکھنے کی کوشش کرتے، ایسا وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہو ــــ فاضل بریلوی اس راہ سے گزر چکے تھے اس لئے حجاج کو خطاب فرماتے ہیں:-

زیارت اقدس قریب الواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں "راہ میں خطرہ ہے" "وہاں بیماری ہے" ــــ خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے

---

[1] احمد رضا خاں: الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵
[2] ایضاً " " لاہور، ص ۷۱

Marfat.com

اس سے کیا بہتر ہے کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایے میں آرام پہنچاتے ہیں۔ کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ والحمدللہ [1]

غالباً اسی جذبہ کے تحت فاضل بریلوی نے فرمایا تھا ؎

آستاں پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
پھر تو اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

آپ نے دیکھا کہ عاشق صادق کو کشاں کشاں کیسے دامن محبوب سے لپٹا رہے ہیں لیکن جب وہ قریب جاتا ہے اور فرط محبت سے لپٹنا چاہتا ہے، اچانک آواز دیتے ہیں :۔

خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے، والحمدللہ [2]

محبت کا اندازہ سطحی آرزوؤں سے نہیں ہوتا بلکہ ٹھوس تمناؤں سے ہوتا ہے، آجکل زائرین کا حال یہ ہے کہ حاضری کے وقت بھی وطن کی یاد ستاتی رہتی ہے، بہت کم ہیں کہ اس دیار میں مرنے کی تمنا لیکر جاتے ہیں، یہ دعا بھی نہیں کرتے کہیں قبول نہ ہو جائے، لیکن اس عاشق صادق کا حال کیا پوچھتے ہو جو یہ فرما رہا ہے :۔

وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں

---

[1] احمد رضا خاں : انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ ۔ مطبوعہ لاہور، ص ۶۶
[2] ایضاً ، ، ، ص ۷۰

Marfat.com

خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ [1]

وہ محبت رسول علیہ السلام میں فنا ہے۔ دوسروں کی ناپختہ محبت دیکھ دیکھ کر کڑھتا ہے۔ ایک طرف محبوب کی عنایتوں کو دیکھتا ہے تو دوسری طرف چاہنے والوں کی بے اعتنائیوں کو دیکھتا ہے اور بچشم اشکبار و سینہ فگار پکار اٹھتا ہے، اس کی پکار ادب کا ایک شہ پارہ ہے جس میں جلال قرآنی جھلمل جھلمل کر رہا ہے ــــ سنیئے :-

آہ! آہ! آہ! اے اسلام کیا ہوئی تیری عزت؟ تیرے نام لیواؤں کی نگاہ سے کدھر گئی؟ ــ کیا ہوئی تیری حلاوت؟ ــ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟ ارے وہ اللہ قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، جس نے تمہیں آنکھ، کان، دل، ہاتھ، پاؤں ــــ لاکھوں نعمتیں دیں، جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا اور ایک اکیلے 'تنہا' بے یار و بے وکیل اس کے دربار میں کھڑے ہو کر روبکاری ہونا ہے ــ اس کی عظمت، اس کی محبت، ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں فلاں کو اس پر ترجیح دے لی؟ ــــ ارے اس کی عظمت، اس کے احسان، اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے احسانات اگر یاد کرو تو وہ واللہ العظیم، باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسانات جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑویں حصے کو نہ پہنچ سکیں ــ ارے وہ، وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری ہی یاد تھی ــ دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور، نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارا، اللہ نور السمٰوٰت والارض کا نور، شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک، حزیں آواز سے کہہ رہا ہے :-

---

[1] ظفر الدین : سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱۶
(مکتوب گرامی بنام مولوی عرفان علی، محررہ ۱۰ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء)

Marfat.com

رب امتی امتی!

اے میرے رب! میری امت میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ —— ایسا درد رکھا؟ حاشا للہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ اس پیارے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو جب فرزند ہیں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں فضل، یا قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے کان لگا کر سنا ہے، آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں:۔

رب امتی امتی!

اے رب میرے! میری امت، میری امت!

سبحان اللہ! پیدا ہوئے تو تمہاری یاد، دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد:۔

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ تم چادر تان کر، شام سے خراٹے بھرتے صبح کی خبر لاتے ہو، تمہارے درد ہو، کرب ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو —— ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست، آشنا، دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے، آخر تھک تھک جا پڑے اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں —— اور وہ پیارا بے گناہ، بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں جاگا کیا، تم سوتے اور وہ زار زار رو رہا ہے، روتے روتے صبح کر دی ہے کہ:۔

رب امتی امتی!

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا، ایسا درد رکھا؟ —— حاشا للہ!

Marfat.com

ارے ہاں ہاں، درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبت کا کیا جا پوچھنا کہ ان میں تمہاری خطا نہ ماں باپ پوچھا۔ یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نا فرمانی ٹھانو، سو سو کہیں اور ایک نہ مانو، ماں سے برے باپ سے برے، رات دن برے، ہر وقت برے ـــــ دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے لگاتے ہیں؟ ـــــ مگر وہ پیارا پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن راحت ہے کہ تمہاری لاکھ لاکھ نا فرمانیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہگاریاں پائے اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، ترک نہ فرمائے ـــ سنو، وہ کیا فرما رہا ہے دیکھو تو ـــــ وہ فرماتا ہے :-

هَلُمَّ اِلَیَّ ، هَلُمَّ اِلَیَّ

(ارے میری طرف آؤ، ارے میری طرف آؤ)

مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ ـــ دیکھو وہ فرماتا ہے "تم پروانے کی طرح آگ پر گرے پڑے ہو اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں" ـــــ کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ـــ ایسا درد رکھا؟ ـ استغفر اللہ!

ارے دنیا کی ساعت، تیر ہے، آنکھ بند کئے سویرا ہے، قیامت بہت جلد آنے والی ہے، جانتا ہے قیامت کیا ہے؟ ـ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ـــــ جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، جورو، بیٹوں سب سے، ہر ایک (آدمی) دن اپنے ہی حال میں غلطاں و پیچاں ہو گا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا ـــــ اس دن جانیں کہ فلاں فلاں تیرے کام آسکیں؟ حاشا للہ! ـــ واللہ العظیم اس دن وہی پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کام آئے گا اور اس کے سوا باقی انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

کوئی مجال عرض ہوگی نہیں، سب نفسی نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے؟ ہاں وہ پیارا، وہ بیکسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یار، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوب محشر آرا، وہ رؤف رحیم ہمارا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمائے گا کہ :-

انا لھا ، انا لھا

میں ہوں شفاعت کے لئے ، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

—— للہ انصاف ! ان کے احسانوں میں جہان میں کسی کے احسانوں کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے ؟ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ جو ان کی شان میں بدگوئی کرے، تمہارے دل میں اس کی وقعت، اس کی محبت، اس کا لحاظ، اس کا پاس نام کو بھی باقی رہے ع

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی!

الٰہی کلمہ گویوں کو سچا اسلام عطا کر، صدقہ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجاہت کا ! [1]

نوٹ :- فاضل بریلوی کی تیغ تکفیر کے مقتول بھی آپ کی محبت اور عشق رسول کے دل سے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ مخالفت کا اصل سبب ناموس رسول علیہ السلام کی حفاظت ہے ۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں :-

"میرے دل میں احمد رضا کے لئے بیحد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔"

(اختر شاہجہاں پوری، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

[1] حسام الحرمین، (خلاصہ فوائد فتویٰ)، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۷۴ ۔ ۷۸

Marfat.com

حیات مبارک

Marfat.com

Marfat.com

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) بلند پایہ عالم اور صاحب دل تھے[1] فاضل بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان میں ان دونوں بزرگوں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے ؎

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا[2]

فاضل بریلوی کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو۔پی) میں ہوئی۔[3] خود فاضل بریلوی نے اس آیۂ کریمہ سے اپنا سنہ ولادت نکالا ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ[4]

(ترجمہ) وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔

فاضل بریلوی کا اسم گرامی "محمد" رکھا گیا اور تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) لیکن جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے "احمد رضا" تجویز فرمایا، بعد میں فاضل بریلوی

---

[1] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی (۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) ص ۵۸، ۱۹۳، ۵۳۱
[2] احمد رضا خاں: حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸
[3] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸
[4] بدرالدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۸۵

Marfat.com

خود اس اسم شریف کے ساتھ "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمایا' چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے [1]

فاضل بریلوی نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ مہینے اور ۵ دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی، ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں :۔

و ذالک لمنتصف شعبان ۱۲۸۶ھ الف و مأتین و ست و ثمانین
و انا اذ ذاک ابن ثلثہ عشر عاما و عشرۃ اشھر و خمسۃ ایام
و فی ھذا التاریخ فرضت علیّ الصلوٰۃ و توجھت الی الاحکام [2]

(ترجمہ) وسط شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی' اور اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کا ایک نوعمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شرعی کی طرف متوجہ ہوا۔

علوم عربیہ سے فراغت کے بعد ہی آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کردیں اور اس چھوٹی سی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب میں خود تحریر فرماتے ہیں :۔

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور ۷ دن اور زندگی بالخیر ہے تو دس شعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء کو اس فقیر کو

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ اوّل، مطبوعہ کراچی ص ۸۰
[2] احمد رضا خاں : الاجازۃ الرضویہ مکۃ البہیہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

Marfat.com

فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہٖ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔ [1]

○

فاضل بریلوی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم و فنون میں تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد ۴۵ ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ علم قرآن ۲۔ علم حدیث [2] ۳۔ اصول حدیث ۴۔ فقہ (جملہ مذاہب) ۵۔ اصول فقہ
۶۔ جدل ۷۔ تفسیر ۸۔ عقائد ۹۔ کلام ۱۰۔ نحو ۱۱۔ صرف
۱۲۔ معانی ۱۳۔ بیان ۱۴۔ بدیع ۱۵۔ منطق ۱۶۔ مناظرہ ۱۷۔ فلسفہ
۱۸۔ تکسیر ۱۹۔ ھیأۃ ۲۰۔ حساب ۲۱۔ ہندسہ [3] ۲۲۔ قراۃ ۲۳۔ تجوید
۲۴۔ تصوف ۲۵۔ سلوک ۲۶۔ اخلاق ۲۷۔ اسماء الرجال ۲۸۔ سیر ۲۹۔ تاریخ
۳۰۔ لغت ۳۱۔ ادب [4] ۳۲۔ ارثماطیقی ۳۳۔ جبر و مقابلہ ۳۴ حساب سینی ۳۵۔ لوگارثمات

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول مطبوعہ کراچی ص ۲۸۰ مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری محررہ ۷ رشعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء)

[2] فاضل بریلوی نے سند حدیث مسلسل تین واسطوں سے حاصل کی جس کا موصوف نے الاجازۃ الرضویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے (ص۔ ۵۸ تا ۶۲) دو واسطے قابل ذکر ہیں، ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور دوسرا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہے۔

[3] ان ۲۱ علوم و فنون کے متعلق فاضل بریلوی نے یہ صراحت کی ہے:۔

فھذہ احدی وعشرون علمًا اخذت جلها بل کلها عن امام العلماء خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد۔ (الاجازات المتینہ، ص ۳۲)

یہ ۲۱ علوم میں نے اپنے والد ماجد (مولانا نقی علی خان) سے حاصل کئے (ترجمہ و تلخیص)

[4] نمبر شمار ۲۲ سے ۳۱ تک کے علوم و فنون کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ ان اساتذہ سے حاصل کئے:۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۹ء) (۲) مولانا محمد نقی علی خان (م ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۹ء)
(۳) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (م ۱۲۹۹ھ، ۱۸۸۱ء) (۴) شیخ عبدالرحمٰن مکی (م ۱۳۰۱ھ، ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ، ۱۸۸۴ء) (۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء)

Marfat.com

۳۶۔ توقیت ۳۷۔ مناظرومرایا ۳۸۔ اکر ۳۹۔ زیجات ۴۰۔ مثلث کروی
۴۱۔ مثلث مسطح ۴۲۔ ہیأۃ جدیدہ ۴۳۔ مربعات ۴۴۔ جفر ۴۵۔ زائرجہ [1]

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر فارسی، نثر ونظم ہندی، خط نسخ اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ اس طرح فاضل بریلوی نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی، ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہوجاتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم وفنون پر دستگاہ رکھتا ہو۔

پھر یہی نہیں کہ فاضل بریلوی نے ان علوم کی تحصیل کی بلکہ ہر ایک علم وفن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی، خود تحریر فرماتے ہیں:۔

ولی فی کلھا اجلتہا تحریرات وتعلیقات من زمن طلبی الی ھذا الحین[2] (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء)

ہم تصانیف کے ذیل میں مختصراً اس پر روشنی ڈالیں گے۔

○

جن علوم وفنون کا اوپر ذکر کیا گیا ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی نے خود ترک فرما دیا اور بعض کو اپنایا۔ اس ترک وقبول پر موصوف نے خود روشنی ڈالی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۱۳۲۴ھ) ص ۳۵، ۳۹ زرث ۱۔ فاضل بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے قیام حرمین شریفین کے زمانے (۱۳۲۴ھ) میں فاضل بریلوی کی سندات اجازت (جو علمائے حرمین کو عنایت فرمائیں)، علمائے عرب کے مکتوبات (جو فاضل بریلوی کو ارسال کئے گئے) اس کے علاوہ دیگر تفصیلات کو الاجازۃ المتینہ میں جمع کر دیا ہے۔ یہ مجموعہ سوانحی حیثیت سے بہت اہم ہے۔

[2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۳۶ (قلمی)

Marfat.com

فمنذ ذالك ترکت الفلسفة الاولیٰ لانی لمارأیت فیها الازخرفة وراٴیت ظلمتها تاتی بالرین وتجلب الشین وتسلب الدین خففت منها علی الدین خوف الدین اعنفل من ثقل الدین واشتغالی بالهیأة والهندسة والزیج واللوغارثمات وفنون الریاضی لیس لیکون فیه ارتیاضی بل انما التوجه ترویحًا للقلب علی جهة التفکه نعم ربما اقصدها لعلم التاقیت و تحدید الاوقات نفعًا للمسلمین فی الصوم والصلوٰة۔

اما فنونی التی انا بها ولها ورزقت لحبها شغفا وولها فاحد ثلثة ——— حمایة جانب سید المرسلین صلوات اللّٰه تعالیٰ وسلامه علیه وعلیهم اجمعین من اطالة لسان کل وهابی مَهین بکلام مُهین وهذا وهو حسبی ان یتقبل ربی وهذا هو ظنی رحمة ربی وقد قال انا عند ظن عبدی بی ثم نکایة لبقیة المبتدعین ممن یدعی الدین وما هم الا المفسدین ثم الافتاء بقدر الطاقة علی المذهب الحنفی المتین المبین [1]

(ترجمہ و تلخیص) میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا میں نے محسوس کیا کہ اس میں

---

[1] احمد رضا خاں : الاجازة الرضویه لمبجل المکة البهیة ، (قلمی)، ص ۳۷، ۳۸

نوٹ:- الاجازة الرضویه الخ الاجازات المتینه (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں) میں شامل دوسری سند کا تاریخی نام ہے جو شیخ اسماعیل خلیل وغیرہم کو فاضل بریلوی نے عنایت فرمائی تھی۔ الاجازات المتینه کا ایک قلمی نسخہ مرتبہ محمد صدیق اکبر صاحب جو جناب مفتی اعجاز ولی صاحب (لاہور) کے نسخہ پر مبنی ہے، جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی عنایت سے ملا ہے جس کے لئے ان کا شکر گزار ہوں۔ مسعود

Marfat.com

سوائے ملمع کاری کے کچھ نہیں۔ اس کی ظلمت اور زنگ ایسا چھاتا ہے کہ دین سلب کر لیتا ہے اور اس ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی دینی ذمہ داریوں پر غور کیا ——— اور ہیئت، ہندسہ، نجوم، لوگارثمات اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لئے نہیں کہ اس میں مجھے مزید مشق حاصل ہو بلکہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کیلئے ہے اس کے علاوہ اس سے وقت کی تعیین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے جس سے مسلمانوں کو نماز روزے میں فائدہ پہنچتا ہے۔

مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے تفصیل یہ ہے:۔

(۱) سید المرسلین صلوۃ اللہ تعالیٰ وسلام علیہ وعلیہم اجمعین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل وہابی آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے۔ ——— میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میں میرا یہی ظن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے:۔

میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن
کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں۔

(۲) ان کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی بیخکنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفسد محض ہیں۔

(۳) حسب استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی۔

○

فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہو کر اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے ——— فاضل بریلوی نے اپنے دیوان میں اپنے مرشد طریقت کی شان میں ایک منقبت لکھی ہے جس کا مطلع ہے:۔

Marfat.com

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول[1]

فاضل بریلوی کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل خود موصوف نے اس طرح لکھی ہے :۔

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدلیہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعیہ (۱۳) علویہ منامیہ[2] وغیرہ وغیرہ

مندرجہ بالا سلاسل میں اجازت کے علاوہ فاضل بریلوی کو مصافحات اربعہ کی سندات بھی ملیں جس کی تفصیل موصوف نے اس طرح تحریر فرمائی ہے :۔

(۱) مصافحة الجنيه (۲) مصافحة الخضريه
(۳) مصافحة المعمريه (۴) مصافحة المناميه[3]

ان مصافحات واجازات کے علاوہ مختلف اذکار، اشغال و اعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی مثلاً خواص القرآن، اسماء الٰہیہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، حزب البر، حزب النصر، حرز الامیرین، حرز الیمانی، دعاء مغنی، دعاء حیدری، دعاء عزرائیلی، دعاء سریانی، قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرار، قصیدہ بردہ وغیرہ وغیرہ۔

○

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فاضل بریلوی اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی معیت

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲۵
[2] حامد رضا خاں : الاجازات المتینہ، ص ۴۰ و ۴۱
[3] ایضاً : " ، ص ۴۲

Marfat.com

میں زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات و کیفیات قلبیہ کی آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے۔ اس نظم کا مطلع ہے

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبہ کا کعبہ دیکھو[1]

اس سفر مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علما مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان (م ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) اور مفتی حنفیہ شیخ عبد الرحمٰن سراج (م ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) وغیرہم سے حدیث، تفسیر فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں نماز مغرب کے بعد ایک روز امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں، فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہتے ہیں اور جوش عقیدت میں فرماتے ہیں:۔

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین[2]

بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔

شیخ حسین بن صالح موصوف نے فاضل بریلوی کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

○

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی دوسری بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کیلئے

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۵۷

[2] رحمان علی : تذکرۂ علمائے ہند ص ۹۹

نوٹ: مولانا رحمان علی نے اس سفر حج کے واقعات وحالات کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے ہم نے یہ تمام تفصیلات اس کتاب میں مناسب جگہ درج کر دی ہیں۔

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر ایک نظم لکھی تھی جو ان کے نعتیہ دیوان میں شامل ہے اور جس کا مطلع ہے:-

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے[1]

اس سفر مبارک میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی جس کا بخوبی اندازہ حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) الدولۃ المکیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) اور کفل الفقیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) وغیرہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہماری کتاب کا موضوع ہے اس لئے ہم نے اصل کتاب میں اس پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہاں مختصراً کچھ عرض کرتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں فاضل بریلوی کی جو قدر و منزلت ہوئی اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ اسماعیل خلیل علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اہل مکہ جوق در جوق آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے، بہت سے حضرات نے آپ سے التجا کی کہ ان کو سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا۔

مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس سفر میں فاضل بریلوی کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے الاجازات المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کے لئے سب سے پہلے مولانا سید عبدالحئی مکی (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء) تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم بھی تھے۔ دونوں حضرات کو سندات اجازت مرحمت فرمائیں۔ ان کے بعد مولانا شیخ صالح کمال (م ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) اور بعض دوسرے اہل علم آئے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ پھر مولانا سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۹ء) تشریف لائے چنانچہ موصوف کو اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کو اجازت سے نوازا گیا۔ ان کے بعد شیخ احمد خضراوی تشریف لائے پھر اور لوگ بھی آنے لگے سب کو اجازت سے مشرف فرمایا۔ بعض حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اوّل ص ۹۲

Marfat.com

ارسال کردی جائیں گی۔ قیام مکہ ہی کے زمانے میں شیخ عبدالقادر کردی (م ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء)
اور ان کے صاحبزادے شیخ فرید (م ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء) اور سید محمد عمر وغیرہم کو بھی اجازت
سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد فاضل بریلوی دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے
جہاں جس اکرام و اعزاز سے نوازا گیا اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی
مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) کی زبانی سنئے۔ وہ اپنے ذاتی تاثرات کا اظہار فرماتے
ہوئے لکھتے ہیں :-

انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین دیاتیہا من الہند
الوف من العلمین۔ فیہم علماء وصلحاء و اتقیاء رائیتہم یدورون
فی سکک البلد لا یلتفت الیہم من اہلہ احد و اری
العلماء الکبار العظماء الیک مہرعین و باجلالک مسرعین
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم [1]

(ترجمہ تلخیص) میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں، ہندوستان سے ہزاروں
صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحاء، اتقیاء، سب ہی ہوتے ہیں، میں نے
دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی بھی ان کو مڑ کر
نہیں دیکھتا، لیکن فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ
سب ہی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصد
تعجیل کوشاں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں بھی فاضل بریلوی سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی،
بہت سوں کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی اور بعض حضرات سے وعدہ کیا کہ وطن عزیز واپسی کے
بعد سندات ارسال کردی جائیں گی مثلاً شیخ عمر بن حمدان المحرسی، سید مامون البری، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینۃ ، ص ۷

Marfat.com

وغیرہم چنانچہ جب وطن واپسی کے بعد سندات کی ترسیل میں تاخیر ہوئی تو ان حضرات نے یاددہانی کرائی سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) اسی قسم کے ایک وعدے کی یاددہانی اپنے مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں اس طرح کراتے ہیں :-

ووعدتم الحقیر واخاہ بارسال الاجازۃ بمرویاتکم فلم تات فکان اقرب الناس الیکم ابعدھم اوکنا نسیًا منسیًا [1]

(ترجمہ) آپ نے حقیر اور اس کے بھائی سے اپنی مرویات کی اجازت بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا، لیکن ابھی تک اجازت موصول نہیں ہوئی جو آپ سے زیادہ قریب تھا وہ بہت دور ہوگیا، یا ہمیں بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے ؟

اسی طرح سید مامون البری مدنی اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں اس طرح یاددہانی کراتے ہیں :-

وقد وقع منکم الوعد عند وصولکم الی المدینۃ الطیبۃ بان تمنحوا من فضلکم الاجازۃ فی علوم الحدیث والتفسیر وغیرھا للفقیر، والفقیر منتظر انجاز ذالک الوعد وکتابتہ وارسالہ الخبیر بما وعد [2]

(تلخیص) مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ علوم حدیث اور تفسیر وغیرہ میں حقیر کو سند اجازت تحریر فرما کر ارسال کریں گے، فقیر ایفائے وعدہ کا منتظر ہے -

○

وطن عزیز واپسی کے بعد فاضل بریلوی کی خدمت میں علمائے عرب نے جو خطوط ارسال

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ، ص ۹ و ۱۰

[2] ایضاً : " ، ص ۱۳ و ۱۴

Marfat.com

فرمائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں محبت و عظمت راسخ ہو چکی تھی چنانچہ سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام اپنے ایک مکتوب محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں فاضل بریلوی کے مکتوب گرامی موصول ہونے پر اپنی مسرت و انبساط کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

وصلنا عزیز مشرفکم علی طراز نقاد علماء المدینۃ المنورۃ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والسلام فقرأناہ والسرور والحبور منزا یدات وتلوناہ والدموع والزفرات منتابعات۔ فما علمنا ھل ذالك لشدۃ الاشتیاق ام لعدم حصول الوصال والتلاق [1]

(ترجمہ و تلخیص) ہمیں آپ کا گرامی نامہ ملا، اس کو پڑھا تو خوشی پر خوشی میسر آئی اور آگے پڑھا تو آنسو بہنے لگے اور آہوں سے ہچکیاں بندھ گئیں۔ نہ معلوم یہ کیفیت شدت اشتیاق کی وجہ سے پیدا ہوئی یا وصل و ملاقات سے حرماں نصیبی کی وجہ سے!

اسی طرح ایک مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ شیخ الاسلام بلامدافع، وحید العصر بلامنازع، شیخنا واستاذنا وملاذنا و قدوتنا وعمدتنا یومنا ومعادنا المولوی احمد رضا خان سلمہ اللہ الحنان المنان [2]

(ترجمہ و تلخیص) تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو یکتا ہے اور درود و سلام اس مقدس ہستی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں، بے بدل شیخ الاسلام، بلا تردید یکتائے روزگار — ہمارے محبوب شیخ اور آقا، ہمارے پسندیدہ قائد اور دین و دنیا میں ہمارا سہارا مولوی احمد رضا خاں — خدائے حنان و منان انہیں سلامت رکھے!

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ، ص ۱۱ [2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۹

Marfat.com

اسی طرح مولانا سید مامون البری المدنی علیہ الرحمہ اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں، اس تحریر کے حرف حرف سے جوش عقیدت و محبت نمایاں ہے :-

بسم الله الرحمٰن الرحيم الحمد لله والصلوٰة على رسول الله الى الاستاذ العلامة البادع والملاذ الفهامة اللامع، صاحب القلم السمار والكلم الفائق لطفها نعيم الاسمار، ذا الكمالات العالية التى لا تتصور كنهها برسم وحد، فهوا لحقيق بان يقال انه فى عصره اوحد، كيف وفضله اشهر من نار على علم، والمنبر على عالى همه عند الامم ——— اعنى به حضرة الجناب المكرم المحترم وحيد الاوان الشيخ سيدى احمد رضا خان ابقى الله عزه وجلاله عن الزوال ماهونا وعن آفات الدهرى مصئونا آمين بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم [1]

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ

بنام نامی استاذ العلامہ، جو شیریں بیاں، خوش فکر، روشن ضمیر اور صاحب تقریر و تحریر ہیں۔ ان کی حلاوتِ بیان شب خیز واعظین کی تاثیر رکھتی ہے۔ (ان کی) تحریریں بلند کمالات کی آئینہ دار ہیں، بادی النظر میں ہم ان کے کمالاتِ عالیہ کے حقائق کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ حقیقت میں یوں کہنا چاہیئے کہ موصوف اپنے زمانے میں یکتا ہیں اور ان کا علم و فضل مشہور رہے اور وہ اقوام کے نزدیک اپنی عالی ہمتی کی وجہ سے معروف ہیں۔ (کون؟) اس سے میرا اشارہ حضرت جناب مکرم و محترم یکتائے روزگار، سیدی احمد رضا خاں کی طرف

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ، ص ۱۳

Marfat.com

ہے۔ اللہ عزوجل سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل انہیں زوال ونکبت اور آفات زمانہ سے بچائے رکھے (آمین)

فاضل بریلوی کی علمیت وفقاہت اور روحانی عظمت سے عرب وعجم کے بیشتر علماء متاثر تھے۔ ہم نے ان تمام تاثرات کو آئندہ اوراق میں قلم بند کیا ہے۔

○

فاضل بریلوی نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک دوپہر دو بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔۔۔ مولانا حسنین رضا خاں جنہوں نے اس الوداعی سفر کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا عرض کیا گیا۔" اس وقت ۱ بج کر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں" فرمایا "گھڑی رکھ دو"۔۔۔ یکایک ارشاد فرمایا" تصاویر ہٹا دو"۔۔۔ حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا" یہی کارڈ، لفافہ روپیہ، پیسہ" ۔۔۔ پھر ذرا وقفے سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا" وضو کر آؤ" "قرآن عظیم لاؤ"۔۔۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفےٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا" اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورہ یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو"۔

اب آپ کی عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں، ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر و زبر میں اس وقت فرق ہوا، خود تلاوت فرما کر بتا دی ۔۔۔۔۔

سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا' ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا "جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا[1]"

مولانا عبدالعزیز محدث مراد آبادی (استاذ دار العلوم اشرفیہ' اعظم گڑھ) درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول صاحب کے عم محترم علیہ الرحمہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے فاضل بریلوی کی ساعت وصال کی حقیقی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے' راوی معتبر ہے اور بات خواب کی ہے' اس لئے تنگ دلی یا تعصب سے کسی کا جھٹلانا نامناسب اور غیر معقول ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت قلبی سے نوازا ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے ۔

فاضل موصوف فرماتے ہیں : ۔

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے' ان کی آمد کی خبر پاکر' ان سے ملاقات کی' بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے' طبیعت میں بڑا ہی استغنا تھا' مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے' ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے' نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں

---

[1] بدرالدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت' مطبوعہ لاہور ص ۳۶۱ و ۳۶۲

Marfat.com

کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں، مجھے ضرورت نہیں، ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا، عرض کیا "حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟" — فرمایا "مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔"

"واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں، لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے، قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے، میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا "فداک ابی وامی! کس کا انتظار ہے؟" — ارشاد فرمایا "احمد رضا کا انتظار ہے۔" میں نے عرض کیا "احمد رضا کون ہیں؟" — فرمایا "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔" بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی، معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا، بریلی پہنچا، معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔[1]

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم، ہمہ حرماں رفتم

شہر بریلی محلہ سوداگران میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پرشکوہ عمارت

---

[1] بدر الدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ (بحوالہ ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد (شمارہ مارچ واپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

Marfat.com

میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۴ اور ۲۵ صفر کو ہوا کرتا ہے اور اکناف ہند کے علماء و مشائخ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

○

فاضل بریلوی کی باقیات صالحات میں ان کی تعداد تصانیف[1] قابل ذکر ہیں — ایک اندازے کے مطابق یہ تصانیف و تعلیقات پچاس مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار کے قریب ہیں[2]۔ مولانا رحمان علی نے اپنی تالیف "تذکرہ علمائے ہند" میں (جو ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں لکھنی شروع کی)، فاضل بریلوی کی پچاس تصانیف کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:۔

تصانیف وے تا ایں زماں ہفتاد و پنج مجلد رسیدہ اند[3]

اس وقت فاضل بریلوی کی عمر شریف تقریباً ۳۱ سال ہوگی اور چودہ برس کی عمر میں فتوے نویسی کا آغاز فرما کر علمی دنیا میں قدم رکھا، اس طرح یہ ۷۵ تصانیف تقریباً ۱۸ سال کی کاوش کا نتیجہ ہیں، اس کے بعد ۳۵ سال حیات رہے جب ابتدا کا یہ عالم ہے تو انتہا کیسی شاندار ہوگی۔

۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں جب کہ آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اپنی تصانیف کی تعداد دو سو تحریر فرمائی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۱ سال ہوگی۔ اس قدر تصانیف کے علاوہ فاضل بریلوی نے مختلف علوم و فنون کی تقریباً اسّی کتابوں[4]

---

[1] یوسف الیاد سرکیس نے معجم المطبوعات العربیۃ والمعرّبہ میں الشیخ احمد رضا کے ذیل میں مندرجہ ذیل دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ غالباً یہ بھی فاضل بریلوی کی تصانیف ہیں:۔
(ا) ھدایۃ المعلمین الی ما یجب فی الدین (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء)
(ب) العراقیات (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)
(معجم المطبوعات العربیہ والمعرّبہ، مطبوعہ مصر۔ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء جلد اوّل ص ۹۳۹)

[2] ضمیمہ المعتقد المنتقد (مع المعتمد المستند) مطبوعہ لاہور (از مفتی محمد اعجاز ولی خاں) ص — ۲۴۶

[3] رحمان علی، تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء، ص — ۱۸
(ب) نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، جلد اول، ص ۶۶

[4] اختر نے ان کا شمار ڈیڑھ سو تک پیش کیا ہے۔ (اختر)

Marfat.com

پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے اور اس سارے علمی سرمایہ کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جس کا پورا نام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ" ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء تک فاضل بریلوی نے اس کی سات مجلدات کا ذکر فرمایا ہے جو بعد میں بارہ مجلدات تک پہنچ گئیں اور جن میں پانچ شائع بھی ہو گئیں۔ ہر ایک جلد جہازی سائز کے ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

فاضل بریلوی نے اس کے چند اوراق بطور نمونہ مکہ معظمہ کے فاضل سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام کو ارسال فرمائے تھے۔ موصوف نے اپنے مکتوب محررہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں ان اوراق فتاویٰ پر اس طرح تبصرہ فرمایا ہے :-

تفضل علینا سیدنا بعدۃ اوراق من فتاویہ انموذجۃ نرجو اللہ عزشانہ ان یسھل و یقارب لکم الاوقات لاتمامھا فی اقرب حین فانھا حریۃ بان یعتنیٰ بھا جعلھا اللہ تعالیٰ لکم ذخرا لیوم المعاد و واللہ اقول والحق اقول انہ لو راٰھا ابو حنیفۃ النعمان لاقرت عینہ و یجعل مولفھا من جملۃ الاصحاب[1]

(ترجمہ) ہمارے آقا نے فتاویٰ پر مشتمل ہمیں نمونے کے طور پر چند اوراق عنایت فرمائے ہیں۔ ہمیں اللہ عزشانہ سے امید ہے کہ وہ ان کی تکمیل کے لئے آپ کے اوقات میں آسانی اور جلدی کے مواقع عطا فرمائے گا۔ چوں کہ وہ خالص علمیت پر مبنی ہیں۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں سرخروئی عطا فرمائیگا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے (اجلہ) تلامذہ میں شامل فرماتے۔

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازات المتینۃ، ص - ۹

Marfat.com

○

دوسرا علمی شاہکار قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے جو "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ اور جلیل القدر عالم مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے خزائن العرفان کے نام سے اس پر تفسیری حواشی تحریر فرمائے۔[1] قرآن کریم کے اردو میں بیشمار ترجمے ہوئے ہیں گو اوّلیت شاہ عبدالقادر علیہ الرحمہ کے ترجمہ موضحِ قرآن (۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء) کو حاصل ہے لیکن نگاہ عشق و مستی سے اگر دیکھا جائے تو فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور اپنی مثال آپ ہے۔

فاضل بریلوی کی تصانیف اور تعلیقات کی روشنی کے متعلق تفصیلات مختلف کتابوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔[2] ان کی تصانیف کا تعارف بجائے خود ایک تحقیقی مقالے کا محتاج ہے۔

○

فاضل بریلوی متبحر عالم اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ سخن فہمی و سخن سنجی اور سخن گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ نے نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا اور اس

---

[1] مولوی سرفراز گکھڑوی نے ان حواشی پر چند اعتراضات وارد کئے ہیں جن کا مسکت جواب مولانا غلام رسول سعیدی نے توضیح البیان لخزائن العرفان کے نام سے تحریر کیا ہے۔

[2] تفصیلات کے لئے ان ماخذ کی طرف رجوع کیا جائے :-

(ا) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۶ و ۱۷

(ب) قاموس الکتب اردو، جلد اول۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱۱، ۱۴۶، ۲۱۸، ۳۸۲، ۴۶۳، ۸۸۳، ۹۱۰، ۹۲۳، ۹۲۴، ۱۰۶۳

(ج) بدرالدین احمد : سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۹ تا ۳۸۱

(د) ظفرالدین بہاری : المجمل المعدد لتالیفات المجدد، ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

Marfat.com

میدان میں خوب خوب دادِ سخن دی[1]۔ آپ کی نعتیں جذباتِ قلبیہ کا بے سروپا اظہار نہیں بلکہ آدابِ عشق و محبت کی آئینہ دار ہیں، اس حیثیت سے اردو ادب میں آپ نعت گو شعراء کے سرتاج ہیں ؎

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں کہ رضؔا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ھدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضؔا کی قسم

فاضل بریلوی کی وسعتِ علمی کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن یہاں اس پہلو پر مجملاً اس لئے روشنی ڈالی گئی کہ شعر گوئی میں نعت گوئی اپنا ایک مخصوص مقام رکھتی ہے اور وہ ایک عالم کے شایانِ شان بھی ہے بشرطیکہ حدودِ ادب کے اندر رہ کر کی جائے۔ فاضل بریلوی کا کمالِ نعت گوئی دیکھنا ہو تو یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں جس کا راوی ایک صاحبِ نسبت بزرگ ہے:۔

پشاور سے راقم کے ایک کرم فرما محترم تاج محمد صدیقی القادری دام عنایتہٗ نے اپنے مرشدِ طریقت حضرت حافظ سید احمد شاہ صاحب قادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کے باہر ایک مجلس جمی ہے، سب روضۂ مبارک کی طرف متوجہ بیٹھے ہیں۔ نواب رام پور بھی ہیں، ایک نعت خواں فاضل بریلوی کی یہ نعت پڑھ رہا ہے جس کا مطلع ہے ؎

حاجیو! آؤ، شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

ایک کیف و سرور کا عالم ہے، مجلس پر رقت طاری ہے۔

علماءِ مدینہ فاضل بریلوی کی معجز کلامی کو دیکھ کر بیساختہ پکار اٹھے:۔

کان صاحب المشاھدۃ وصاحب مقام الفنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(ماخوذ از مکتوب محررہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۱ء، پشاور)

---

[1] ملک شیر محمد خاں اعوان کا ایک مقالہ بعنوان "مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری" مرکزی مجلس رضا نے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء میں لاہور سے شائع کر دیا ہے ——— ماہنامہ فاران (کراچی) ستمبر ۱۹۷۳ء میں (ص ۴۴ تا ۴۸) اس مقالے پر تبصرہ (باندازِ تنقیص و تنقید) پڑھ کر افسوس ہوا، صرف خامیوں پر نظر رکھنا اور خوبیوں کو نظر انداز کر دینا اہلِ دانش کو زیب نہیں دیتا۔ مسعود

Marfat.com

اولادِ امجاد

فاضل بریلوی کے یہاں دو صاحب زادے اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۸) دونوں صاحبزادگان اپنے وقت کے عالم جلیل ہوئے ـــ بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں ماہ ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، محمد نام رکھا گیا دوسرا نام حامد رضا تجویز کیا گیا، کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی ادب پر بڑا عبور حاصل تھا چنانچہ رسالہ الاجازۃ المتینہ کا عربی مقدمہ اس حقیقت پر شاہد ہے، اس کے علاوہ رسالہ الدولۃ المکیہ اور الفیوضات المکیہ کا کامیاب اردو ترجمہ کیا ہے ـــ ۷۰ برس کی طویل عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے برسہا برس دارالعلوم منظر اسلام میں درس حدیث دیا، علم و فضل میں اپنے والد ماجد کا آئینہ تھے فاضل بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں "حامد منی انا من حامد"

مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے، مسئلہ ختم نبوت پر رسالہ الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی، مسئلہ اذان پر سد الفرار طبع ہو چکے ہیں رسالہ ملا جلال کا حاشیہ قلمی صورت میں محفوظ ہے، نعتیہ دیوان اور مجموعہ فتاویٰ حال ہی میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا حامد رضا خاں نے ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو عین حالت نماز میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دوسرے صاحبزادے مولانا مصطفٰے رضا خاں ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے ان کا نام محمد رکھا گیا اور عرفی نام مصطفٰے رضا تجویز کیا گیا۔ ابتداءً میں برادر بزرگ سے تعلیم حاصل کی، پھر مولانا شاہ رحیم الٰہی منگلوری سے خاص طور پر مستفید ہوئے [1] اس کے بعد والد ماجد سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

---

[1] محمود احمد قادری: "تذکرہ علماء اہل سنت" مطبوعہ اسلام آباد۔ بھوانی پور (مظفر پور) ص ۲۲۳

Marfat.com

مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے اشاعت و تبلیغ اسلام اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا چنانچہ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں شردھانند کی فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کیا اور تبلیغی مشن میں مقیم رہے۔ ۱۳۶۶ھ/اپریل ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کی حمایت کے سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنس (جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ) کے اجلاس میں شریک ہوئے اور اسلامی حکومت کے لائحہ عمل کی تشکیل کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ایک اہم رکن تھے[1]

مولانا مصطفےٰ رضا خاں ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء سے بریلی میں اپنے والد کے جانشین ہیں۔ اور فتویٰ نویسی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں الفتاوی المصطفویہ آپ کی علمی یادگار ہے۔

○

فاضل بریلوی کے بیشمار خلفا تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے ہوئے تھے ——

الاجازات المتینہ کے مطالعہ سے حرمین شریفین میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے سات مختلف سندیں تحریر فرمائیں جو صاحب اجازت کے نام اور مرتبے کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

(ا) پہلی سند شیخ محمد عبد الحی ابن الشیخ الکبیر السید عبد الکبیر الکتانی الحسنی کو عنایت فرمائی۔

(ب) دوسری سند شیخ اسماعیل خلیل کے لئے مرحمت فرمائی، پھر معمولی ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو مرحمت فرمائی۔

(۲) شیخ مصطفےٰ خلیل (۳) شیخ مامون البری المدنی (۴) شیخ اسعد الدھان

(۵) شیخ عبد الرحمان (۶) شیخ عابد بن حسین مفتی مالکیہ (۷) شیخ علی بن حسین

(۸) شیخ جمال بن محمد الامیر (۹) شیخ عبد اللہ بن ابی الخیر (۱۰) شیخ عبد اللہ دحلان

(۱۱) شیخ بکر رفیع (۱۲) شیخ ابی حسین مرزوقی (۱۳) شیخ حسن العجمی

---

[1] غلام معین الدین نعیمی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۰ و ۱۹۰

Marfat.com

(۱۴) شیخ الدلائل سید محمد سعید (۱۵) شیخ عمر الحروسی (۱۶) شیخ عمر بن حمدان

(ج) تیسری سند شیخ احمد خضراوی المکی کو عنایت فرمائی

(د) چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو عنایت فرمائی۔

(۱۸) شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی (۱۹) شیخ حسین المالکی (۲۰) شیخ علی بن حسین

(۲۱) شیخ محمد جمال (۲۲) شیخ صالح کمال (۲۳) شیخ عبداللہ میرداد

(۲۴) شیخ احمد ابی الخیر میرداد (۲۵) سید سالم بن عیدروس (۲۶) سید علوی بن حسن

(۲۷) سید ابوبکر بن سالم (۲۸) شیخ محمد بن عثمان دحلان (۲۹) شیخ محمد یوسف۔

(ھ) پانچویں سند شیخ عبدالقادر[۳۰] کردی کو عنایت فرمائی

(و) چھٹی سند شیخ محمد بن[۳۱] سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔

(ز) ساتویں سند شیخ محمد سعید[۳۲] بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

یہ وہ علماء حرمین ہیں جن کو تحریری اجازت نامے عنایت فرمائے، بہت سے حضرات کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی کہ ان کی تعداد کا علم نہیں۔

○

حرمین شریفین کے علاوہ پاک و ہند میں بھی فاضل بریلوی کے بکثرت خلفاء ہیں جن حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:۔

(۱) مولانا حامد رضا خاں (۲) مولانا مصطفٰے رضا خاں (۳) مولانا محمد ظفر الدین بہاری

(۴) مولانا سید دیدار علی شاہ (۵) مولانا امجد علی اعظمی (۶) مولانا نعیم الدین مرادآبادی

(۷) مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی (۸) مولانا احمد مختار صدیقی (۹) مولانا عبدالاحد قادری

(۱۰) مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۱۱) مولانا محمد رحیم بخش آروی (۱۲) مولینا لعل محمد خاں مدراسی

(۱۳) مولانا عمر بن ابوبکر (۱۴) مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی (۱۵) مولینا محمد شفیع بیسلپوری

(۱۶) مولانا محمد حسنین رضا خاں (۱۷) مولینا محمد شریف کوٹلی لوہاراں (۱۸) مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں

Marfat.com

(۱۹) مولینا مفتی غلام جان ہزاروی (۲۰) مولانا احمد حسین امروہوی (۲۱) مولینا عبدالسلام جبل پوری
(۲۲) مولانا عبدالباقی (۲۳) مولانا برہان الحق جبل پوری (۲۴) سید فتح علی شاہ[1]
(۲۵) مولینا ابوالبرکات سید احمد قادری (۲۶) مولانا حبیب الرحمن میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری)
(۲۷) مولانا عمرالدین ہزاروی وغیرہ وغیرہ

○

فاضل بریلوی کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ بیشتر تلامذہ پاک و ہند میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ملک کے طول و عرض میں پھیل کر فاضل بریلوی کے پیغام کو دور دور پہنچایا۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ کے تلامذہ نے مثبت اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ کسی فاضل کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ فاضل بریلوی کے جن تلامذہ کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں :-

(۱) مولانا حسن رضا خاں (۲) مولینا محمد رضا خاں (۳) مولینا حامد رضا خاں
(۴) مولینا سید احمد اشرف کچھوچھوی (۵) مولینا سید محمد جیلانی کچھوچھوی (۶) مولینا ظفرالدین بہاری
(۷) مولینا عبدالواحد پیلی بھیتی (۸) مولینا حسنین رضا خاں (۹) مولینا سلطان احمد خاں
(۱۰) مولینا سید امیر احمد (۱۱) مولینا حافظ یقین الدین (۱۲) مولینا حافظ عبدالکریم
(۱۳) مولینا سید نور احمد چاٹگامی (۱۴) مولینا منور حسین (۱۵) مولینا واعظ الدین
(۱۶) مولینا عبدالرشید عظیم آبادی (۱۷) مولینا شاہ غلام محمد بہاری (۱۸) مولینا حکیم عزیز غوث
(۱۹) مولینا نواب مرزا وغیرہ وغیرہ

○

---

[1] یہاں تک تمام تفصیلات مولانا بدرالدین احمد کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت (ص - ۳۰۶) سے ماخوذ ہیں۔ مسعود

Marfat.com

فاضل بریلوی

علماء حجاز کی نظر میں

Marfat.com

Marfat.com

حرمین شریفین میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں حج بیت اللہ تشریف لے گئے تو اس قدر و منزلت کا آغاز ہو چکا تھا جس کی تفصیل مولانا رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند میں[1] اور مولینا محمد ادریس نگرامی نے تذکرۂ علمائے حال میں[2] بیان کی ہے۔ مولینا رحمان علی تحریر فرماتے ہیں :۔

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ وہاں کے اکابر علماء یعنی سید احمد دحلان (مفتی شافعیہ) اور عبدالرحمن سراج (مفتی حنفیہ) سے حدیث، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے علوم کی سند حاصل کی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا:۔

انی لا اجد نور اللہ من ھذا الجبین

بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں،

---

[1] مولینا رحمان علی (۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء تا ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) نے تذکرہ علمائے ہند نامی کتاب ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷-۸ء میں لکھنی شروع کی، غالباً ۱۳۰۷-۸ھ/۱۸۹۰-۹۱ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچی اور اس کا پہلا اڈیشن ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

[2] محمد ادریس نگرامی: تطییب الاخوان بذکر علمائے الزمان (ملقب بہ تذکرہ علمائے حال) مؤلفہ ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء مطبوعہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء ص ۱۰ - ۱۱

Marfat.com

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا :۔

تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے ۔

سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں، مکہ معظمہ میں شیخ جلیل موصوف کے ایماء سے رسالہ جوھرۃ مضیئۃ کی شرح جو مناسک حج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے، دو دن میں کی، یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے مولوی احمد رضا خان اس کا نام

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیئہ

رکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں تحسین و آفریں فرمائی [1]

ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) کے ایک خصوصی شمارے میں فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے واقعات وحالات کو ذرا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ مذکورہ میں مولوی شاہ محمود جان قادری نے ذکر رضا (منظوم) کے حاشیے میں شرح جوہرۂ مضیہ کا اس طرح تعارف کرایا ہے :۔

فاضل بریلوی نے پہلے ابیات کا ترجمہ فرمایا۔ پھر شرح میں پہلے مطلب پھر اختلاف مذاہب شافعیہ وحنفیہ اور بیان مذہب حنفیہ میں اختیار راجح و ترک مرجوح وغیرہ کے ساتھ متصف فرمایا اور بروز دوشنبہ ۷ ذی الحجہ سال مذکور (۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء) کو ختم فرما کر

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ

سے ملقب فرمایا

پھر اس پر بعض تعلیقات وحواشی تحریر فرمائے جن میں فوائد لطیفہ و توضیح مسائل و تخریج احادیث وغیرہ کی گئی ہے یہ تعلیق بھی ایک رسالہ ہو گئی جس کا

---

[1] رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸ - ۹۹

Marfat.com

نام ـــــــ الطرۃ الرضیہ علی النیرۃ الوضیہ
رکھا گیا، یہ کتاب قابل دید اور مسائل حج میں بے نظیر ہے، مطبع انوار احمدی لکھنؤ میں ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء میں طبع ہوئی۔ [1]

○

ان بیانات سے ایک طرف تو فاضل بریلوی کی علمی اور روحانی برتری اور تفوق کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسری طرف عربی زبان پر مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے، ایسی مہارت جس پر خود اہل عرب رشک کریں، یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، فاضل بریلوی کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین مدنی مدظلہ العالی نے علامہ حافظ محمد احسان الحق (گوجرانوالہ) سے بیان فرمایا:۔

> ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علماء کرام کے اجتماع میں میں نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا مندرجہ ذیل قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا کہ یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم دین کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے، میں نے بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہیں، علماء مصر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ یہ ہے:۔

الحمد للمتوحد ـــــ بجلالہ المتفرد
وصلوتہ دوماً علی ـــــ خیر الانام محمد

---

[1] شاہ محمود جان: ذکر رضا، مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ۱۳۸۶ھ/ جون ۱۹۶۲ء، مجدد اعظم نمبر ص ۸ (یہ کتاب عنقریب مکتبہ رضویہ لاہور کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے)۔

نوٹ: اس رسالے کے صفحہ ۲۶ پر مولینا نجیب الاسلام صاحب نسیم اعظمی نے تعارف کے عنوان سے علمائے حرمین شریفین کے اعزازی کلمات کو مختصراً پیش کیا ہے۔ مسعود

Marfat.com

والآل والاصحاب ھم — ماوایٰ عند شدائد

فالی العظیم توسّلی — بکتابہ وباحمد

وبمن اتیٰ بکلامہ — وبمن ھدیٰ وبمن ھُدی

وبطیبۃ وبمن حوت — وبمنبر وبمسجد

وبکل من وجد الرضا — من عند ربٍّ واحد [1]

○

پہلی بار زیارت حرمین شریف کے موقعہ پر فاضل بریلوی کی جو عزت افزائی ہوئی اس کا مختصر حال اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں جب دوسری بار تشریف لے گئے تو وہ اعزاز و اکرام ہوا کہ اہل پاک و ہند کو جس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔

پہلی بار سفر حج کے بعد علمائے حرمین کے سامنے فاضل بریلوی کے بعض فتوے پیش کیے گئے جس سے ان کے دلوں پر آپ کی فضیلت علمی اور تحقیق و استدلال کا سکہ بیٹھ گیا، تعارف تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ من جملہ ان فتاوی کے فتاویٰ موسومہ

"الحسام السنۃ لاھل الفتنۃ"

تھا جس کا موضوع ندوہ کے علماء کی تردید[2] تھا۔ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا اور اس پر ان کی تصدیقات حاصل کر کے ۱۳۱۷ھ میں یہ تصدیقات

"فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین"

---

[1] محمد احسان الحق: "عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو" مطبوعہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" (گوجرانوالہ) ۱۳۹۱ھ/ اپریل ۱۹۷۱ء ص ۳

نوٹ: قصیدہ عربیہ طویل ہے یہاں بخوف طوالت چند اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ مسعود

[2] علماء ندوہ صلح کل کے داعی تھے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے تھے خواہ اسکے عقائد کچھ ہی کیوں نہ ہوں گویا وہ اجمال کے قائل تھے تفصیل سے سروکار نہ رکھتے تھے، ممکن ہے کہ اس زمانے کے سیاسی حالات نے ان کو یہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر مجبور کیا ہو۔ فاضل بریلوی اس غیر واضح فکری اور علمی تحریک کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے اور اسکے سخت مخالف تھے (باقی صفحہ ۹۷ کے نیچے)

Marfat.com

کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ ساری تفصیل مولوی عبد الحیٔ لکھنوی نے نزھۃ الخواطر (جلد ہشتم) میں دی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:-

انعقدت حفلۃ "مدرسۃ فیض عام" سنۃ احدی عشرۃ و ثلاث مائۃ والف فی کانفور، وحضرھا اکثر العلماء النابھین وھی الحفلۃ التی تاسست فیہا ندوۃ العلماء، ومن اکبر اغراضھا توحید کلمۃ المسلمین واصلاح ذات البین بین علماء الطوائف واصلاح التعلیم الدینی، وحضرھا المفتی احمد رضا المترجم وخرج منھا وقد قرر محاربۃ ھذہ الجمعیۃ، فاصدر صحیفۃ اسماھا

"التحفۃ الحنفیۃ"

لمعارضۃ ندوۃ العلماء والف نحو مائۃ رسالۃ و کتاب فی الرد علیہا، واخذ فتاوی العلماء فی انحاء الہند و توقیعاتھم فی تکفیر علماء الندوۃ، وجمعھا فی کتاب سماہ۔

الجام السنۃ لاھل الفتنۃ

واخذ علی ذالک توثیق علماء الحرمین ونشر فی مجموعۃ سماھا

"فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) علماء دیوبند بھی اس تحریک اور اس کے بانی کو مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتوے (مطبوعہ تحفہ ہندیہ پریس دہلی ۱۳۳۲ھ) میں دار الندوہ کے رُوحِ رواں مولوی شبلی نعمانی پر سخت تنقید کی ہے اور اس کو معتزلہ اور ملاحدہ میں شمار کیا ہے، اسی طرح مولانا انور شاہ کشمیری نے بھی مقدمہ مشکلات القرآن (ص ۳۲) میں مولوی شبلی کے لئے بہت سخت جملے استعمال کئے ہیں (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت ص ۵۵-۵۶)

Marfat.com

فی سنۃ سبع عشرۃ وثلاث مأۃ الف[1]

(ترجمہ) ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) میں کانپور "مدرسہ فیض عام" میں ایک اجتماع منعقد ہوا، اس میں بہت سے علماء کرام تشریف لائے، یہ وہی اجتماع ہے جس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد ڈالی گئی جس کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ مسلمانوں کو متحد کیا جائے، ان کی اصلاح کی جائے، علماء کے مختلف طبقوں کو قریب لایا جائے، دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے، اس ادارے میں مفتی احمد رضا خاں بھی آئے لیکن پھر علیحدہ ہو گئے اور اس جمعیت سے آمادۂ پیکار ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے "ندوۃ العلماء" کی مخالفت میں ایک رسالہ "التحفۃ الحنفیہ" جاری کیا، اس کے علاوہ علماء ندوہ کے خلاف سو (۱۰۰) رسالے لکھے اور ہندوستان کے علماء سے انکی تکفیر کے فتوے لیے، اس پر تقریظیں حاصل کیں اور ان سب کو یکجا کر کے کتابی شکل دی اور اس کا نام "الجام السنہ لاہل الفتنہ" رکھا اور پھر اس پر علمائے حرمین کی توثیقات حاصل کیں اور ان سب کو ایک مجموعے کی شکل میں ۱۳۱۷ھ/ (۱۸۹۹ء) میں شائع کیا۔ اس مجموعے کا نام تھا:۔

فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

○

فاضل بریلوی کے پہلے سفر حج کے دوران علماء حرمین کافی متاثر ہو چکے تھے، پھر جب علماء کے سامنے آپ کے فتوے پیش کیے گئے تو ان کو آپ کے تبحر علمی اور قوت استدلال کا اندازہ ہوا اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ چنانچہ جب دوسری بار سفر حج پر تشریف

---

[1] عبدالحی لکھنوی: نزھۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، الجزء الثامن، مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۴۰

Marfat.com

لے گئے تو غیر معمولی اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ غالباً مخالفین کو اس کا پہلے سے اندازہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا کام شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا خلیل احمد انبیٹھی بھی وہاں تشریف لے گئے۔ فاضل بریلوی کے زمانۂ قیام میں موصوف کا وہاں جانا معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے ان کی موجودگی کا اس طرح ذکر کیا ہے :۔

اور یہ تمہیں یاد رہے کہ یہ کتاب براھین قاطعہ جو خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حرف کو صحیح بتایا، ہمارے سردار علماء حرمین شریفین اس کا ردّ فرما چکے ہیں [1]

غالباً مولوی خلیل احمد کے ایما پر براھین قاطعہ کا سہارا لے کر جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ابلیس لعین کے علم سے کم تر بتایا ہے، مسئلہ علم غیب کے بارے میں ایک بحث چھیڑی گئی اور حکومتِ وقت کو بھی اس میں ملوث کیا گیا مگر فاضل بریلوی نے اس کا مسکت جواب دیا اور اس فاضلانہ، عارفانہ اور محققانہ جواب کو " الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ " (۱۳۲۳ھ) کے تاریخی نام سے معنون کیا اور پھر اس پر علمائے حجاز کی تصدیقات حاصل کر کے ان تصدیقات کو الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ) کے نام سے شائع کیا گیا۔ ان تصدیقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے عرب فاضل بریلوی کی شخصیت و علمیت سے

---

[1] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیۃ، ص - ۲۹۷

Marfat.com

بیحد متاثر تھے۔ الدولۃ المکیۃ کے تفصیلی تعارف کے بعد ہم ان تصدیقات کے اقتباسات پیش کریں گے تاکہ قارئین کرام خود پڑھ کر فاضل بریلوی کی ہمہ گیر مقبولیت و محبوبیت کا اچھی طرح اندازہ کرسکیں۔

Marfat.com

پہلا باب

الدّولة المكيّة بالمادة الغيبيّة

Marfat.com

Marfat.com

الدولۃ المکیہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں جو نسبتاً ضخیم ہے مسئلہ علم غیب[1] پر فاضلانہ اور محققانہ بحث فرمائی ہے بعض مباحث جن کا تعلق علم ریاضی و علم منطق و فلسفہ سے ہے، عامۃ الناس بلکہ اب تو خواص کے فہم سے بھی بالاتر ہوں گے۔

دوسرے حصے میں دوسرے چار سوالات کے جوابات پیش کئے گئے ہیں جن کا تعلق مولانا شاہ سلامت اللہ کی کتاب اعلام الاذکیاء (مطبوعہ ہند) کے آخر میں واقع ایک عبارت سے ہے اور ایک سوال کا تعلق شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے خطبہ مدارج النبوۃ سے ہے۔ یہ کتاب ۲۶ اور ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو دو نشستوں میں صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں تصنیف فرمائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں خود صراحت فرمائی ہے۔

الدولۃ المکیہ کے دیباچے میں فاضل بریلوی نے وہ تمام تفصیلات دی ہیں جو اس کتاب کی تدوین و ترتیب کے محرکات میں شامل ہیں۔ اور جو اہمیت سے خالی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب پر کئی رسائل تصنیف فرمائے منجملہ ان کے سات رسائل یہ ہیں:۔

(ا) ازاحۃ العیب ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء (ھ) مالی الحبیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

(ب) الجلاء الکامل ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء (و) اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون

(ج) ابراء المجنون ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

(د) حبل الوراۃ (ز) انباء المصطفیٰ بحال سر واخفی (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

Marfat.com

میرے پاس علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ایک سوال آیا اور میرے گمان میں ان بعض وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے جنہوں نے دل کھول کر اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہندوستان میں اس کی کتابیں شائع کیں ، یہ اس لئے کہ یہاں اگر کسی سنی کو کسی مسئلے کی حاجت ہو علماء سے دریافت کرنے کی تو یہ اللہ کا امان الا شہر ہے، بحمد اللہ علم و علماء سے بھرا ہوا ہے [1]

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

اور انہوں نے جانا کہ میں مکہ معظمہ میں اپنی کتابوں سے جدا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت میں مشغول اور اپنے مولی و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر کی جانب جانے کی جلدی ہے ، تو انہوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی اور اس دھیان میں دل کا لگا ہونا اور کتابیں پاس نہ ہونا ، مجھے اظہار جواب سے روک دے گا تو اس میں ان کو بہت خوشی ہو جائیگی ——— اور نہ جانا کہ یہ دین متین امان میں ہے اور جو کوئی اس کی مدد کرے منصور و محفوظ ہے [2]

مولینا شیخ اسمٰعیل بن خلیل (مدینہ منورہ) نے بھی اپنی تقریظ میں ان واقعات کا مفصل ذکر کیا ہے ، آپ تحریر فرماتے ہیں :-

شیخنا العلامۃ المجدد شیخ الاساتذہ علی الاطلاق المولوی شیخ احمد رضا خاں جب

---

[1] مولانا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ص ۱۶۸ - ۱۶۹

نوٹ : فاضل بریلوی نے مخالفین کی تردید میں بکثرت تصانیف تحریر فرمائیں جس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں :-

میں نے دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں (یعنی مخالفین کے رد میں) اور ان کے بڑوں کو دو چار دفعہ نہیں بلکہ بکثرت دعوت مناظرہ دی تو ان میں سے کسی نے لوٹ کر جواب نہ دیا ۔ (الدولۃ المکیہ ص ۱۶۹) مسعود

[2] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، ص ۱۷۱

۱۳۲۳ھ میں حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لائے بعض فاسقوں کی مدد سے چند بدنصیبوں نے اس وقت کے شریف مکہ کے یہاں ضرر پہنچانے میں کوشش کی اور ان کے ساتھ مکر کرنا چاہا۔ چنانچہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انکے پاس سوال بھیجا اور گمان کیا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے کہ سفر کی تیاری میں ہیں اور یہاں ان کے پاس کوئی کتاب بھی نہیں تو مولینا نے اللہ ان کی تائید کرے اس سوال پر وہ جواب لکھا جس سے ہر مسلمان کی آنکھ ٹھنڈی کی اور ہر کافر فاسق و گمراہ بے نور کو ذلیل و خوار کیا۔ [1] (ترجمہ)

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

"ہمارے شیخ مذکور حضرت احمد رضا خاں جب تحریر جواب سے فارغ ہوئے شریف مکہ نے شیخ صالح کمال (سابق مفتی مکہ) کو حکم دیا کہ رسالہ ان کے دربار میں برملا پڑھیں، چنانچہ رسالہ پڑھا گیا، سرکش گروہ کے افراد وہاں موجود تھے سن سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور ذلیل و خوار ہوئے۔ اس وقت شریف مکہ پر ظاہر ہو گیا کہ مولینا احمد رضا خاں حق پر ہیں اور مخالفین گمراہ ہیں۔

یہاں تک کہ بعض ثقہ لوگوں نے مجھے خبر دی کہ شریف مکہ کے ایک ملازم نے درخواست کی کہ حق شیخ میں ایک گونہ اہانت جاری کرنے کی اجازت دیں تو شریف مکہ نے انکار کر دیا اور فرمایا :۔

كيف يكون اجرا' مثل هذا الامر والعلما كلهم قاطبة قائمون وقائلون بقوله وانا كلنا محتاجا اليهم والاستفادة منهم [2]

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (تالیف ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۶

[2] ایضاً " " " " ص ۱۴

(ترجمہ) "ایسے امر کا اجرا کیوں کر ہو سکتا ہے حالاں کہ تمام علما اس کی مدد پر قائم ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں جو وہ کہتا ہے اور ہم سب کا رجوع علما ہی کی طرف ہے اور انہیں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔" (ترجمہ از مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ)

اس کے بعد فاضل بریلوی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کو شیخ ممدوح بڑے مؤثر انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

فاعز الله مولينا الشيخ احمد المذكور على رغم انوفهم واكتنفه العلماء والطلبة فمن سائل مستفيد و من مقدم سوالا للاستفسار على القول السديد ومن طالب اجازة ومن منتظر اشارة هذا حاله وهو بمكة.[1]

(ترجمہ) "علماء اور طلبہ علم نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا[2] تو کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کوئی سوال کرتا اور کوئی قول صحیح دریافت کرنے کے لئے کوئی مسئلہ پیش کرتا ہے اور کوئی اجازت مانگتا ہے اور کوئی اشارہ کا انتظار کرتا ہے، یہ ان کا حال تھا جب مکہ میں تھے۔"

یہ ایک جلیل القدر مکی عالم کا بیان ہے جس کو تعصب کی نگاہ سے دیکھنا مناسب نہیں ہے

چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

O

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (تالیف ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۱۴

[2] حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی یہ مقبولیت حیرت انگیز ہے، حرمین تو بجائے خود مسلمانان عالم کے لیے مرکز نگاہ ہیں، وہاں کسی کی طرف نگاہوں کا پھر جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہے، اسی مقبولیت نے اس کو مقام محبوبیت تک پہنچایا ہے، آیہ کریمہ یحببکم اللہ میں اسی طرف تو اشارہ ہے۔ مسعود

Marfat.com

فاضل بریلوی کے صاحب زادے حضرت مولینا حامد رضاخاں علیہ الرحمہ بھی رفیق سفر تھے موصوف نے فاضل بریلوی کے رسالے کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے دیباچے میں کچھ روشنی ڈالی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:-

سال گزشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہوگئے[1] مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت وتوقیر کی گئی۔ وہاں علماء وفضلا اور مشاہیر بڑے اعزاز واکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی، حدیث کی کتابوں صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے لئے تو بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور یہ تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد علماء اور اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ (۱۳۲۳ھ) نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ برپا کر دیا۔ یہ کتاب مجموعی طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی۔ اس رسالے سے وہاں کے علماء کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم معقول ومنقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہوگیا[2]

مولینا حکیم عبدالحی لکھنوی نے بھی سرزمین حجاز میں آپ کی تالیفات اور سرعت تحریر کا ذکر کیا۔ وہ لکھتے ہیں :-

وسافر الی الحرمین الشریفین عدۃ مرات، وذاکر علماء الحجاز

---

[1] فاضل بریلوی کے سوانح نگار مولانا بدرالدین احمد رضوی قادری نے اپنی تالیف "سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں بریلوی" کے صفحات ۲۶۱ تا ۲۷۹ میں شرح وبسط کے ساتھ فاضل بریلوی کے سفر حجاز اور متعلقہ حالات وواقعات کا ذکر کیا ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو قارئین کرام اس طرف رجوع فرمائیں۔

[2] مولانا احمد رضاخاں : کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مقدمہ از مولانا حامد رضاخاں بریلوی، ص ۴-۶

Marfat.com

فی بعض المسائل الفقهیّه والکلامیّه والف بعض الرسائل اثناء اقامته بالحرمین واجاب عن بعض المسائل التی عرضت علی علماء الحرمین' واعجبوا بغزارة علمه وسعة اطلاعه علی المتون الفقهیّة والمسائل الخلافیّة وسرعة تحریره وذکائه[2]

(ترجمہ) کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علماء حجاز سے بعض مسائل فقہیہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے[1] اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے۔ متون فقہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات' سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔

○

---

[1] حرمین شریفین کے زمانۂ قیام میں فاضل بریلوی نے یہ رسائل تصنیف فرمائے :۔

(۱) النیرة الوضیة فی شرح الجوهرة المضیّة (۱۲۹۵ھ)

(۲) الدولة المکیة بالمادة الغیبیّة (۱۳۲۳ھ)

(۳) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (۱۳۲۳ھ)

(۴) الاجازة الرضویة لمبجل مکة البهیة (۱۳۲۴ھ)

[2] عبدالحئی لکھنوی : نزهة الخواطر (الجزء الثامن)' ص ۳۹

نوٹ : فاضل بریلوی کی اس سرعت تحریر و تصنیف و تالیف اور وسعت علم کو دیکھ کر خطیب مسجد حرام (مکہ معظمہ) شیخ محمد صالح علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا :۔

ورأس المؤلفین فی زمانه (الفیوضات الملکیه، ص ۵)

وامام المصنفین بحکم اقرانه (ایضاً)

(ترجمہ) اپنے زمانے میں تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے

Marfat.com

فاضل بریلوی کے متعلق عوام وخواص کو یہ باور کرایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو "علم کلی" تصور فرماتے ہیں اور اس طرح شرک کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی جیسا فاضل انسان اپنی تصنیف نزہتہ الخواطر میں تحریر کرتا ہے :-

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کان یعلم الغیب علما کلیاً [۱]

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل مکی نے اس تہمت کی سختی سے تردید فرمائی چنانچہ الدولتہ المکیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں :-

بلکہ ایک اور نے اپنی تحریر میں یہ جھوٹ باندھا اور بہتان لگایا کہ حضرت احمد رضا نے اپنے رسالے میں جو اس سوال کے جواب میں لکھا یہ حکم لگایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر متناہی بالفعل سے متعلق ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مثل علم الٰہی کے ہے، ان دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ حاشا للہ ہمارے شیخ مذکور نے ان میں سے کوئی بات کہی ہو اور کیسے یقین کیا جا سکتا ہے جب کہ رسالہ خود ہمارے ہاتھ میں ہے [۲]

○

ہمارا موضوع تو صرف یہ دکھانا ہے کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کو کیسے اعزاز و اکرام سے نوازا گیا تھا لیکن چونکہ ان تمام محامد و محاسن کا تعلق ان تقاریظ سے ہے جو مسئلہ غیب یا علمائے دیوبند کی بعض دوسری تحریرات کے رد میں فاضل بریلوی کے رسائل پر علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمائیں۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ ان رسائل کے مندرجات کا مختصر تعارف کرا دیا جائے تاکہ مخالف یہ کہہ کر فارغ نہ ہو جائے کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ان کا موضوع تو ہمارے اسلاف کی تحقیر و تذلیل ہے یا یہ

---

[۱] عبدالحی لکھنوی : نزہتہ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰

[۲] الدولتہ المکیہ (۱۳۲۶ھ) ص ۸

Marfat.com

تاثر دینے کی کوشش کرے کہ علمائے عرب نے فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا[1] بلکہ وہ ٹھنڈے دل سے تعصب سے بالاتر رہ کر مسئلے کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور پھر علمائے حرمین کی تصدیقات کو غور و فکر کے ساتھ پڑھے اور یہ سوچے کہ دیار بعید میں جو علم و حکمت کا گہوارہ ہے ایک عجمی عالم کی اتنی قدر و منزلت کیوں کی گئی اور علماء کی ایک کثیر جماعت اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور پھر اگر خدا توفیق دے تو اس مرد کامل کی طرف سے اپنی بدگمانیوں کو دور کر کے صراط مستقیم اختیار کرے۔

○

جیسا کہ عرض کیا گیا الدولۃ المکیہ کے حصہ اول کا موضوع مسئلہ علم غیب ہے، فاضل بریلوی پر یہ تہمت تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مماثل قرار دیتے ہیں مگر کتاب مذکور کے مندرجات سے اس خیال خام کی پرزور تردید ہوتی ہے۔ ہم قارئین کرام کی تطہیر و تزئین قلب و نظر کے لئے بعض ضروری اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱)

جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقاً ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں، وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی

---

[1] چنانچہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی نے حسام الحرمین اور المعتقد المنتقد کے جواب میں المھند علی المفند تحریر فرمائی جو ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی (علمائے اہل سنت کی طرف سے اس کا رد "رادا لمھند" کے نام سے شائع ہوا) اسی طرح مولینا حسین احمد مدنی نے رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب تحریر فرمایا جو دیوبند سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء سے شائع ہوا۔ دونوں رسائل میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی نے جو کہا غلط ہے اور اس پر علمائے عرب نے جو تصدیقات تحریر فرمائیں محض غلط فہمی کی بنا پر تھیں راقم نے اس قسم کے رسائل کا اس کتاب کے آخر میں اسناد واک کے تحت جائزہ لیا ہے۔ تفصیلات وہاں ملاحظہ کریں۔ مسعود

Marfat.com

فرمائی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا[۱]

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے، جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو، اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو، یوں کہ غیر کی عطا سے ہو نہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے ——— اور یا عطائی، ہے جب کہ غیر کی عطا سے ہو۔

پہلی قسم مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کے غیر کیلئے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لئے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرّے سے کم سے کم تر، وہ یقیناً مشرک ہے۔

اور **دوسری قسم** مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے، اللہ کے لئے ممکن نہیں اور جو اس کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرے وہ کافر ہے اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و شنیع ہے اس لئے مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے اور اس نے غیر خدا کو خدا سے برتر سمجھا کہ اس نے اپنے علم و خیر کا فیض خدا کو پہنچا دیا[۲]

———(۲)———

جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہوجانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر دیئے جائیں تو ان کے مجموعے کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہوسکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے، اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور دریائے ذخائر بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اسلئے

---

[۱] مولینا احمد رضا خاں: الدولة المكية بالمادة الغيبية (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۵
[۲] ایضاً " " " " " ص ۱۷۷ ـ ۱۸۱

Marfat.com

کہ ہم بوند کے اس حصے کے برابر یکے بعد دیگرے ان سمندروں میں سے پانی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کی امثال لیتے چلے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر[1]

(۴)

اللہ سبحانہ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیوں کر کرے گا، اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیوں کر لائے گا، تو ثابت ہوا کہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی ——— تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی (علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی جو تمام معلومات الٰہیہ کو حقیقی طور پر محیط ہو) مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے ——— بیشک اللہ سبحانہ نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی ہے کہ فرماتا ہے :-

ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوش خبری دی

اور فرمایا :-

ہم نے خضر کو علم لدنی عطا کیا

اور فرمایا :-

اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے[2]

---

[1] مولانا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۷
[2] ایضاً " " " ، ص ۲۰۷

Marfat.com

(۴)

وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے[1]، اگرچہ خدا کی عطا سے ہو، تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ثابت فرمائی ہے اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زیاں کار ہونے کے لئے کافی ہے[2]

تمام وکمال جملہ مخلوقات کے مجموعۂ علوم کی ہمارے رب العالمین کے علوم سے برابری کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گزرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ[1] کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی۔ اور اللہ[2] کا علم اس کی ذات کے لئے واجب ہے اور خلق کا علم اس کے لئے ممکن، اللہ[3] سبحانہٗ تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی، قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث اس لئے کہ تمام مخلوقات حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہوسکتی، اور اللہ[4] سبحانہٗ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ[5] تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کے زیر دست ہے۔ علم[6] الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن، علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا[3]

---

[1] ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں دہلی سے فاضل بریلوی کے پاس ایک استفتاء آیا تھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاتمہ کا حال جانتے تھے اور نہ امت کے خاتمہ کا جیسا کہ بعض علماء وہابیہ نے تحریر کیا ہے۔ اس کے جواب میں رسالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" لکھا گیا۔

[2] ایضاً۔ الدولۃ المکیہ، ص ۳۰۹

[3] ایضاً، " ، ص ۲۱۳

Marfat.com

(۵)

ایک بادشاہ جبّار تمام وکمال دنیا کا مالک ہوا اور ہر چھوٹا بڑا خزانہ سب اسی کی ملک میں تھا اور اس کے کچھ نواب سردار تھے جنہیں ایک ایک ضلع کے خزانے پر اس نے مسلّط کیا تاکہ محتاجوں کی اعانت کریں اور مسکینوں کو خیرات دیں اور سب پر ایک نائب اعظم کو سردار کیا جس کے اوپر سب سے زیادہ عزت والے بادشاہ کے سوا کوئی نہیں تو بادشاہ نے اپنے تمام خزانے اس کے دستِ اختیار میں دے دیئے اور خاص اپنی ذات کے سوا سب کے معاملات اس کے سپرد کر دیئے تو وہ نائب اعظم سب نوابوں اور سرداروں پر تقسیم کرتا ہے اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں پر بانٹتے ہیں، یہاں تک کہ وہ تقسیم فقیروں تک پہنچتی ہے تو ہر ایک کو اس کا نصیب ملتا ہے اور ان محتاجوں میں ایک بدبخت مطرود، گندہ مردود ہے جو بادشاہ اور اس کے نوابوں سے جھگڑتا ہے تو نہ ان کی عقیدت رکھے اور نہ ان کی تعظیم کرے نہ انہیں اپنے سے کچھ بڑھ کر سمجھے اور وہ نان شبینہ کا محتاج ہے، فقیر آفت زدہ مسکین، مفلس، اسے امیروں کی تقسیم سے صرف ایک پیسہ پہنچا، کھوٹا اور وہ کہتا ہے کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں اس لئے کہ اگر تمام اموال کی ملک مراد لی جائے تو وہ خلیفہ کو بھی حاصل نہیں اور اگر بعض کی ملک مراد ہے تو اس میں خلیفہ کی خصوصیت کیا ہے کہ بعض کا میں بھی مالک ہوں۔ کیا یہ کالا کھوٹا پیسہ میری ملک میں نہیں؟ تو اس بدبخت بڑے ناشکرے محتاج 'مغرور' بد کنے والے نے نہ تو عطا کے خلیفہ کا حق مانا اور نہ منصب خلافت کی تعظیم کی اور ایک کھوٹے پیسے اور معمور خزانوں میں جو شرق سے غرب تک زمین کو بھرے ہوئے ہیں کچھ فرق نہ کیا۔

Marfat.com

بلکہ اس بادشاہ جبار ہی کی قدر جیسی چاہیئے نہ پہچانی [1]

(۶)

اور ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ جانتے ہیں کہ روزِ اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روزِ آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل جو ہم نے ذکر کی وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل رب العزت کا یہ ارشاد ہے:۔

اس نے بتا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے [2]

---

[1] احمد رضا خاں: الدولۃ المکیہ، ص ۲۳۹-۲۴۱

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت میں فاضل بریلوی نے علمائے دیوبندیہ کی بعض قابل اعتراض عبارات کا تمثیلی انداز میں رد فرمایا ہے مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالے حفظ الایمان میں تحریر کیا:۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

(حفظ الایمان مؤلفہ ۸ محرم ۱۳۱۹ھ، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی، ص ۷)

اس ناشائستہ عبارت پر علمی حلقوں میں بڑی ناراضگی کا اظہار کیا گیا چنانچہ مولانا اشرف علی نے اپنی تحریر کی صفائی میں ایک بیان دیا جو مقصود روڑکوی نے 'بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان" کے نام سے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا، مگر علماء کرام اس صفائی سے مطمئن نہیں ہوئے چنانچہ ۱۷ صفر ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۲ء کو حیدرآباد دکن کے ایک عالم نے خط لکھا اور مولانا کو ترمیم کا مشورہ دیا۔ مولانا نے اس طرح ترمیم کی:۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیا علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے"

(تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳)

[2] " " : الدولۃ المکیہ، ص ۲۵۱

Marfat.com

(۷)

اگر تو اپنی تمنا پوری ہوئے بغیر نہ مانے تو تجھے کافی ہے صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے، یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے، سب احوال کی ہمیں خبر دے دی[1]

اور صحیح مسلم کی حدیث عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صبح سے غروب تک خطبہ فرمانا مذکور ہے اس میں یہ لفظ ہے :۔

تو جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دی، ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا[2]

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرما دیا[3]

اور ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا[4]

---

[1] " " ، الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵۹
[2] " " ، " " ۲۵۹
[3] " " ، " " ۲۵۹
[4] " " ، " " ۲۶۱

Marfat.com

نیز ترمذی کی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا[1]

اور دوسری روایت میں ہے :۔

جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہو گیا[2]

صحیحین میں سورج گرہن کی حدیث میں ہے :۔

جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے مقام میں دیکھ لی[3]

—— (۸) ——

یہ ہے ہمارے رب کا کلام، فیصلے کی بات اور عدالت والا حاکم فرماتا ہے اور اس کا فرمانا حق ہے:

"ہم نے تم پر قرآن اتارا، ہر چیز کا روشن بیان"

اور فرماتا ہے :۔

"قرآن بناوٹ کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے"

اور فرماتا ہے :۔

"ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی"

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی باقی نہ رکھے کہ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے ایک بیان کرنے والا چاہیئے، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا، ہمارے سردار

---

[1] " ، الدولة المکیہ ، ص ۲۶۱

[2] " " " ، ۲۶۱

[3] " " " ، ۲۶۱

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور اہل سنت کے نزدیک "شئے" ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے ——— اور انہیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے تو ضرور ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:- ——— "ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے"[1]

(۹)

جب کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شئے کی تفصیل ہونا پورا اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی سورۃ یا آیت اترتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا[2]

تعجب و حیرت ہے کہ علم غیب کے متعلق ان واضح ارشادات کے باوجود عوام تو عوام علماء کے ایک طبقے میں یہ خیال راسخ ہو گیا کہ فاضل بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم کلی تصور فرماتے تھے جیسا کہ مولینا عبدالحئی لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے:-

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعلم الغیب علما کلیا[3]

---

[1] " " : الدولۃ المکیہ، ص ۲۷۵

[2] " " ، " ، ص ۲۹۱

[3] عبدالحئی لکھنوی : نزہۃ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰

Marfat.com

رسالہ الدولۃ المکیہ جوکہ مکہ مکرمہ میں قلم برداشتہ تحریر فرمایا اور جو فاضل بریلوی کی علمیت، ذہانت، فطانت اور فقاہت پر شاہد عادل ہے جب علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنی تصدیقات اور تقاریظ سے اس کو مزین فرمایا، ایک دو عالم نہیں ایک کثیر جماعت علماء نے تصدیق فرمائی اور ان فضائل و مناقب سے نوازا شاید کسی عجمی عالم کو اس طرح نہ نوازا ہوگا۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان مفصل و مبسوط تصدیقات و تقاریظ سے بالترتیب چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے علمائے عرب کی نظر میں فاضل بریلوی کی جلالت شان کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔[۱]

جن علمائے عرب نے رسالہ مذکور کی تصدیق فرمائی اور اپنی تقاریظ سے نوازا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ ان علماء کے اسماء گرامی اس فہرست میں شامل نہیں جن کی تقاریظ ابھی تک شائع نہ ہو سکیں۔

اسماءگرامی علماء حرمین شریفین و بلاد اسلامیہ

علماء مکۂ معظمہ

(۱) سید اسماعیل بن خلیل

(۲) شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل، مفتی شافعیہ

(۳) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ محمد عابد، مفتی مالکیہ

(۵) شیخ عبداللہ بن حمید، مفتی حنابلہ

(۶) شیخ محمد صالح بن شیخ صدیق کمال سابق مفتی حنفیہ

(۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد رئیس الخطباء والائمہ بالمسجد الحرام

---

[۱] بہت سی تقاریظ ابھی تک اشاعت پذیر نہ ہو سکیں اور مہتمم مکتبہ رضویہ (کراچی) کے پاس محفوظ ہیں، افسوس ہم ان غیر مطبوعہ تقاریظ سے استفادہ نہ کر سکے۔ مسعود

Marfat.com

(۸) شیخ محمد علی بن شیخ صدیق کمال حنفی، مدرس مسجد حرام
(۹) شیخ عبداللہ بن محمد صدقہ مدرس مسجد حرام
(۱۰) شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مدرس مسجد حرام
(۱۱) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل امام شافعیہ مسجد حرام
(۱۲) شیخ ابو حسین محمد مرزوقی مدرس مسجد حرام
(۱۳) شیخ محمد علی بن حسین، امام مالکیہ مسجد حرام
(۱۴) شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین مفتی مالکیہ
(۱۵) شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس مسجد حرام
(۱۶) شیخ عبدالرحمٰن بن احمد دہان
(۱۷) شیخ محمد بن یوسف خیاط
(۱۸) شیخ عطیہ محمود، مدرس حرم شریف
(۱۹) شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی مسجد حرام
(۲۰) شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی، مدرس حرم شریف

علماء مدینہ منورہ

(۲۱) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ
(۲۲) شیخ احمد جزائری ابن سید احمد مدنی، مفتی مالکیہ مدینہ منورہ
(۲۳) شیخ محمد تاج الدین بن محمد مصطفےٰ الیاس حنفی مفتی مدینہ منورہ
(۲۴) شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی مدرس مسجد نبوی
(۲۵) سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہہ حسین علوی مفتی شافعیہ
(۲۶) شیخ عبداللہ نابلسی حنبلی، مسجد نبوی
(۲۷) شیخ محمد عبدالباری بن سید محمد امین رضوان مسجد نبوی
(۲۸) شیخ عباس بن سید محمد رضوان، مسجد نبوی
(۲۹) شیخ احمد بن سید احمد حسینی، شیخ مالکیہ، مسجد نبوی
(۳۰) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الادریسی القادری۔ مسجد نبوی
(۳۱) سید احمد علی ہندی رام پوری مہاجر مدنی
(۳۲) شیخ علی بن احمد مسجد نبوی
(۳۳) شیخ احمد اسعد گیلانی حسنی و حسینی، حماۃ شریف
(۳۴) شیخ غلام محمد برہان الدین بن شیخ نور الحسن، خالدی ضیائی، مسجد نبوی
(۳۵) شیخ عبدالقادر بن سودہ القرشی مسجد نبوی
(۳۶) شیخ محمد عبدالوہاب بن محمد یوسف نقشبندی
(۳۷) شیخ مصطفےٰ بن نازی بن غرز مالکی مسجد نبوی

Marfat.com

(۳۸) شیخ احمد بن محمد خبر السناری عباسی (۳۹) شیخ محمد کریم اللہ مہاجر مدنی

(۴۰) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری دردیری مدنی (۴۱) شیخ محمد یعقوب بن شیخ رجب مدرس مسجد نبوی

(۴۲) شیخ الیس الخیاری، مسجد نبوی (۴۳) شیخ محمد الیس بن سعید۔ مسجد نبوی

(۴۴) شیخ عبدالرحمٰن و دیدار المصری، (۴۵) شیخ حسین بن محمد

مدرس مسجد نبوی (۴۶) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الحسینی الاویسی القادری

(۴۷) شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری مجاور مدینہ منورہ (۴۸) شیخ علی الرحمانی، مدینہ منورہ

(۴۹) شیخ عبدالوہاب مدینہ منورہ

دیگر بلاد اسلامیہ

(۵۰) شیخ ابراہیم عبدالمعلی السقا، (۵۱) شیخ عبدالرحمٰن احمد حنفی مدرس جامعہ ازہر مصر

مدرس جامعہ ازہر مصر (۵۲) شیخ محمد الجامع الازہری الدمشقی، قسطنطینی

(۵۳) شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی (بیروت) (۵۴) شیخ محمود بن صبغۃ اللہ مدراسی (مہاجر مدنی؟)

(۵۵) شیخ محمد سعید بن عبدالقادر نقشبندی بغدادی (۵۶) شیخ عبدالحمید بن محمد ادیب عطار شافعی دمشقی

(۵۷) شیخ محمد یحییٰ المکتبی الحسینی دمشقی (۵۸) شیخ یوسف عطا، مدرس درگاہ قادریہ بغداد شریف؟

(۵۹) شیخ عثمان قادری، حیدرآبادی

(۶۰) شیخ محمد امین دمشقی

(۶۱) شیخ حمدان ونیسی، قسطنطینی الجزائری

اب ہم مندرجہ بالا علماء کرام کی تقاریظ سے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرتے ہیں :۔

Marfat.com

۱

شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ (بیروت)

(صاحب جواہر البحار، حجۃ اللہ علی العالمین، شواہد الحق، سعادۃ الدارین)

میں نے اس کو (الدولۃ المکیہ) شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر علامۂ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں، اللہ راضی رہے اس رسالے کے مصنف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور ان کی تمام پاکیزہ امیدوں کو بر لائے۔[1]

۲

شیخ العلماء، مفتی شافعیہ محمد سعید بن محمد بابصیل علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

فاضل کامل سیدی احمد رضا خاں کے رسالہ مسمّٰی بہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کا مطالعہ کیا، میرے نزدیک اس کا مصنف اور یہ رسالہ تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق ہے:۔

(۱) وجہ اول یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سردار ہے اور شریعت کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے۔

(۲) وجہ دوم یہ کہ وہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حسن تعظیم و آداب کے ساتھ رہنے کی مکمل کوشش کرتا ہے خصوصاً ان علوم غیب میں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو کرامت کئے۔

(۳) وجہ سوم یہ کہ رسالہ مذکورہ اپنی شان میں عظمت والا ہے حالانکہ اسے زمانۂ حج ۱۳۲۳ھ میں قلیل مدت میں لکھا ہے۔

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۷

Marfat.com

حتیٰ انہا وقعت عند علماء الحرمین موقعا جلیلا و قرضوا لہ علیہا واجادوا فیما افاموا بہ لہ وھو قلیل من قدرہ .[1]

یہاں تک کہ وہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا اور ان علماء کرام نے مصنف کے لئے رسالے پر تقریظیں لکھیں اور انہوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنف کی قدر سے کم ہے ۔

۳

مفتی حنفیہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن سراج علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

اس رسالہ الدولۃ المکیہ کا مصنف وہ کہ جس میں مَیں نے اپنی نظر کو دوڑایا تو دیکھا کہ اسرار معانی اس میں جھلک رہے ہیں اور بیشک اس کا مصنف کھری بات لایا اور ہدایت و رشد کا راستہ واضح کر دیا ۔ ہر جمع کرنے والا مؤلف نہیں ہوتا اور ادھر اُدھر سے بہت سی نقلیں لے آنے والا مصنف نہیں ہوتا، یہ تو عطائیں ہیں کہ مولیٰ جسے چاہے دیتا ہے اور اسے اولیٰ بناتا ہے [2]

۴

مفتی حنابلہ شیخ عبد اللہ بن حمید علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

مَیں نے یہ رسالہ دیکھا جسے ہر سردار نے قبول کے ساتھ لیا، تو مَیں نے اس کے دلائل یقینیہ کے آفتابوں کو پایا کہ انہوں نے ہر تاریکی دور کر دی اور اس کی

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۱۶ ـ ۱۸

[2] ایضاً ، ص ۲۱

Marfat.com

ہدایت کے نور اس امت پر چمکے تو اس رسالے پر یہ قول صادق آیا ؎

ولاعیب فیهم غیر ان سیوفهم
بهن فلول من قراع الکتائب

تو اس کے دندان تبسم ریز کا بوسہ دینے وقت میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ایک ہزار دس حمدیں کیں اور اگر اس وقت مجھے وضو ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر میں گرتا کہ اس نے ہم پر اس عالم محقق مدقق سے احسان کیا۔ زمانے کی بقا تک اس کے علم کا درخت بڑھتا رہے۔ [1]

۵

سابق مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال رحمہما اللہ تعالیٰ

خطیب و امام مسجد حرام ، مکہ معظمہ

رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ ان باتوں سے خالی ہے جو اس کے مؤلف پر جھوٹے مفتریوں نے ادعا کیں کہ مؤلف نے علم الٰہی سے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا ...... کیا اس پر باز نہیں آئے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی [2]

۶

رئیس الخطباء، والائمۃ والمدرس بالمسجد الحرام شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظمہ

میں نے یہ رسالہ تدقیق اور غور کامل کی نگاہ سے دیکھا تو میں نے اسے نہایت حسن تحقیق و استحکام میں پایا، بیشک اس کے بیان سے دل کشادہ ہوئے اور

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵

[2] ایضاً ، ص ۲۷-۲۹

آسمانِ تحقیق میں اس کی یقینی دلیلیں بلند ہوئیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ اس کی تصنیف ہے جو علامہ عقیل، ذکی، بلند ہمت ہے اور اپنے زمانے کے تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے تو جو اس رسالے کو غور سے دیکھے گا وہ کہنے والے کی اس بات کو جھوٹا جانے گا اور اس قول کی تکذیب کرے گا کہ شیخ نے اپنے رسالے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات خالق زمین و آسمان کے علم کے برابر کر دیا ہے[1]

۷

شیخ عبد اللہ بن صدقہ بن زینی دحلان جیلانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

پاکی ہے اسے جس نے اس کے مؤلف کو کمالات و فضائل سے خاص کیا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا[2]

بعض علمائے مدینہ نے اس رسالے کا ایک نسخہ مانگا تھا اس امید پر کہ انہیں حقیقت معلوم ہو ان افتراؤں کی جو بعض گمراہوں نے اس رسالے کی طرف نسبت کر کے ان سے کہے[3] یہاں تک کہ بعض علماء رسالے کے رد کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا اکرم مکرم جناب سید حسین طرابلسی مدنی (ابن سید علامہ عبد القادر طرابلسی مدنی) نے اس رسالے کو اپنی قلم سے نقل کیا اور یہ اس وقت جب کہ میں استاذ مشارٌ الیہ کے مکان میں فروکش ہوا۔ آخر جمادی الآخر میں اور میں نے اس نقل کا مقابلہ اصل سے کیا

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۱

[2] ایضاً ، ص ۳۶

[3] فاضل تقریظ نگار کا اشارہ مولانا حسین احمد مدنی وغیرہم کی طرف ہے جو اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔

Marfat.com

جس پر مدینہ منورہ کے دو مفتیان مرحوم کی تقریظیں لکھی تھیں ، ایک علامہ شیخ عثمان داغستانی دوسرے شیخ محمد تاج الدین الیاس[1]

۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء

۸

شیخ محمد صالح بن شیخ محمد بافضل علیہ الرحمہ امام شافعیہ فی المسجد الحرام مکۃ معظمہ

فباللہ ھی من جنۃ علم قطوفہا دانیۃ ، لاتسمع فیہا لاغیۃ[2]

خدا کی قسم رسالہ کیا ہے علم کی بہشت ہے جس کے خوشے نزدیک ہیں تو اس میں کوئی لغو بات نہ سنے گا ۔

فلعمری ان ھذا لھو التالیف الذی یفتخر بہ العالمون ۔[3]

مجھے اپنی جان کی قسم بیشک یہی وہ تصنیف ہے جس پر علماء فخر کریں ۔

۹

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مسجد حرام ۔ مکہ معظمہ

"میں نے اس رسالے الدولۃ المکیہ میں اپنی نظر کو جولان دیا جو امام معظم اور ایسے بلند ہمت کی تصنیف ہے جسے کمال میں تفضیل ہے ، گراں بہا حمائل کے بیچ کا جوہر وہ فاضل کہ دانشمندی کی روایت داہنے سے لیتا ہے ، میرے سردار

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۹

[2] ایضاً ، ص ۴۴

[3] ایضاً ، ص ۴۶

Marfat.com

اور میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت احمد رضا خاں"

نوٹ: چوں کہ بلیغ عربی عبارت کا ترجمہ بلیغ اردو میں بہت مشکل ہے اس لئے یہ ترجمہ ذرا گنجلک معلوم ہوتا ہے۔ عربی کی اصل عبارت یہ ہے:۔

فقد سرحت نظری فی الرسالۃ المسماۃ بالدولۃ المکیۃ لمؤلفها الامام المبجل والهمام الذی هو بالکمال مفضل واسطۃ العقد الثمین الفاضل الذی یتلقی روایۃ الدرایۃ بالیمین سیدی وشیخی وقدوتی الشیخ احمد رضا خاں[1]

(۱۰)

شیخ سید محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ

مدینہ طیبہ

میں نے مطالعہ کیا کتاب مستطاب الدولۃ المکیہ کا جس کے مصنف فخر ہندوستان حضرت عالم علامہ شیخ احمد رضا خاں صاحب ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوں (۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء) تو یہ رسالہ مجھے بے انتہا پسند آیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جو عطا فرماتا ہے حکمت جس کو چاہے اور ارادہ کرے اور کچھ جائے تعجب نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں[2]

(۱۰)

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

بیشک مصنف علام اس زمانے کے علماء محققین کا بادشاہ ہے اور اس کا کلام

---

[1] ایضاً، ص ۵۶

[2] ایضاً، ص ۶۵-۶۷

Marfat.com

مبارک حق صریح ہے اور گویا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے ہاتھ پر اللہ نے ظاہر فرمایا اور حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب ہمارے سردار اور ہمارے مولا خاتم المحققین اور سنی علما کے پیشوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بقا سے مسلمانوں کو متمتع رکھے اور ان کی حمایت فرمائے اور انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے [۱] (۲۳ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

۱۲

مفتی مالکیہ شیخ احمد الجزائری بن السیّد احمد المدنی علیہ الرحمہ

مدینہ منوّرہ

علامة الزمان و فريد الاوان ومنبع العرفان وملحظ انظار سيد عدنان جناب حضرت مولينا الشيخ احمد رضا خان اطال الله عمره ينتفع به كل موفق فهيم و يرتدع به كل افاك اثيم. [۲]

علامۂ زماں، یکتائے روزگار، سرچشمۂ معرفت، عدنان کے سردار کی نظروں کے مرکز حضرت مولینا شیخ احمد رضا خاں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے، ہر صاحب توفیق سمجھدار اس سے نفع حاصل کرے گا اور لرزہ براندام ہوگا اس سے ہر گنہ گار و بدکار۔

۱۳

سیّد حسین بن علامہ سید عبد القادر طرابلسی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد نبوی۔ مدینہ منورہ

امابعد لما ان منّ الله على عبيده بالتشرف باعتاب العلامة

---

[۱] ایضاً، ص ۷۳

[۲] ایضاً، ص ۷۵-۷۶

Marfat.com

النحریر والفهامة الشهیر حامی الملة المحمدیة الطاهرة و

مجدد المائة الحاضرة استاذی وقدوتی مولانا الشیخ

احمد رضا خان[۱]

بعد حمد و نعت کے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس چھوٹے سے بندے پر یہ احسان فرمایا کہ میں ان کے آستانے سے شرف یاب ہوا جو علامہ ماہر کامل اور فہامہ مشہور ہیں۔ حامی ملت محمدیہ طاہرہ، مجدد مائتہ حاضرہ، میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت مولینا احمد رضا خاں۔

۱۴

مفتی شافعیہ شیخ سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہ حسینی علوی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ

افضل الفضلاء انبل النبلاء، فخر السلف قدوۃ الخلف الشیخ

أحمد رضا خان البریلوی عامله الله بلطفه الخفی[۲]

فاضلوں سے افضل، سب عاقلوں سے زیادہ دانشمند، اگلوں کا فخر، پچھلوں کا پیشوا، حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ اپنے پوشیدہ لطف سے اسکے ساتھ معاملہ کرے۔

رسالہ الدولتہ المکیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

وانها لجدیرة بان تکتب بالتبر بدل المداد والحبر۔

اور وہ بیشک اس لائق ہے کہ سیاہی اور روشنائی کے بدلے سونے سے لکھی جائے

۱۵

شیخ حمدان ونیسی قسطنطینی الجزائری علیہ الرحمہ

فانی لما اطلعت علی الرسالة المسماة بالدولة المکیة

۱؎ ایضاً ، ص ۸۲

۲؎ ایضاً ، ص ۹۲

Marfat.com

لاوحد جہابذۃ الہند العلامۃ النحریر الامام الشہیر المفسر المحدث الاصولی الفقیہ اللغوی الجدلی المناظری الشیخ احمد رضا خان الہندی دام مجدہ و علاہ[1]

درحقیقت میں نے رسالہ دولت مکیہ کے مصنف یگانۂ اساتذۂ زمانہ ہندی علامۂ کامل، ماہر امام، نادر، مفسر، محدث، اصولی، فقیہ، عالم لغت و علم جدل مہذب مناظر استاد احمد رضا خاں ہندی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی اور برتری دائم رکھے۔

(۱۶)

شیخ عبداللہ نابلسی علیہ الرحمہ — مسجد نبوی، مدینہ منورہ

وھولنا درۃ ھذا الزمان وغرۃ ھذا الدھر والاوان، العالم العامل والھمام الفاضل محرر المسائل وعویصات الاحکام و محکم بروج الادلۃ بمزید اتقان وزیادۃ احکام سید الشیوخ والفضلاء الکرام، یتیمۃ الدھر بلاتوان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان متعنی اللہ بحیاتہ وافاض علیّ وعلی المسلمین من برکاتہ[2]

(ترجمہ) وہ نادر روزگار، اس وقت اور زمانے کا نور، عالم باعمل، بلند ہمت فاضل، مسائل اور مشکل احکام کی تنقیح کرنے والا، اور دلائل و براہین سے ان کو مستحکم سے مستحکم تر کرنے والا، معزز مشائخ اور فضلا کا سردار، بلا تامل وہ زمانے کا گوہر یکتا (کون؟) قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔ خدا ان کی زندگی سے ہم کو متنفع فرمائے اور ہم پر اور سارے مسلمانوں پر ان کا فیض جاری وساری رکھے۔ آمین۔

---

[1] ایضاً، ص۔ ۸۸

[2] ایضاً، ص۔ ۹۵-۹۶

Marfat.com

۱۷

شیخ عباس ابن سید محمد رضوان علیہما الرحمہ ۔ مسجد نبوی، مدینہ منورہ

الشهم الكامل، العالم العامل، بهجة المحافل، من نال المنة بنصر السنة وقمع البدع وحج من لها اتبع بلسانه العضب وبيانه العذب، ذى الفضل والعرفان المولوى احمد رضا خان [۱]

ترجمہ: کامل بزرگ، عالم و عامل، مجلس کی رونق، زینت اور مسرّت، وہ جس نے سنت کی مدد کر کے نعمت پائی اور بدعتوں کو اکھاڑ پھینکا، جو اپنی زبان کی تیغ بُرّاں اور بیان شیریں سے بدمذہبوں پر غالب آیا، صاحب فضیلت و معرفت مولوی احمد رضا خاں۔

۱۸

شیخ احمد سعد گیلانی حسنی حسینی علیہ الرحمہ
ساکن حما شریف وارد مدینہ منوّرہ

اور اللہ کے شہر مدینہ طیبہ میں دو صالح، سچے عادل شخصوں سے ملا اور انہیں مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) سے ملاقات و معرفت ہے تو انہوں نے مجھ سے اچھا خلق اور کمال نر وصف بیان کیا اور جب ان دونوں نے ان کے حال کی شرح کی اور محبت صادقہ حضور سید الانبیاء اور مودت خالصہ ان کے صاحبزادے سلطان الاولیاء کی بیان کی تو مجھے گنجائش نہ رہی مگر لوجہ اللہ ان کی محبت کی کیوں کہ میرے نزدیک جو محبوب کو محبوب رکھے وہ محبوب ہے اور یہ محبت خالصہ ہے ذات کریم الٰہی کے لیے جو حاصل ہوئی مجھ کو سن کر قبل حصول ملاقات ـــــ اور بلاشک ان دونوں سچے مخبروں یعنی سید احمد علی اور شیخ کریم اللہ مولیٰ تعالیٰ ان دونوں کو صلاح دین و دنیا کی توفیق دے [۲]

---

[۱] ایضاً ، ص ۔ ۱۰۲
[۲] ایضاً ، ص ۔ ۱۱۵

Marfat.com

۱۹

شیخ غلام محمد برہان الدین ابن سید نور الحسن علیہ الرحمہ

مدینہ منورہ

مصنف کے مناقب اس کتاب کے نام سے آشکارا ہو گئے کیوں کہ ان میں ملکی قوت قدسیہ اور غیبی تائیدوں اور الہامات الٰہیہ سے بڑی عظیم دولت حاصل ہوئی کیوں کہ مصنف نے باوجود فقدان سامان ضروری اس کتاب کو تصنیف کیا کیوں نہ ہو کہ انہیں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے دولت ابدی حاصل ہوئی۔ اور مصنف نے اس دولت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ اپنی کثیر تصانیف کی اشاعت فرما کر اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی مرضی تلاش کی ——— پس اے بھائیو! اس دولت کی طرف جلدی کرو اور اس فاضل مصنف کی تصانیف کے مطالعہ میں کوشش کرو اور حضور سید عالم حبیب رب العالمین کی محبت میں اس علامہ کا اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلو کہ یہ سیدھے راستے اور صراط مستقیم پر ہیں[1]

۲۰

شیخ عبد القادر بن شیخ سودۃ القرشی علیہ الرحمہ

مسجد نبوی، مدینہ منورہ

اصولی الزمان، وعلامۃ الاوان، المتکلم النظار، والمفسر الذی علیہ المدار، یتیمہ الدھر بلاتوان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان[2]

(ترجمہ) اصولی زمان، علامۂ دوران، متکلم، مناظر، وہ مفسر جس پر مدار کار نادر زمانہ قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۲۵
[2] ایضاً، ص ۱۲۸

Marfat.com

(۲۱)

شیخ عطیہ محمود علیہ الرحمہ مدرس بالحرم الشریف مکہ مکرمہ

للہ در مؤلف اھدیٰ لنا　　درا لقد شرح الصدور صدورہ

اھدٰئہ للارواح راحۃ احمد　　فسما وطاب لدی الانام سرورہ

قد صاغ جوھرہ بمکۃ فازدھیٰ　　وازداد فضلاً حیث ثم ظہورہ

فھواللباب المستطاب وحقہ　　بالتبر کتبا ان تصاغ سطورہ

لاشک اَنّ ارض الالٰہ واحمدا　　ھذا الصنیع المشرقات بدورہ

یامن تروم العلم بادر واغتنم　　روض العلوم الفائحات زھورہ[۱]

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِ بے بہا عطا فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد نے ہمارے سینے کشادہ کر دیئے۔

(۲) احمد رضا کی عنایت نے اعلیٰ درجہ کا ہدیہ عنایت فرمایا جس کے سرور و کیف سے ارواح مست و سرشار ہو گئیں۔

(۳) اس ہدیہ کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا اور جب کہ اس کا ظہور تام ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کے سطور آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

(۵) اور بلاشبہ اللہ و مصطفےٰ (جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اس زمین پر احمد رضا کی تحریروں کے یہ چمکتے دمکتے ماہتاب ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستانِ علوم ہیں۔ اس گلستان کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

---

[۱] ایضاً ، ص ۔ ۱۴۰

Marfat.com

۲۲

شیخ مصطفیٰ بن تارزی ابن عزوز علیہ الرحمہ ـ مسجد نبوی، مدینہ منورہ

وللّٰہ درھذا المؤلف الاستاذ الکامل الجامع، الغیث الوابل النافع، لقد افاد واجاد وارشد العباد ونور البلاد وذلک دلیل علی شرفہ وجمیل سیرتہ وطول باعہ واخلاص طوبیتہ وطیب سریرتہ وغزارۃ علمہ وتحریر اطلاعہ [1]

اللہ ہی کے لئے مصنف استاد کامل، بارندہ ابر نافع کی خوبی ہے جنہوں نے فائدہ پہنچایا اور بہت خوب اللہ کے بندوں کی رہنمائی کی اور آبادیوں کو منور کیا یہ ان کی عظمت کی دلیل اور سیرت جمیل کی نشانی ہے مہارت، اخلاص نیت اور حسن کمال علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

۲۳

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی دردیری علیہ الرحمہ

امام الائمۃ، المجدد لھٰذہ الامۃ امر دینھا المؤید لنور قلوبھا ویقینھا الشیخ احمد رضاخاں بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان۔ [2]

یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

---

[1] ایضاً، ص ۱۴۶ ـ ۱۴۸

[2] ایضاً، ص ۲۶۴

نوٹ: مولانا عبدالحی لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے:۔

یغلو کثیر من الناس فی شانہ فیعتقدون انہ کان مجدد المأۃ الرابعۃ عشرۃ

(ترجمہ) اکثر لوگ ان کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد تھے۔

(نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۱)

لیکن شیخ موسیٰ علی شامی، شیخ حسن بن عبدالقادر، اور سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ علماء حجاز نے (باقی ص ۱۳۵ کے نیچے)

Marfat.com

اماموں کے امام اس امت کے دین کے مجدد اور جو نفین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں یعنی شیخ احمد رضا خاں اور ان کو دونوں جہانوں میں قبول و رضوان عطا فرمائے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴

آپکو مجدد لکھا ہے، اس لئے عامۃ الناس کی طرف اس خیال کو منسوب کرنا علمی خیانت ہے ۔

مولوی حکیم عبدالحئ کی نظر میں فاضل بریلوی کے لئے لفظ " مجدد " کا استعمال مبالغہ ہے حالانکہ ان کے معتقدین نے پہل نہیں کی بلکہ علماء حجاز نے اس لقب سے نوازا ہے ۔ دوسرے علماء کیلئے جو ان کے متبعین یا معتقدین نے یہ لقب اختیار کیا ہے وہ کیوں مبالغہ نہیں ؟ ــــ مثلاً شارح ابوداؤد شریف اپنی شرح عون المعبود میں تیرھویں صدی ہجری کے مجددین میں ان حضرات کے نام تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتوی (۲) سید نذیر حسین دہلوی (۳) قاضی حسین بن محسن القاری

اس کے بعد لکھتے ہیں : ــــــ هذا ھو ظنی فی ھولاء الاکابر الثلاثۃ انھم من المجددین علی راس المائۃ الثلاثۃ عشرۃ (جلد چہارم / ص ۱۸۲)

مجدد کا اندازہ اس کی بے داغ سیرت، اصلاحی کارناموں اور ہمہ گیر مقبولیت اور شہرت سے لگایا جا سکتا ہے، اس سے قطع نظر کر لیا جائے تو پھر ہر عالم مجدد نظر آئے گا یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر کئی مجدد نظر آتے ہیں ۔ اس حدیث پاک کی رو سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد ہونا چاہیئے ۔

" ان اللہ یبعث لھذا الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا "

(سنن ابی داؤد شریف)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے ۔

لیکن بعض علماء اس حدیث میں عمومیت کے قائل نظر آتے ہیں یعنی یہ کہ ضروری نہیں کہ ہر صدی کے شروع میں صرف ایک ہی مجدد ہو، ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے عون الودود میں اس کی صراحت کی ہے ۔ (محمد صابر : مجدد اسلام، ص ۱۷۰)

مگر عمومیت کے باوجود نہایت حزم و احتیاط کی ضرورت ہے ہر کس و ناکس کو مجدد کہنا حدیث پاک کی تحقیر ہے ۔ مسعود

Marfat.com

۲۴

شیخ بس احمد الخیاری علیہ الرحمہ ـــــ مسجد نبوی - مدینہ منوّرہ

فالفینه قاموسا لتحقیق مسائل شریفة، وناموسا لتدقیق لطائف منیفة ـــــ کیف لا وهو امام المحدثین وحسام فی رقاب الملحدین، وحید الزمان و فرید الأوان مولانا الکامل السیّد أحمد رضا خان لازال رافلا فی حلل العرفان [1]

یہ کتاب مسائل شریفہ کی تحقیق کے لئے ایک قاموس ہے، بزرگ اور بلند معارف کی تفتیش کے لئے ایک حصار ہے ـــــ کیوں نہ ہو کہ وہ محدثین کے امام ہیں [2]، ملحدین کی گردنوں کے لئے تلوار ہیں، یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ ہیں یعنی مولانا شیخ کامل بزرگ سردار احمد رضا خاں ہمیشہ لباس معرفت میں جلوہ گر رہیں۔

۲۵

شیخ حسین بن محمد علیہ الرحمہ ـــــ مدینہ منوّرہ

اللہ سے دعا ہے کہ مصنف کتاب شیخ احمد رضا خاں جیسی ہستیاں زیادہ ہوں [3]

(صفر الخیر ۱۳۳۲ھ)

۲۶

شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری علیہ الرحمہ المجاورۃ بالمدینۃ المنوّرہ

فاضل مصنف سے میری درخواست ہے کہ اپنی اچھی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں قبولیت کی سزاوار ہیں کیوں کہ وہ (اللہ نہیں

---

[1] ایضاً ، ص ۷۰ء

[2] لیکن نہ معلوم مولانا عبد الحیٔ لکھنوی نے یہ کیوں لکھ دیا۔ قلیل البضاعت فی الحدیث والتفسیر (نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص۔ ۴۱)

[3] ایضاً ، ص ۸۰ء

Marfat.com

زندہ رکھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلص محبت رکھنے والے ہیں۔[1]

۲۷

شیخ علی بن علی الرحمانی علیہ الرحمہ ۔۔ حرم شریف، مدینہ منورہ

شیخ موصوف نے اپنی تقریظ کے آخر میں رسالہ الدولتہ المکیہ کی تاریخ کہی ہے جس کے بعض اشعار سے کمال محبت و عقیدت مترشح ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

(۱) اسرت بہ کل القلو ب فقلبنا الیوم الاسیر

(۲) فوجدتہ اِلّا بثنی فہو مفقود النظیر

(۳) سبق الاولیٰ سبقوا وجا ء بما شفی اللب الکبیر[2]

(حرم شریف ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

(۱) لوگوں کے دل اس کے گرفتار ہیں اور آج ہمارا دل بھی اس کا اسیر ہے۔

(۲) اس تالیف کی نظیر نہیں ماسوائے اس کے مثنیٰ (یعنی دوسری نقل مطابق اصل) کے

(۳) اگلوں سے بھی آگے نکل گئے، مصنف نے اس میں شکستہ عقلوں کے لئے سامانِ شفا مہیا کر دیا ہے۔

۲۸

شیخ عثمان قادری علیہ الرحمہ ۔۔ مدینہ منورہ

وما رأیت مثلہ فی مسئلہ علم الغیب لنبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محکما من النصوص القرآنیہ والاحادیث الصحیحہ واقوال العلماء المجتہدین المتقدمین۔ کیف لا و مصنفہ فرید الدہر و وحید العصر الفاضل الکامل العالم العامل قامع البدعۃ ناصر السنۃ المحقق المدقق الامام الہمام لہذا الزمان المولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خان القادری البریلوی[3]

---

[1] ایضاً، ص ۹۴م

[2] ایضاً، ص ۹۹م [3] ایضاً ص ۵۲۲

Marfat.com

(ترجمہ) مسئلہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مَیں نے کبھی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو آیات قرآنی احادیث صحیحہ مجتہدین و متقدمین کے اقوال سے ایسی محکم ہو کیوں نہ ہو اس کا مصنف یکتائے زمانہ یگانۂ روزگار فاضل و کامل عالم و عامل قامع بدعت ناصر سنت محقق و مدقق سردار وقت پیشوائے زمانہ مولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی ہیں۔

۲۹

شیخ محمد امین سوید دمشقی علیہ الرحمہ — وارد مدینہ منورہ

فقد سرحت نظری فی هذه الرسالة الموسومه بالدولة المكية بالمادة الغيبيّة لمؤلفها العلامة الكبير والفهامة الشهير الألمعي المحقق اللوذعي المدقق الشيخ احمد رضا خان فوجدتها دوحة جمعت خلاصة مذهب اهل الاسلام[1]

(ترجمہ) میں نے اس رسالے موسوم الدولة المكيه بالمادة الغيبيّه پر نظر ڈالی جو علامہ کبیر فہامہ شہیر محقق و مدقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے۔ میں نے اسے ایسا عظیم الشان درخت پایا جو مذہب اہل اسلام کے نچوڑ پر مشتمل ہے۔

۳۰

شیخ عبدالرحمٰن حنفی علیہ الرحمہ — مدرس جامعہ ازہر مصر

ولعمری لقد جمع فيها من الادلة مابه الكفاية ولا ينفع المحسود تطويل العبارة[2]

مجھے اپنی عمر کی قسم مؤلف نے رسالے میں کافی دلائل ذکر فرمائے ہیں اور حاسد کے لئے تو طویل عبارتیں بھی کافی نہیں۔

---

[1] ایضاً ، ص ۵۳۲

[2] ایضاً ، ص ۵۴۱

Marfat.com

دوسرا باب

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

Marfat.com

Marfat.com

"قارئین کرام رسالہ الدولتہ المکیہ کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے واقعی یہ تقاریظ تھکا دینے والی ہیں، ابھی تو تقاریظ لکھنے والے معدودے چند علما و فضلا کا ذکر کیا ہے بہت سے رہے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے الفیوضات الملکیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

اب ہم ایک دوسری تصنیف حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین[1] (۱۳۲۴ھ) کی طرف متوجہ ہوتے ہیں" فاضل بریلوی نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ کی تصنیف المعتقد المنتقد

---

[1] حسام الحرمین کا سلیس اردو ترجمہ "مبین احکام و تصدیقات اعلام" کے نام سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع کیا گیا۔

[2] مولوی فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ/۹-۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ مروجہ دینی کتابوں کی تکمیل و تحصیل مولوی نور الحق فرنگی محلی سے کی جو بحر العلوم ملا عبد العلی کے شاگرد مولوی انوار الحق کے صاحب زادے تھے، علم طب حکیم بہر علی موہانی سے سیکھا اور علم حدیث و تفسیر شیخ المکہ عبداللہ سراج اور شیخ المدینہ عابد مدنی سے اور علم تصوف اپنے والد ماجد شاہ عین الحق عبد المجید علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت حاصل کی، کئی بار زیارت حرمین اور حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، ایک عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے۔ آپ کے تلامذہ میں مشہور علما پیدا ہوئے۔ مولانا محب الرسول عبد القادر بدایونی آپ کے صاحبزادے تھے۔

مولانا فضل رسول علیہ الرحمہ نے ۲ رجمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ تصانیف میں بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، سیف الجبار، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ ملا جلال، طب الغریب اور متفرق رسائل یادگار ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند (اردو)، ص ۳۸۰ و ۳۸۱، المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ضمیمہ ترجمہ از مفتی محمد اعجاز ولی خان، ص۔ ۲۶۵)

Marfat.com

(۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) پر تعلیقات وحواشی کا اضافہ فرمایا اور اس کا نام المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) رکھا۔ اسی زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علمائے حجاز کی خدمت میں تصدیقات کیلئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے اس کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔ خود فاضل بریلوی نے ان تقاریظ و تصدیقات کو مرتب فرما کر حسام الحرمین نام رکھا۔ مفید اضافے کئے اور شائع کیا۔

فاضل بریلوی نے جن اشخاص اور فرقوں کے اقوال و اعمال پر سخت تنقید کی ہے ان کو مندرجہ ذیل پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے :-

(ل) انجاس قادیانی

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے والے۔

(ب) ارجاس شیطانی

شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت ماننے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم کا انکار کرنے والے۔

(ج) تکذیب رحمانی

خداوند تعالےٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر ماننے والے

(د) نبوت ستانی

یہ عقیدہ رکھنے والے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کا مبعوث ہونا مستبعد نہیں۔

(ھ) جنون سگانی [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے مماثل قرار دینے والے۔

---

[1] احمد رضا خاں : حسام الحرمین، ص - ۷۱ - ۷۲

Marfat.com

مندرجہ بالا طبقات پنجگانہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے ان کی بعض کتابوں سے مفصل حوالے دیئے ہیں، چند کتابیں یہ ہیں :۔

(۱) اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲) ازالۃ الاوہام (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳) فتاویٰ رشیدیہ (مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۴) براہین قاطعہ (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

(۵) حفظ الایمان (مولوی اشرف علی تھانوی)

مندرجہ بالا تفصیلات کو حسام الحرمین کا مختصر تعارف سمجھنا چاہیئے۔ ان افکار و خیالات کی روشنی میں فاضل بریلوی نے اپنا فتویٰ خلاصہ کی صورت میں ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تھا جس پر الدولۃ المکیہ کی طرح علماء نے دل کھول کر تقاریظ لکھیں اور اپنی تصدیقات سے نوازا۔ ان تصدیقات اور تقاریظ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء حرمین فاضل بریلوی کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جن علماء کرام نے یہ تقاریظ تحریر فرمائی ہیں ان کے اسماء گرامی تحریر کئے جاتے ہیں :۔

اسماء گرامی علماء حرمین شریفین

عُلماءِ مکّہ مُعظمہ

(۱) شیخ محمد سعید بابصیل، مفتی شافعیہ

(۲) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد، خطیب مسجد حرام

(۳) شیخ صالح کمال، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ علی بن صدیق کمال حنفی، سابق مفتی مکہ

(۵) شیخ عبدالحق مہاجر مدنی

(۶) سید اسماعیل بن خلیل، حافظ کتب الحرام

(۷) سید مرزوقی ابوحسین

(۸) شیخ عمر بن ابی بکر جنید

(۹) شیخ عابد بن حسین، مفتی مالکیہ

(۱۰) شیخ علی بن حسین مالکی، مدرس مسجد حرام

Marfat.com

(۱۱) شیخ محمد علی بن حسین مکی (۱۲) شیخ جمال بن محمد بن حسین

(۱۳) شیخ اسعد ابن احمد دہان مدرس حرم شریف (۱۴) شیخ عبدالرحمن دہان

(۱۵) مولانا محمد یوسف افغانی مہاجر مکی، مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف (۱۶) مولانا شیخ احمد مکی (خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف

(۱۷) شیخ محمد یوسف خیاط (۱۸) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل

(۱۹) شیخ عبدالکریم ناجی داغستانی (۲۰) شیخ محمد سعید بن محمد یمانی، مدرس مسجد حرام

(۲۱) شیخ احمد محمد جداوی

علماء مدینہ منورہ

(۲۲) شیخ تاج الدین الیاس بن شیخ مصطفٰے الیاس، مفتی مدینہ (۲۳) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی مدینہ

(۲۴) سید احمد جزائری، شیخ مالکیہ (۲۵) شیخ خلیل بن ابراہیم خربوتی

(۲۶) شیخ محمد سعید بن سید محمد المغزتی شیخ الدلائل (۲۷) شیخ محمد بن احمد عمری

(۲۸) سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان، شیخ الدلائل

(۲۹) شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری

(۳۰) سید محمد بن محمد حبیب مدنی دیداری (۳۱) شیخ محمد بن موسٰی خیاری، مدرس حرم طیبہ

(۳۲) سید شریف احمد برزنجی، مفتی شافعیہ (۳۳) شیخ محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی

(۳۴) شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی، مدرس حرم طیبہ

○

اب ہم بعض علماء کرام کی تقاریظ کے اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

Marfat.com

(۱)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد۔ رحمۃ اللہ علیہما
خطیب مسجد الحرام۔ مکہ معظمہ

فھو کنز الدقائق المنتخب من خزائن الذخیرۃ، وشمس المعارف المشرقۃ فی الظھیرۃ، کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر یحق لکل من وقف علیٰ فضلہ ان یقول کم ترک الاوّل للاٰخر [1]

وانی وان کنت الاخیر زمانہ — لاٰتٍ بما لم تستطعہ الاوائل

ولیس علی اللہ بمستنکر — ان یجمع العالم فی واحد [1]

تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے، محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا۔ اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے، علوم کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا ہے جو اس کے فضل پر آگاہ ہوا اسے سزاوار ہے کہ کہے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے

میں اگرچہ اخیر زمانے میں آیا ہوں مگر وہ چیز لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھی۔

خداوند تعالیٰ سے یہ بات غیر ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص میں ایک جہان سمودے۔

(۲)

علامہ شیخ صالح کمال علیہ الرحمہ ـــــ مفتی حنفیہ، مکہ معظمہ

لاسیما العالم العلامۃ بحر الفضائل وقرۃ عیون العلماء الاماثل مولانا الشیخ المحقق، برکۃ الزمان احمد رضا خان البریلوی حفظہ اللہ وابقاہ۔ [2]

بالخصوص اس عالم دین پر (رحمتیں نازل فرما) کہ جو فضائل کا دریا ہے اور علماء عمائد کی

---

[1] مولانا احمد رضا خاں: حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مع ترجمہ اردو مبین احکام و تصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۷-۱۲۸

[2] ایضاً، ص ۱۳۰

Marfat.com

آنکھوں کی ٹھنڈک، حضرت مولائے محقق، زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے۔

(۳)

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل علیہ الرحمہ ــــ حافظ کتب الحرم، مکہ معظمہ

واحمد الله تعالیٰ علیٰ ان قیض هذا العالم العامل والفاضل الکامل صاحب المناقب والمفاخر مظهر، کم ترک الاوّل للاٰخر، فرید الدهر، وحید العصر، مولانا الشیخ احمد رضا خان سلمه الله الرب المنان لابطال حججهم الداحضة بالاٰیات والاحادیث القاطعة، کیف لا وقد شهد له عالمو مکة بذالک ولولم یکن بالمحل الارفع لما وقع منهم ذالک بل اقول لوقیل فی حقه انه مجدّد هذا القرن لکان حقا وصدقا[1]

اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے، مناقب ومفاخر والا، اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے تاکہ وہ (مخالفین کی) بے ثبات حجتوں کا آیات قرآنیہ اور قطعی احادیث سے ردّ فرماتے رہیں اور وہ ایسا کیوں نہ ہو کہ علماء مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر

---

[1] ایضاً ص ۱۴۱ - ۱۴۲

نوٹ: مولانا حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کے عقائد کو غلام احمد قادیانی سے تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے
"البتہ مرزا قادیانی کے عقاید میں بریلوی شریک ہے اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں۔"
(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ۳۹)
شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ کی تقریظ (محولۂ متن) کی روشنی میں یہ تحریر سراسر بہتان معلوم ہوتی ہے۔ مسعود

Marfat.com

اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بیشک حق و صحیح ہے۔

(۴)

علامہ ابو حسین محمد مرزوقی علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظمہ

بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا اور اسی کے لئے حمد و شکر ہے کہ میں حضرت عالم علامہ سے ملا جو زبردست عالم، دریائے عظیم الفہم ہیں جن کی فضیلتیں وافر اور بڑائیاں ظاہر۔ اور بیشک میں نے ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا جن کے نور قندیل سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی اور میرے دل و دماغ میں متمکن ہو گئی۔ کبھی کبھی کان، آنکھ سے پہلے گرفتار محبت ہو جایا کرتے ہیں ـــــ تو جب اللہ تعالیٰ نے اس ملاقات سے احسان فرمایا تو میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے جس کے نور کا ستون اونچا ہے اور معرفتوں کا ایسا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں۔

بہت سی تعریف و توصیف کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :۔

ورایت نفسی ذا عِیٍّ وحصر، عن البلوغ فی وصفہ الی البغیۃ والوطر[1]

اور میں نے اس کی تعریف و توصیف میں خود کو عاجز پایا، دل بھر کر تعریف نہ کر سکا۔
(دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی)

(۵)

مفتی مالکیہ شیخ عابد حسین علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظمہ

سید العلماء الاعلام، وفخر الفضلاء الکرام، وسعد الملۃ والدین احمد السیر، والعدل الرضا فی کل وطر، العالم العامل ذو الاحسان

---

[1] ایضاً ، ص ۱۴۶

Marfat.com

حضرۃ المولیٰ احمد رضا خان فقام فی ذالک بفرض الکفایۃ ؂۱

علمائے مشاہیر کا سردار، معزز فاضلوں کا مایہ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل، عالم باعمل، صاحب احسان حضرت مولانا احمد رضا خان تو اس نے اس بات میں (یعنی گستاخان رسول علیہ السلام کا رد فرما کر) فرض کفایہ ادا کر دیا (یعنی جو فرض فرداً فرداً سب پر عائد ہوتا تھا آپ نے وہ فرض ادا کر کے سب کو سبکدوش فرما دیا)

— (۶) —

شیخ علی بن حسین مالکی علیہ الرحمہ — مدرس مسجد الحرام، مکہ معظمہ

لما منّ اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان، من سماء صفاء ملتزم الاتقان، من صار محمود فعلہ، کشاف آیات فضلہ وکیف لا وھو مرکز دائرۃ المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم، عضد الموحدین وعصام المھتدین القاطع بصارم البراھین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرۃ المولیٰ احمد رضا خان ؂۲

جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ آفتاب معرفت کا نور اس آسمان صفا سے جسے استوار کاری لازم ہے مجھے اعلانیہ نظر آیا، وہ (ذات گرامی) جس کے افعال حمیدہ اس کے آثار فضیلت کے آئینہ دار ہیں اور کیوں نہ ہو وہ تو آج دائرہ علوم کا مرکز ہے اور ملت اسلامیہ کے آسمان علوم کے ستاروں کا مطلع ہے، مسلمانوں کا بازو و مددگار اور راہ یابوں کا نگہبان و محافظ دلائل و براہین کی تیغ براں سے گمراہوں اور بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا، بینارۂ نور ایمان کا بلند کرنے والا حضرت مولانا احمد رضا خاں۔

؂۱ ایضاً / ص ۱۵۴

؂۲ ایضاً / ص ۱۵۸

Marfat.com

(۷)

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مدرّس حرم شریف، مکہ معظّمہ

لقد اطلعت علیٰ ھٰذہ الرسالۃ الجلیلۃ التی الفھا نادرۃ الزمان، ونتیجۃ الأوان، العلامۃ الذی افتخرت بہ الاواخر علی الاوائل والفھامۃ الذی ترک تبیانہ سحبان باقل سیدی وسندی الشیخ احمد رضا خان البریلوی[۱]

یہ عظمت والا رسالہ میرے علم میں آیا جس کا مصنف نادر روزگار اور خلاصۂ لیل و نہار ہے۔ وہ علامہ جس کی وجہ سے پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں جلیل فہم والا جس نے اپنے بیانِ روشن سے سحبان فصیح البیان کو بے زبان کر دیا، میرا سردار، میری سند حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔

(۸)

شیخ عبد الرحمٰن دھان مکی علیہ الرحمہ ـــــ مکہ معظّمہ

الذی شھد لہ علماء البلدِ الحرام، بانہ السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا اللہ بحیاتہ والمسلمین ومنحنی ھدیہ فان ھدیہ ھدی سید المرسلین[۲]

وہ جس کیلئے علماء مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے، امام ہے، میرے سردار، میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالےٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے ان کی روش نصیب کرے کہ ان کی روش سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے۔

---

[۱] ایضاً، ص ۱۷۰ [۲] ایضاً، ص ۱۷۶

Marfat.com

(۹)

مولینا شیخ محمد یوسف علیہ الرحمہ ـ مدرس مدرسہ صولتیہ ـ مکہ معظمہ

فانی قد اطلعت علیٰ ھٰذہ الرسالۃ التی الفھا الفاضل العلامۃ، والحبر الفھامۃ، المتمسک بحبل اللہ المتین، الحافظ منار الشریعۃ والدین من قصرت لسان البلاغۃ عن بلوغ شکرہ، وعجزعن القیام بحقہ وبرہ، الذی افتخر بوجودہ الزمان مولانا الشیخ احمد رضا خان لازال سالکا سبیل الرشاد وناشرا لویۃ الفضل علیٰ رؤس العباد [1]

یہ رسالہ میرے علم میں آیا جسے علامہ فاضل اور دریائے علم و دانش نے تصنیف فرمایا جو اللہ کی مضبوط رسی تھامے ہوئے ہے، دین و شریعت کے مینارہ نور کا محافظ وہ کہ زبان بلاغت جس کا شکرادا کرنے سے قاصر ہے، اس کے حقوق و احسانات کی خدمت سے عاجز ہے، وہ کہ جس کے وجود پر زمانے کو ناز ہے مولانا شیخ احمد رضا خاں وہ ہمیشہ اس ہدایت پر گامزن رہے اور بندوں کے سروں پر فضل و احسان کے پھریرے اڑاتا رہے۔

(۱۰)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ ـ مدرس مسجد الحرام ـ مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لا تثبت فی ساحتہ شکرھا ان فیض الشیخ الامام والبحر الھمام، برکۃ الانام، وبقیۃ السلف الکرام، احد الائمۃ الزھاد والکاملین العباد احمد رضا خان [2]

بیشک اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں سے جن کا شکرادا نہیں کیا جا سکتا یہ ہے کہ اس نے حضرت امام دریائے بلند ہمت، برکت انام، بزرگوں کی یادگار، ائمہ زھاد اور

---

[1] ایضاً، ص ۱۸۸ [2] ایضاً، ص ۱۹۲

Marfat.com

بندگان کاملین میں سے ایک یعنی حضرت احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا۔

(۱۱)

شیخ حامد احمد محمد جداوی علیہ الرحمہ ——— مکہ معظمہ

قد طالعت هٰذه النبذة التی هی انموذج المعتمد المستند، فوجدتها شذرة من عسجد وجوهرة من عقود درّ و یاقوت و زبرجد، قد نظمها بید الاجادة، فی سلک اصابة الصواب فی الافادة العمدة القدوة العالم العامل الحبر البحر الرحب العذب المحیط الکامل، المحبوب المقبول المرتضٰی محمود الاقوال والافعال مولٰنا الشیخ احمد رضا متعنا اللّٰه و المسلمین بحیاته[1]

میں نے یہ مختصر رسالہ (جو المعتمد المستند کا خلاصہ ہے) مطالعہ کیا (رسالہ کیا ہے یہ تو خالص سونے کی ڈلی ہے یا یاقوت و زبرجد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے جس کو پیشوائے معتمد عالم باعمل، فاضل متبحر دریائے بیکراں، محیط کامل، محبوب و مقبول و مرغوب، ستودہ اقوال و افعال مولانا شیخ احمد رضا خاں کے قابل قدر ہاتھوں نے صراط مستقیم کی لڑی میں پرو دیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے نفع عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۲)

شیخ سید محمد سعید ابن السید محمد المغربی شیخ الدلائل علیہ الرحمہ ——— مدینہ منورہ

جب شک و شبہ کی اندھیری رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں کا چاند چمکاتا ہے۔ اس طرح نسلاً بعد نسلٍ علماء کاملین و ناقدین کے ہاتھوں شریعت مطہرہ تغیر و تبدل سے محفوظ رہی اور ان اجلہ علماء میں سے کثیر العلم اور دریائے عظیم الفہم حضرت مولٰنا احمد رضا خاں ہیں۔[2]

---

[1] ایضاً، ص ۱۹۶ [2] ایضاً، ص ۲۱۳ - ۲۱۵

Marfat.com

(۱۳)

شیخ سید عباس بن سید محمد رضوان شیخ الدلائل علیہ الرحمہ ــــ مدینہ منوّرہ

کیف لا وھو العلامۃ الامام، الذکی الھمام، النبیہ النبیل، الوجیہ الجلیل، وحید العصر والزمان حضرۃ المولوی احمد رضا خان البریلوی [1]

کیوں نہ ہو کہ وہ (المعتمد المستند) اس کی تصنیف ہے جو علامہ، امام، ذکی الفہم بلند ہمت، باخبر، صاحب عقل، صاحب وجاہت وجلالت، یکتائے زمین وزماں، حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔

(۱۴)

شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری علیہ الرحمہ ــــ مدینہ منوّرہ

فانی قد اطلعت علیٰ ما حررہ العالم العلامۃ، الدراکۃ الفھامۃ ذوالتحقیق الباھر، جناب الشیخ احمد رضا خان فی الخلاصۃ الماخوذۃ من کتابہ المسمّٰی المعتمد المستند فوجدتہ فی غایۃ التحریر فللّٰہ درمؤلفہ [2]

جناب شیخ احمد رضا خاں نے جو اپنے خلاصے میں تحریر فرمایا ہے میں نے اس کو مطالعہ کیا۔ یہ خلاصہ ان کی کتاب موسومہ المعتمد المستند سے ماخوذ ہے (مطالعہ کے بعد) میں نے محسوس کیا کہ مصنف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ مصنف کی تعریف وتوصیف اللہ کے لئے ہے وہ مصنف جو خوب ہی جاننے والا، خوب ہی سمجھنے والا، خوب ہی سوچنے والا اور ایسی روشن تحقیق کرنے والا جس سے تمام پہلو منور ہو جائیں۔

---

[1] ایضاً، ص ۲۱۸ [2] ایضاً، ص ۲۲۰

Marfat.com

(۱۵)

سید محمد بن محمد جیب مدنی دیداوی علیہ الرحمہ
مدینہ منورہ

فقد اطلعت علی ما سطرہ العلامۃ النحریر، والدراکۃ الشہیر، الشیخ احمد رضا خان فوجدتہ سحراً لاولی الالباب و تریاقاً لکل مسموم حائد عن الصواب[1]

استاذ کامل، صاحب ذہن رسا، نام آور و شہیر حضرت مولینا احمد رضا خاں نے جو کچھ تحریر فرمایا میں نے اس کا مطالعہ کیا (تحریر کیا ہے) اہل عقل کے لیے جادو ہے، صراط مستقیم سے بھٹکنے والے اور زہر کھانے والوں کے لئے تریاق ہے۔

(۱۶)

شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری علیہ الرحمہ
مدرس حرم طیبہ، مدینہ منورہ

التی الفہا العالم الفاضل، الانسان الکامل العلامۃ المحقق والفہامۃ المدقق حضرۃ الشیخ احمد رضا خان[2]

وہ رسالہ جسے عالم فاضل، انسان کامل، علامہ محقق، فہامہ مدقق، حضرت شیخ احمد رضا خاں نے تالیف فرمایا۔

---

[1] ایضاً، ص ۲۲۴

[2] ایضاً، ص ۲۲۶

Marfat.com

(۱۷)

السیّد احمد بن السیّد اسمٰعیل الحسینی البرزنجی
مفتی شافعیہ، مدینہ منوّرہ

انی قد وقفت ایہا العلامۃ النحریر، والعلم الشہیر ذوالتحقیق والتحریر، والتدقیق والتحبیر، عالم اہل السنۃ والجماعۃ، جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللہ توفیقہ وارتفاعہ علی خلاصۃ من کتابک المسمی بالمعتمد المستند، فوجدتہا علی اکمل الدرجات من حیث الاتقان والنقد[1]

اے علامۂ کامل، شہیر و مشہور، صاحب تحقیق و تنقیح، صاحب تدقیق و تزئین، عالم اہلِ سنت و جماعت شیخ احمد رضا خاں بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کی نیک تمناؤں کو پورا کرے اور اس کی بلندیوں کو باقی اور دائم رکھے) میں نے آپ کی کتاب موسومہ المعتمد المستند کے خلاصے کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کو قوت و نقد کی انتہائی بلندیوں پر پایا۔

---

[1] ایضاً ص ۲۳۰

Marfat.com

تیسرا باب

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

Marfat.com

Marfat.com

قارئین کرام المعتمد المستند پر علمائے حرمین شریفین کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے، اس لئے اب ہم ایک تیسری تالیف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قیام مکہ معظمہ کی یادگار ہے، جس کے مطالعہ سے فاضل بریلوی کی تحقیق و تدقیق اور علمائے عرب کی نظر میں آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہو سکے گا یعنی

کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

رسالہ مذکورہ کے دیباچے میں فاضل مصنف کے صاحب زادے مولینا حامد رضا خاں جو اس سفر مبارک میں اپنے والد ماجد کے ہمرکاب تھے، تحریر فرماتے ہیں :-

(ترجمہ عربی) سال گذشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہوئے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت و توقیر کی گئی، وہاں علماء و فضلاء اور مشاہیر بڑے اعزاز و اکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیّۃ سنی، حدیث کی کتابوں صحاح و سنن، مسانید و معاجم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی، اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد علماء اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ .....

"الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیّۃ" نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ بپا کر دیا، یہ کتاب مجبوری طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی،

Marfat.com

اس رسالے سے وہاں کے علما کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم، معقول و منقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس قبیل سے نوٹ کے متعلق بارہ سوال تھے جن کا جواب مصنف نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخار آ گیا تو روز دوشنبہ پھر دن چڑھے اسے تمام فرما دیا ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کو مکہ معظمہ میں مکمل فرمایا۔[1]

خود فاضل مصنف نے رسالے کے آخر میں سنہ تصنیف وغیرہ کے متعلق یہ تصریح فرمائی ہے:۔

میں نے اس کا نام کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ) رکھا تاکہ نام سال تصنیف کی علامت ہو اور بندہ ضعیف نے شنبہ کے دن لکھنا شروع کیا تھا۔ پھر اتوار کے دن بخار عود کر آیا تو پیر کے دن پہر چڑھے میں نے اسے تمام کیا محرم شریف کی ۲۳ تاریخ ۱۳۲۴ھ اور یہ تصنیف اللہ کے حرمت والے شہر (مکہ معظمہ) میں ہوئی۔[2]

فاضل مصنف نے رسالۂ مذکورہ کے آخر میں رسالے کے متعلق مزید تفصیلات تحریر فرمائی ہیں۔ کن حضرات کی تحریک پر جواب لکھا گیا، علمائے حرمین نے جواب کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور مفتی حنفیہ مولینا عبداللہ بن صدیق کے ساتھ کتب خانۂ حرم میں کیا واقعہ پیش آیا، ہندوستان آ کر اس رسالے میں کیا کیا اضافے کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ

کفل الفقیہ کے استفسار کے بارے میں فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں:۔

"محرم ۱۳۲۴ھ میں مکہ معظمہ کے دو علمائے کرام مولینا عبداللہ احمد میرداد

---

[1] احمد رضا خاں: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم، مطبوعہ لاہور ص ۴ - ۸ (ملخصاً)

[2] ایضاً، ص ۱۱۹

Marfat.com

امام مسجد الحرام اور ان کے استاذ مولانا حامد احمد محمد جداوی ـــــــ نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل فقہیہ کا سوال اس فقیر سے کیا جس کے جواب میں بفضل وہاب عز جلالہ ڈیڑھ دن سے کم میں رسالہ کفل الفقیہ وہیں لکھدیا۔[1] (ترجمہ عربی)

جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے جس قدر و منزلت کی نگاہ سے اس کو دیکھا، اس کا حال خود فاضل مجیب کی زبانی سنیئے :۔

مکہ معظمہ کے اجل علمائے کرام و فقیہان عظام نے کفل الفقیہ کو ملاحظہ فرمایا، پڑھ کر سنایا۔ اس کی نقلیں لیں اور بحمد اللہ تعالیٰ سب نے یک زبان مدحیں کیں جیسے حضرت شیخ الائمہ والخطبا کبیر العلماء مولینا احمد ابوالخیر میرداد حنفی، حضرت عالم العلماء مفتی سابق و قاضی حال علامہ مولینا شیخ صالح کمال حنفی، حضرت مولینا حافظ کتب الحرام فاضل سید اسمٰعیل خلیل حنفی، حضرت مولینا مفتی حنفیہ عبد اللہ صدیق حفظہم اللہ تعالیٰ۔[2] (ترجمہ عربی)

مکہ معظمہ میں تقریباً سب ہی علمائے کرام فاضل بریلوی سے ملاقات کے لئے تشریف لائے لیکن ایک عالم اپنے سرکاری وقار اور حشمت و شوکت کی وجہ سے تشریف نہیں لائے یعنی مفتی حنفیہ حضرت مولینا عبد اللہ بن صدیق لیکن اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی ایک صورت پیدا کردی ۔ ؏

رحمت حق بہانہ می جوید

واقعہ کی تفصیلات خود فاضل بریلوی کی زبانی سنیئے :۔

ان فاضل جلیل نے کہ اس وقت بھی جانب سلطانی سے افتائے مذہب حنفی کے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز تھے، کتب خانہ حرم محترم میں کفل الفقیہ رکھا دیکھ کر

---

[1] ایضاً، ص ۱۶۶ [2] ایضاً، ص ۶۶

بطور خود مطالعہ فرمانا شروع کیا، فقیر بھی حاضر تھا مگر ان سے کوئی تعارف نہ تھا، نہ اس سے پہلے میں نے ان کو، نہ انہوں نے مجھ کو دیکھا ــــ حضرت مولانا سید اسمٰعیل آفندی اور ان کے بھائی سید مصطفٰے آفندی وغیرہما بھی تشریف فرما تھے حضرت مفتی حنفیہ نے رسالہ مطالعہ کرتے کرتے دفعتًہ نہایت تعجب کے ساتھ اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا :۔

این کان شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر من ھذ البیان[1]

راد لفظا ھذا معناہ)

حضرت مفتی اعظم مکہ معظمہ مولٰنا جمال بن عبد اللہ بن عمر حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سند حدیث وفقہ میں اس فقیر کے استاذ الاساتذہ ہیں اور اپنے زمانۂ مبارک میں وہی مفتی حنفیہ تھے۔ اس جناب رفیع سے نوٹ کے بارے میں استفتاء ہوا تھا ، حضرت ممدوح قدس سرہٗ نے علمائے ربانی کی جو شان ہے اس کے مطابق صرف اتنا تحریر فرما دیا کر :۔

العلم امانۃ فی اعناق العلماء واللہ تعالیٰ اعلم۔

علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے واللہ تعالیٰ اعلم یعنی کچھ جواب عطا نہ کیا حنفیہ کے مفتی حال نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ کا

---

[1] مولانا بدر الدین قادری نے سوانح اعلیٰ حضرت میں یہ الفاظ اس طرح تحریر فرمائے ہیں :۔

این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح

(ترجمہ) حضرت جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے ؟

جس عبارت پر مفتی حنفیہ پھڑک اٹھے تھے وہ فتح القدیر کی یہ عبارت ہے :۔

لوباع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ

(ترجمہ، کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچ سکتا ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔

(بدر الدین احمد: سوانح حضرت اعلیٰ الخ، مطبوعہ لاہور، ص ۔ ۲۸۲)

Marfat.com

ذہن مبارک ان دلائل کو کیوں نہ پہنچا جو اس رسالے کا مصنف لکھ رہا ہے۔

حضرت مولینا سید اسمٰعیل آفندی نے تقریب فرمائی (یعنی تعارف کرایا) کہ مصنف رسالہ یہ موجود ہیں، حضرت مفتی حنفیہ نہایت کرم و اکرام سے ملے اور بہت دیر تک بفضلہ علمی تذکروں کی مجلس گرم رہی۔[۱]

مندرجہ بالا بیان سے علمائے حرمین کی نظر میں فاضل بریلوی کے مقام رفیع کا اندازہ ہوتا ہے تمام علما، آپ کی تبحر علمی، روحانیت اور محبت کے معترف تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

فاضل بریلوی نے ہندوستان واپسی کے بعد اصل رسالے میں اضافے فرمائے اور بطور ضمیمہ ان کو شامل کیا۔ اس ضمیمہ کا نام "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) تجویز فرمایا۔ ساتھ ہی اس کا اردو ترجمہ بعنوان :۔

"الذیل المنوط لرسالۃ النوط" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) شامل فرمایا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ رسالہ کفل الفقیہ کا ضمیمہ سمجھنا چاہیئے۔ کفل الفقیہ لکھتے وقت ـــــ مولانا عبدالحئی لکھنوی کے بعض مباحث کی تردید کی تھی۔ لیکن لکھ چکنے کے بعد غالباً ہندوستان آکر معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کے خلاف لکھا ہے چناں چہ بطور ضمیمہ بعض نئے مباحث کا اضافہ کیا گیا۔ خود فاضل مصنف اس طرح صراحت فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ رسالہ مبارکہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" (۱۳۲۴ھ) نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل ایسے بیانِ نفیس سے روشن کئے کہ اصلاً کسی مسئلے میں حالت منتظر باقی نہ رہی، یہ رسالہ مکہ معظمہ میں وہیں کے دو علمائے کرام کے استفتاء پر نہایت قلیل مدت میں تصنیف ہوا، اس وقت تک تم سے کم

---

[۱] احمد رضا خاں ، کفل الفقیہ، ص ۱۶۷

Marfat.com

زیادہ کو نوٹ بیچنے کے بارے میں مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کا خلاف معلوم تھا —— یہ بھی معلوم نہ تھا کہ —— مولوی رشید احمد گنگوہی —— نوٹ کو منسک ٹھہرا کر سرے سے مال سے خارج اور کم وبیش درکنار، برابر کو بھی اس کی خرید وفروخت ناجائز کر چکے ہیں۔ —— مناسب معلوم ہوا کہ ان دونوں تحریروں کا ذکر کروں اور ان کے فقرے فقرے کا جہاں جہاں اس کتاب میں ردّ مذکور ہوا ہے اس کو بتا دوں اور باقتضائے توجہ مستقل جو مباحث تازہ خیال میں آگئے ہیں اضافہ کروں اور اس کا "تاریخی نام "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ ھ) رکھوں [1]

مندرجہ بالا بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ جزئیات فقہ میں فاضل بریلوی کی نظر کتنی گہری تھی، ایک طرف انکی نگاہ نے اس گوشہ کو تلاش کر لیا جو خود ان کے استاذ الاساتذہ شیخ جمال علیہ الرحمہ کی نگاہوں سے اوجھل رہا اور دوسری طرف وہ بات پالی جو ہندوستان کے مشہور فقیہ مولوی عبدالحئی فرنگی محل اور رشید احمد گنگوہی نہ پا سکے۔ موخر الذکر کے مقام فقاہت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ان کے بارے میں کہا کہ "فقیہ النفس" تھے، ایسا فقیہ النفس عالم بھی فاضل بریلوی کے پرواز فکر کے سامنے عاجز نظر آتا ہے۔ صاحب نزہتہ الخواطر کا یہ قول اب کسی تشریح کا محتاج نہیں :-

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ یشھد بذالک مجموع فتاواہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" الذی الفہ فی مکۃ

---

[1] ایضاً، ص ۱۲۲ - ۱۲۳

Marfat.com

سنة ثلاث وعشرين وثلاث مائة والف.[1]

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراھم" جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

کفل الفقیہ کی طباعت ثانی کے وقت فاضل بریلوی نے مزید اضافے فرمائے جس کی صراحت طباعت دوم کے آخر میں اس طرح فرمائی ہے:-

اب کہ کفل الفقیہ دوبارہ مع ترجمہ چھپا، مولوی گنگوہی صاحب کا فتویٰ نظر پڑا، اس کی طرف توجہ کی اور ساتھ ہی چاہا کہ فتویٰ مولوی لکھنوی صاحب پہ بھی مستقل نظر پڑ جائے۔ خیال تھا کہ مباحث تو رسالے ہی میں تمام ہو چکے ہیں غایت درجہ چھ ورق بس ہوں گے مگر فیض تقدیر سے افاضۂ مضامین کی لگاتار بارش ہوئی اور قلم روکتے روکتے چھ ورق کی جگہ تین جز کا رسالہ ہو گیا۔[2]

آخر میں ہم علامہ بدر الدین احمد رضوی کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت سے بعض اقتباسات کی تلخیص پیش کرتے ہیں۔ ان میں بعض امور وہ ہیں جن کا بیان اوپر کیا جا چکا ہے اور بعض ان کے ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں:-

(۱) قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں جو آپ کی عزت و تکریم ہوئی اس کو سن سن کر اہل مدینہ کا

---

[1] عبدالحی لکھنوی: نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر (الجزء الثامن)، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء، ص ۴۱

[2] احمد رضا خاں: کفل الفقیہ، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶۷

اشتیاقِ ملاقات اور شوقِ دیدار بڑھتا گیا چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے دولت کدے پر علماء و صلحاء اور عوام الناس کا ملاقات کے لئے تانتا لگا رہتا تھا۔ مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں مگر اہل مدینہ کی جو عقیدت و محبت اور اعزاز و اکرام فاضل بریلوی کے ساتھ دیکھا اس سے قبل کسی کے ساتھ نہ دیکھا۔ مدینہ منورہ میں یوں تو تمام علماء کو محبت تھی مگر یہ علمائے کرام خاص طور پر محبت فرماتے تھے۔ مولانا سید عباس رضوان، مولینا مامون بری، مولینا سید احمد جزائری، شیخ ابراہیم خربوتی، مولینا عثمان عبد السلام (سابق مفتی حنفیہ مدینہ منورہ)، مولینا تاج الدین الیاس (مفتی حنفیہ مدینہ منورہ)[1] وغیرہ وغیرہ

(۲) مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی فاضل بریلوی سے علمائے کرام نے سندیں اور اجازتیں لیں اور یہ سلسلہ مدینہ منورہ سے روانگی تک جاری رہا۔ ان اجازات اور سندات کا حال حضرت مولینا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے الاجازات المتینہ میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے[2]

(۳) دولت مکیہ اور خلاصہ المعتمد المستند پر تقاریظ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا بلکہ مفتی شافعیہ مولینا سید احمد برزنجی نے تو خلاصہ مذکور کی تائید میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس سلسلے میں مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے سعی بلیغ فرمائی، علمائے حرمین نے رسائل مذکورہ کی نقول حاصل کیں۔ ایک نقل مولوی کریم اللہ ممدوح نے بھی محفوظ کر لی اور اس دیارِ مقدس کی زیارت کے لئے آنے والے علمائے مصر و شام اور بغداد وغیرہ کی تقاریظ حاصل کر کے فاضل بریلوی کو بذریعہ ڈاک بریلی بھیجتے رہے[3]

---

[1] بدر الدین احمد، سوانح اعلیٰحضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۲۹۱ - ۲۹۲
[2] ایضاً، ص ۲۹۳   [3] ایضاً، ص ۲۹۴

Marfat.com

(۴) فاضل بریلوی علم جفر میں کمال رکھتے تھے۔ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں اس فن کے کچھ اسباق شاہ ابوالحسین نوری مارہروی سے لیے تھے۔ پھر ذاتی مطالعہ سے کمال پیدا کیا اور ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی:۔

سفر السفر عن الجفر بالجفر

قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں آپ نے چاہا کہ کسی ماہر فن سے کچھ سیکھیں مگر کوئی اس فن کا ماہر نہ ملا بلکہ علمائے مکہ نے خود آپ سے استفادہ کیا حتیٰ کہ مولانا عبدالقادر مدنی کے صاحبزادے مولوی سید حسین مدنی اس فن کی تحصیل کے لئے بریلی آئے اور چودہ ماہ قیام فرمایا اور علم اوفاق اور علم تکسیر کی تحصیل کی۔ موصوف ہی کیلئے فاضل بریلوی نے اس فن میں یہ رسالہ تحریر فرمایا:۔

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر[۱]

جو کچھ اوپر بیان کیا گیا یہ تو فاضل بریلوی کے عہد کی باتیں ہیں، عہد جدید میں بھی اس قدر و منزلت میں کمی نہیں جو عہد قدیم میں حاصل ہو چکی تھی۔ اس سلسلے میں علامہ بدرالدین رضوی کی تالیف سے تلخیصات پیش کی جاتی ہیں:۔

(۵) ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں مولانا غلام مصطفےٰ صاحب مدرس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم گھوڑامارا، راجشاہی (مشرقی پاکستان) زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ موصوف نے اس سفر مبارک کے حالات و واقعات کو ایک سفرنامے کی صورت ۱۹۶۰ء میں شائع کیا۔ اس میں لکھا ہے کہ مولانا مفتی سعداللہ مکی فرماتے تھے کہ بلادِ عرب میں عموماً اور حرمین طیبین میں خصوصاً علمائے کرام جس قدر فاضل بریلوی سے

---

[۱] ایضاً، ص ۔ ۲۸۶ ، نیز ملاحظہ فرمائیں الملفوظ، حصہ دوم، ص ۔ ۳۸

نوٹ:۔ اور مولانا عبدالغفار بخاری علم جفر سیکھنے کے لئے غالباً روس سے تشریف لائے تھے (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۳۹)

Marfat.com

واقف ہیں خود ہندوستان کے لوگ نہیں چنانچہ آپ نے بطور آزمائش مولانا غلام مصطفیٰ مذکور کو ان کے رفقاء کے ساتھ مولینا سید محمد علوی مالکی کی خدمت میں بھیجا جو اسوقت مکہ معظمہ میں قاضی القضاۃ تھے موصوف کے والد فاضل بریلوی کے ہم عصر تھے، یہ حضرات انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولوی غلام مصطفیٰ نے اپنا اور رفقا، کا تعارف کرایا: ——— نحن تلامیذ تلامیذ اعلیٰ

حضرة مولینا احمد رضاخان الفاضل البریلوی رحمة الله علیه [۱]

اتنا سننا تھا کہ مولینا سید محمد علوی سر قد کھڑے ہوگئے اور ایک ایک سے معانقہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا:۔

نحن نعرفه بتصنیفاته وتالیفاته حبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة [۲]

(ترجمہ) ہم ان کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی نشانی ہے اور ان سے عداوت، بدعتی کی پہچان ہے۔

(۶) مولینا غلام مصطفیٰ ممدوح نے ایک اور بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری کا ذکر کیا ہے جو فاضل بریلوی کے معاصرین میں تھے، بڑی شان وشوکت سے رہتے تھے لیکن بایں ہمہ شکوہ جب یہ حضرات ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو کھڑے ہو کر سب سے معانقہ فرمایا، حرم شریف میں دوبارہ ملاقات ہوئی تو وہاں بھی اسی طرح نوازا اور علمائے ممالک اسلامیہ سے تعارف کرایا [۳]

(۷) مولینا غلام مصطفیٰ موصوف نے ایک اور بزرگ مولینا عبدالرحمٰن درویش کا ذکر کیا ہے جن کا سن شریف تقریباً اسّی سال کا ہوگا، فاضل بریلوی کے قیام حجاز کے زمانے میں موصوف جوان العمر ہونگے، انکی عقیدت کا حال اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ فاضل بریلوی کے تبرکات کو دل وجان سے لگا کر رکھ چھوڑا ہے، موصوف فرماتے تھے:

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے، اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا [۴]

---

[۱] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں معمولات الابرار بمعانی الآثار، لکھنو، ۱۳۸۴ھ، ص۔ ۲۰۰ مستود (مؤلفہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شاگرد مولانا امجد علی علیہ الرحمہ)

[۲] ایضاً، ص ۲۹۸ [۳] ایضاً، ص ۳۰۰ [۴] ایضاً، ص ۳۰۲

Marfat.com

استدراک

Marfat.com

Marfat.com

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے مخالف کی عزت و شہرت ایک آن پسند نہیں کرتا، اس کی کوشش یہی رہتی ہے کہ مخالف کی عزت و ناموس کو جس طرح بھی ممکن ہو خاک میں ملا دیا جائے فاضل بریلوی کو بھی ایسے مخالفین[1] سے سابقہ پڑا جنہوں نے فاضل بریلوی کے ان فضائل و مناقب کے اثرات کو زائل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جو قارئین کرام پچھلے صفحات پر مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا حسین احمد مدنی کی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب"[2] قابل ذکر ہے۔

اس تالیف کے دو مقصد معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں علمائے عرب نے جو کچھ کہا ہے اسکی تغلیط کی جائے اور اسکی اشاعت سے اہل پاک و ہند پر جو اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو زائل کیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے علما کے ایک طبقے پر جو سخت گرفتیں کی ہیں اور ان کی تحریرات کی سیّئت کو ظاہر فرمایا ہے، اسکی تاویلات پیش کی جائیں اور اپنے عقائد کا اس طرح بیان کیا جائے جو فاضل بریلوی کے بیان کردہ عقائد علما اہل سنت و جماعت سے متصادم نظر نہ آئیں اور اس طرح قارئین کرام پر یہ واضح ہو جائے کہ فاضل بریلوی نے ان علما کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ سراسر بہتان ہے اور یہ کہ

---

[1] یہ مخالفین، فاضل بریلوی کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے ؎
کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں

[2] اس کتاب کے نام ہی سے عناد کی بو آرہی ہے۔ اس عنوان کے معنی ہیں:
"جھوٹے چور کے لئے شہاب ثاقب"
شہاب ثاقب وہ ٹوٹنے والے تارے ہیں جو رجم شیاطین کے لئے مخصوص ہیں اور جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے،

Marfat.com

علمائے عرب نے جو کچھ لکھا ہے محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا ہے ۔

فاضل مصنف مذکورہ بالا کتاب میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوشہ چیں اور انہیں کے دامن عاطفت کا منتشبث ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بارگاہ کی خاک روبی اور ان کی جوتیوں کی سیدھی کرنے کی خدمت سے مالامال رہا ہے [۱]

اس تصریح کے بعد فاضل بریلوی کی مخالفت میں فاضل مصنف کے بیان قدرے مشکوک ہو جاتے ہیں، عقیدت و محبت کا جب یہ عالم ہو تو پھر حقائق کو غیر متعصب نگاہ سے دیکھنا بہت مشکل ہے اور مخالف کی تنقیدات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل ۔

اس سے پہلے کہ صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا تجزیہ کیا جائے، مناسب معلوم معلوم ہوتا ہے کہ سفر حرمین شریفین کے متعلق خود فاضل بریلوی کے بیان کا خلاصہ پیش کر دیا جائے ۔ جو الملفوظ، حصہ دوم (مطبوعہ لاہور) کے تقریباً پچاس صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔

خلاصۂ بیان فاضل بریلوی

پہلی بار (۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) والدین کے ہمراہ حاضری ہوئی، اس وقت میری عمر کا ۲۳ واں سال تھا، دوسری بار اتفاقیہ جانا ہو گیا، برادر خورد ننھے میاں اور حامد رضا خاں مع متعلقین روانہ ہو گئے، چند روز بعد دیار حبیب کی لگن نے مجھے بھی کھینچ لیا۔ مناسک حج سے فراغت کے بعد کتب خانۂ حرم کی حاضری کا شغل رہا۔ یہاں حافظ کتب حرم مولانا سید اسمٰعیل خلیل سے ملاقات ہوئی جو فقیر سے غائبانہ اور والہانہ محبت فرماتے تھے۔ ۱۳۱۶ھ میں میرا فتویٰ فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین علماء حرمین کی تصدیقات کے لئے پیش ہوا تھا سید موصوف نے بھی مطالعہ فرمایا تھا اور یہی غائبانہ محبت کا حقیقی سبب تھا ۔

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند ص ۔ ۲۱

Marfat.com

مکہ معظمہ میں یہ بات سننے میں آئی کہ مولوی خلیل احمد اور بعض دیگر حضرات بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے شریف مکہ تک رسائی پیدا کر کے مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق چند سوالات مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ چناں چہ میں مولوی عبدالاحد (ابن مولوی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ) کے ساتھ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ علم غیب پر دو گھنٹے تقریر کی، شیخ موصوف خاموش سنتے رہے، تقریر ختم کی تو وہ اٹھے اور الماری سے نکال کر ایک پرچہ عنایت فرمایا جس میں مولوی سلامت اللہ رام پوری کی اعلام الاذکیا کے[1] بارے میں ایک استفسار کیا گیا تھا۔ شیخ موصوف نے اس کا جواب لکھنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ پرچہ لے کر میں واپس چلا آیا۔ اسکے بعدہ ۲ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو کتب خانہ حرم میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اس مرتبہ شیخ کمال صالح نے علم غیب کے متعلق پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء عنایت فرمایا اور فرمایا کہ وہابیہ نے شریف علی پاشا (شریف مکہ) کی وساطت سے آپ سے جواب طلب کیا ہے، بہرکیف میں نے جواب لکھنا شروع کیا اور حامد رضا خاں تبییض کا کام کرتے رہے، اسی دوران عالم جلیل مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے جواب کے چند اوراق سماعت فرمائے اور فرمایا کہ اس میں علم خمس کی بحث بھی داخل کر لو، قبول کیا اور واپس چلا آیا، واپسی میں ادباً ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت شیخ نے اس بزرگی کے باوجود کہ عمر شریف ۹۰ برس سے متجاوز ہو گئی تھی اس احقر سے فرمایا:۔

انا اقبل ارجلکم، انا اقبل نعالکم

(ترجمہ) میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہاری جوتیوں کو بوسہ دوں۔

---

[1] اس کتاب کی جس عبارت کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا۔ پہلے باب میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مسعود

Marfat.com

بہرکیف رسالہ مکمل کیا اس کا تاریخی نام الدولة المکیہ بالمادة الغیبتیہ (۱۳۲۳ھ) رکھا اور حضرت شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شیخ موصوف نے شریف علی پاشا کو دربار میں پیش کر دیا، حکم ہوا کہ پڑھا جائے چنانچہ شیخ موصوف نے پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت دربار میں دو وہابی موجود تھے ایک احمد فقیہ اور دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی، یہ دونوں بیچ میں لقمے دیتے مگر شریف مکہ کی تہدید پر خاموش ہو گئے اور نصف شب تک نصف رسالہ بر سر دربار پڑھا گیا۔ شریف مکہ بیحد متاثر ہوئے اور اس نے بیساختہ کہا:۔

الله یعطی وھؤلاء یمنعون

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ انکار کرتے ہیں۔

بہرکیف دربار برخواست ہوا اور وہابیہ کو یقین ہو گیا کہ یہاں ان کی کچھ پیش نہ چلے گی چنانچہ انہوں نے گورنر مکہ احمد راتب پاشا سے رجوع کیا اور یہ سمجھا کہ شاید ذی علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی بات سن لے گا۔ شکایت یہ کی گئی کہ ہندوستان سے ایک عالم آیا ہوا ہے اس نے اہل مکہ کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں چنانچہ شیخ محمد سعید بابصیل، شیخ صالح کمال اور مولانا ابوالخیر میرداد وغیرہ اسکے ہم نوا ہو گئے ہیں۔ راتب پاشا نے جب ان معمر اور جلیل القدر علماء کے نام سنے تو کہا:۔ اذاکان ھؤلا معه فھو یفسد ام یصلح؟

(ترجمہ) جب یہ حضرات اس کے ہم نوا ہیں تو وہ مفسد ہے یا مصلح؟

——— یہ جواب سن کر مخالفین خاموش ہو گئے [1]

شیخ صالح کمال کو مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے عقائد کا علم تھا چنانچہ انہوں نے پہلے ہی

---

[1] مصطفیٰ رضا خاں : الملفوظ (۱۳۳۸ھ) حصہ دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲ - ۱۲

Marfat.com

شریف مکہ کے گوش گزار کر دیئے تھے، مولوی خلیل احمد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صفائی پیش کرنے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات شیخ صالح کمال کے مندرجہ ذیل مکتوب (محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ) سے معلوم ہوتی ہیں جو موصوف نے سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب حرم محترم کو تحریر فرمایا تھا[1]

مکتوب شیخ صالح کمال، قاضی مکّہ معظّمہ و مفتی حنفیہ

بنام

سیّد اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم محترم

(محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

صاحب الفضیلۃ والاخلاق والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السیّد اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب

چند روز ہوئے خلیل احمد نامی ایک ہندوستانی مکہ کے چند مجاورین علماء ہند کے ساتھ میرے پاس آیا تھا، اسکو کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں اس لئے مجھے منانے آیا تھا، اس نے مجھ سے کہا" سیدی! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں"۔ ——— (شاید اسکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ اس نے براھین قاطعہ میں لکھا ہے وہ سب کچھ میں نے شریف کے گوش گزار کر دیا ہے، اسی وجہ سے وہ میرے پاس آیا تھا) (بہرکیف) میں نے اس سے کہا کہ" شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے"۔ کہنے لگا،" ہاں"، میں نے کہا کہ" تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے براہین قاطعہ میں ایسی نازیبا اور ناجائز باتیں

---

[1] اس مکتوب کا عربی متن الملفوظ، حصہ دوم کے صفحہ ۱۸ تا ۲۱ ملاحظہ کریں۔

نوٹ: ہم نے محض تاریخی نقطۂ نظر سے واقعات و حقائق کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ مکتوب شامل مقالہ کیا ہے، کہ عالم کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں۔ مسعود

Marfat.com

لکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے' میں تجھ سے کیوں نہ ناراض ہوں؟ میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں' یہ تمام باتیں براہین قاطعہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں' پھر کیوں عذر و انکار کرتا ہے؟" ——— کہنے لگا، "سیدی! بیشک وہ کتاب میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اس سے توبہ کرتا ہوں اور (اس کے علاوہ جو باتیں مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں ان سے رجوع کرتا ہوں۔"

میں نے کہا "بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ براہین قاطعہ میرے پاس موجود ہے' ابھی نکالتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حضور کیسی جرأت سے کام لیا ہے"۔ اس پر وہ عذر و خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اگر یہ باتیں براہین قاطعہ میں بتائی جاتی ہیں تو مجھ پر افترا ہیں میں تو موحّد مسلمان ہوں، یہ بات نہ میں نے کہی اور نہ کوئی اور مذہب اہلسنت کے خلاف بات کہی ہے" ——— یہ بات سن کر پھر مجھے تعجب ہوا کہ جو باتیں براھین قاطعہ میں چھپ کر تیار ہو چکی ہیں اس سے کیسے انکار کرتا ہے بہر کیف مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص تقیہ کر رہا ہے جب کہ روافض تقیہ واجب سمجھتے ہیں' میں نے چاہا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤں جو براہین قاطعہ کی زبان سمجھتا ہو تاکہ کلمات کفریہ پر اس سے اقرار کراؤں اور پھر توبہ لوں لیکن جس روز وہ میرے پاس آیا تھا اس کے دوسرے روز جدّہ چلا گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام واقعات سے آپ کو آگاہ کر دوں، خدا آپ کو سلامت رکھے۔[۱]

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ　　　　محمد صالح کمال

---

[۱] الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۸ - ۲۱

Marfat.com

مندرجہ بالا حالات و واقعات زمانۂ قیام مکہ معظمہ سے متعلق تھے۔ فاضل بریلوی تقریباً ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کے اواخر میں مکہ معظمہ پہنچے اور یہاں ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک تقریباً تین ماہ قیام کیا پھر تاریخ مذکور کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور وہاں ۳۱ روز حاضری نصیب ہوئی۔ اس طرح حرمین شریفین میں مجموعی طور پر چار ماہ قیام رہا ——— قیام مدینہ منورہ کے حالات بھی فاضل بریلوی نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ یہاں ان کے بیان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :۔

۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو مدینہ منورہ روانہ ہوا، ۳۱ روز حاضری نصیب رہی یہاں بھی مکہ معظمہ کی طرح صبح سے شام تک علما اور عام لوگوں کا ہجوم رہتا۔ یہاں اہل علم نے رسالہ الدولۃ المکیہ کی نقلیں لیں اور حسام الحرمین پر تقاریظ تحریر فرمائیں، اسکے بعد الدولۃ المکیہ کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا مفتی شافعیہ (سید احمد برزنجی) جو نابینا ہو گئے تھے، ان سے تقریظ لکھنے کیلئے عرض کیا گیا۔ چونکہ ان کیلئے مطالعہ ناممکن تھا اس لئے یہ طے پایا کہ مفتی صاحب کے داماد سید عبداللہ کے ہاں مجلس ہو چنانچہ بعد نماز عشاء مجلس ہوئی اور میں نے رسالہ پڑھنا شروع کیا بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک وارد ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت نہایت جرأت کے ساتھ مسکت جوابات دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کی وجہ سے ناگوار گزرے، بارہ بجے رات کو مجلس برخواست ہوئی اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا ورنہ اگر اسوقت معلوم ہو جاتا تو معذرت کر لیتا (اس تلخی کے بعد ایک ... واقعہ رونما ہوا) مفتی صاحب کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی جو مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں الجھنے لگے، حامد رضا خاں نے ان کو جواب دیئے جن کا جواب وہ نہ دے سکے، وہ بھی سینے میں غبار لے کر اٹھے، مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔[1]

---

[1] الملفوظ، حصہ دوم ص ۴۵-۴۷

Marfat.com

فاضل بریلوی کے مدینہ منورہ جانے سے پہلے ہی وہاں مخالفین نے اپنی کارگزاری شروع کردی تھی جس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جو فاضل بریلوی نے نقل کیا ہے:۔

مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے ہاں کچھ دخیل تھے، ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگایا کرتے تھے۔ فقیر سے للّٰہی بغض رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے فقیر کے متعلق یہاں تک کہا کہ "وہاں تو اس نے اپنا سکہ جمایا، آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرا دوں گا"۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دھوکہ دہی کے الزام میں میرے مدینہ طیبہ جانے سے قبل ہی گرفتار ہوئے اور جیل خانے بھیج دیئے گئے جب فقیر وہاں پہنچا تو رہا ہو کر آ چکے تھے، خلوت میں ملنے آئے اور معذرت چاہی، میرے دل میں بحمدہٖ تعالیٰ کچھ غبار بھی نہ تھا۔[1]

یہی نہیں بلکہ مخالفین نے ہندوستان آکر غلط قسم کی خبریں پھیلا دیں کہ فاضل بریلوی گرفتار کرلئے گئے وغیرہ وغیرہ، چنانچہ ہندوستان سے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے مکہ معظمہ خطوط بھیجے گئے جس کا فاضل بریلوی نے اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

وہابیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ مجھے مکہ میں قید کر لیا گیا ہے، چنانچہ ہندوستان سے مختلف لوگوں نے حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے مولانا عبد الحق مہاجر مکی کو خطوط لکھے، مولانائے موصوف نے جو حالات لکھے، سن کر سنی حضرات خوش ہو گئے لیکن وہابیوں کی افترا پردازی نے بعض سنیوں کو میرا مخالف کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھ پر یہ بہتان لگایا کہ میں حضرت مجدد کو کافر کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ مشہور کر دیا کہ میں قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہوں غرض اس قسم کی افترا پردازیوں کی وجہ سے حج سے واپسی سے قبل

---

[1] الملفوظ ص ۵۱

Marfat.com

بہت سے سنی مجھ سے برگشتہ ہو گئے تھے لیکن جب حقائق کا علم ہوا تو دل صاف ہو گئے۔[1]

یہ تو تھے وہ حالات و واقعات جو سفر حرمین شریفین اور پھر ہندوستان آنے کے بعد فاضل بریلوی کو پیش آئے —— اب ہم صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا بے لاگ تجزیہ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ قارئین کرام فاضل بریلوی کے مندرجہ بالا بیانات اور اس تجزیے کی روشنی میں کسی معقول نتیجے تک پہنچ سکیں گے۔

اب ہم یہ دکھائیں گے کہ صاحب شہاب ثاقب نے فاضل بریلوی کے قیام حرمین شریفین کو کس انداز سے پیش کیا ہے۔ کہیں کہیں تو اردو کے مشہور نثر نگار میر امن دہلوی کی باغ و بہار کا گمان ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی کی مکہ معظمہ میں آمد کا اس طرح ذکر کیا ہے جیسے قصۂ چہار درویش میں کوئی درویش اپنی آپ بیتی سنا رہا ہو۔ فرماتے ہیں :-

صاحبو! جب کہ مجدد بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے، اس کے تھوڑے عرصے کے بعد ایک مختصر طویل جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی رام پوری سلمہ

---

[1] ایضاً، ص ۔ ۵۱ ۔ ۵۲

نوٹ :- مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی ایک کا قول ایک دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا تا آنکہ معقول شہادتیں میسر نہ آجائیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے بیانات کو بطور حجت تسلیم نہ کریں لیکن جب علماء عرب کی تقاریظ اور خطوط سے ان بیانات کی تصدیق ہوتی ہو (جن کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے)، تو پھر تسلیم نہ کرنا معقول بات نہیں۔ ویسے فاضل بریلوی نے خود اس بات کو محسوس کیا ہے کہ یہ باتیں کسی دوسرے کی زبانی بیان کی جاتیں تو زیادہ مناسب تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا۔ ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آجاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات، روزانہ تاریخ وار قلم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بیشمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی، ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا۔ جو یاد آیا بیان کیا، نیت کو عزوجل جانتا ہے۔ قال تبارک وتعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر۔" (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۔ ۵۲)

Marfat.com

کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا کہ شریف صاحب (شریف مکہ والیٔ حجاز) کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور مہریں تھیں کہ فلاں بن فلاں، فلاں شہر کا رہنے والا، وہاں حاضر ہوتا ہے[1]، یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے، مسلمانوں کی عموماً اور علماء کرام اور فضلاء عظام کی خصوصاً تضلیل و تفسیق کرتا ہے، اپنی شہرت اور خیالات فاسدہ کی وجہ سے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سبّ وشتم میں رسالے لکھ ڈالے، عقائد فاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے ——— غرض اسی قسم کے مضمون تھے اور کچھ عقائد بھی اس کے اس میں درج تھے اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اس کی تنبیہ کریں اور قرار واقعی سزا دیں[1]

مندرجہ بالا تحریر سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف اس گروہ معاندین سے قریبی تعلق رکھتے تھے[2] جب ہی تو ان کو محضر نامے کی ایک ایک بات کا علم ہے اور یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ محضر نامہ عوام کی طرف سے نہ تھا بلکہ علماء کی طرف سے تھا ورنہ بیچارے عوام کے پاس مہریں کہاں جو محضر نامے پر لگاتے۔ غالباً فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے ساتھ ساتھ مخالفین نے اس محضر نامہ کی تیاری شروع کر دی ہو گی اور عین اس وقت جب کہ زیارت حرمین شریفین کے لئے مکۂ معظمہ میں حاضر ہوئے۔ اس محضر نامہ کو پیش کر کے فاضل بریلوی کے خلاف ایک نئے فتنے کا آغاز کیا گیا۔

صاحب شہاب ثاقب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

عبدالقادر شیبی یہ محضر نامے کو شریف مکہ (والی حجاز) کے دربار میں پہنچے وہ سن کر نہایت غضب ناک ہوا۔ قید کر دینے کا ارادہ کیا لیکن شیخ محمد اور

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب المسترق کاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ۔ ۲۳، ۲۴

[2] اس امر کی شہادت اس سے بھی ملتی ہے کہ انہوں نے (بقول خود) فاضل بریلوی کو مناظرے کی دعوت دی تھی۔ (ص ۔ ۳۳) اللہ اللہ ! حرمین شریفین میں، یہ جرأت و ہمت۔

Marfat.com

مولوی منور علی کے اصرار پر اس سے باز رہے لیکن شریف کے ایما پر عقائد کے بارے میں تین سوالات کئے گئے جو علم غیب کے بارے میں تھے، شریف مکہ نے شرط یہ لگادی کہ جب تک جواب نہ دوگے جانے نہ دیا جائے گا۔[۱]

ایک طرف تو صاحب شہاب ثاقب یہ فرماتے ہیں کہ محضر نامہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ فاضل بریلوی کو قرار واقعی سزا دی جائے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب شریف مکہ اس امر پر آمادہ ہوتا ہے تو مولوی منور علی وغیرہ آڑے آتے ہیں گویا ازراہِ کرم یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب کے متعلق جو محققانہ جواب دولت مکیہ کے عنوان سے تحریر فرمایا (جس کا پچھلے اوراق میں تعارف کرایا جا چکا ہے) اس کا صاحب شہاب ثاقب نے ضمناً ذکر فرمایا ہے اور مذکورہ تمام دلائل و براہین سے قطع نظر قارئین کرام کے سامنے حقائق کو صحیح صورت میں پیش نہیں کیا اور آخر میں لکھا ہے کہ رسالے سے اراکین مجلس کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ بات بناتا ہے چنانچہ :-

"جلد نکل جانے کا فرمان شاہی نافذ ہوا"[۲]

لیکن واقعات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ایک دو دن نہیں بلکہ اس فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ قیام فرمایا، یا تو یہ بات جعلی ہے یا پھر فاضل بریلوی کے عشق محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت ہے کہ فرمان شاہی کی تاثیر کو ختم کر کے رکھ دیا۔

صاحب شہاب ثاقب کچھ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

مجدد صاحب پر جب پے در پے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے ہاں لکھ بھیجا کہ افسوس مجھ پر اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت والجماعت سے ہوں، ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے

---

[۱] ایضاً، ص ۲۴ [۲] ایضاً، ص ۲۶

Marfat.com

اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ چناں چہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی[1]

مندرجہ بالا اقتباس میں صاحب شہاب ثاقب جس "ایک شخص" کا ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد (بقول خود) صاحب براہین قاطعہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی ہیں، فاضل بریلوی نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے ان کی تحاریر کی طرف متوجہ کیا جو اس وقت مکہ معظمہ میں موجود تھے، صاحب شہاب ثاقب نے یہ باور کرانے کی سعی فرمائی ہے کہ جب صاحب براھین قاطعہ سے ان تحریرات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے انکار فرما کر معترضین کو مطمئن کر دیا ——

الغرض صاحب شہاب ثاقب نے مختلف واقعات و شواہد سے قارئین کرام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی کی حرمین شریفین میں کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی انہوں نے اپنے بیانات سے غیر شعوری طور پر یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ فاضل بریلوی کے پیچھے لگے رہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

> میں نے مدینہ منورہ میں سے ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں مجدد التضلیل پر پیش آئی ہیں ان کو اچھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کروں[2]

لیکن ایسا کرنے سے اس لئے باز رہے ہیں کہ :۔

> مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی اور مولانا منور علی صاحب محدث رام پوری اپنے اپنے ملنے والوں کو مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا[3]

یہ ہی مولوی محمد معصوم حلوم تھے یہاں جن کی خدمت میں محضر نامہ پیش کیا گیا تھا اور جن کے متعلق صاحب شہاب ثاقب نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا تھا۔

---

[1] ایضاً، ص ۲۷ [2] ایضاً، ص ۲۲ [3] ایضاً، ص ۲۲

Marfat.com

علماء حرمین شریفین نے فاضل بریلوی کے مخالفین و معاندین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیانات تاریخی حیثیت سے قابل توجہ ہیں۔ چنانچہ شیخ احمد جزائری اپنی تقریظ میں اس طرف یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

الا ان بمکۃ بلد اللہ الامین' طائفۃ منھم شیاطین فلیحذر العوام من مخالطتھم بالکلیۃ' فانھا واللہ اشد من مخالطۃ المجذوم فی الاذیۃ' ومنھم ایضًا عندنا بالمدینۃ النبویۃ شرذمۃ قلیلۃ مستترۃ بالتقیۃ ' فان لم یتوبوا فعن قریب تنفیھم المدینۃ عن مجاورتھا' لما ھو ثابت فی الحدیث الصحیح من خاصیتھا [1]

(ترجمہ) سن لو! اللہ تعالیٰ کے اس امان والے شہر میں ان شیطانوں کا ایک طائفہ ہے عوام پر لازم ہے کہ ان کے میل جول سے قطعاً اجتناب کریں۔ خدا کی قسم! ان کا میل جول جذامی کے میل جول سے سخت ضرر رساں ہے۔ ان شیاطین میں سے ہمارے مدینہ منورہ میں بھی چند گنتی کے ہیں۔ تقیہ کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ منورہ ان کو اپنی مجاورت سے نکال باہر کریگا کہ اس کی یہی خاصیت ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے تحریر فرمایا تھا کہ فاضل بریلوی سے علم غیب کے بارے میں چند سوالات کئے گئے تو انہوں نے رسالہ دولت مکیہ تصنیف کیا مگر مجلس شاہی میں یہ رسالہ مردود ٹھہرا اور اسکی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی۔ یہ بیان مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال خطیب و امام مسجد حرام، مکہ معظمہ کے بیان سے بالکل متضاد ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے اول الذکر بیان اس لئے فوقیت نہیں رکھتا کہ وہ عداوت کی پیداوار ہے مگر ثانی الذکر بیان ایک ایسے عرب عالم کا ہے جو فاضل بریلوی سے نہ سابقہ تعارف رکھتا ہے اور نہ عقیدت' اس لئے واقعات کو زیادہ

---

[1] حسام الحرمین، ص ۲۰۹

Marfat.com

صداقت شعاری کے ساتھ پیش کرتا ہے، علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں:۔

افلا یرتدعون بما حصل لھم من الخزی والنکال ایام تالیف ھٰذہ الرسالۃ بمکۃ المشرفۃ حین ولوا مدبرین [1]

(ترجمہ) کیا اس پر باز نہیں آتے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

علمائے مکہ مکرمہ کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت مکیہ کے براہین قاطعہ نے مخالفین کو زچ کر دیا تو انہوں نے فاضل بریلوی کو بدنام کرنے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند تعالیٰ کو باعتبار درجہ و مرتبہ مساوی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیہ مسجد حرام شیخ محمد صالح بن محمد بافضل تحریر فرماتے ہیں:۔

فجزی اللہ مؤلفھا عن المسلمین خیرا فانہ قلد اجیادھم قلائد النعم و نصر الدین بما احکمہ من محکم ھذا التالیف الذی علی تزییف مقالۃ الخصم احکم والزم حیث ادعی انہ ادعی المساواۃ بین علم اللہ و علم رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی رسالتہ ھٰذہ، کلا وحاشا ثم کلا وحاشا ۱ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون ولکن عند ما اشتھرت فضیحۃ الخصم بھذہ العجالۃ بین ارباب العقول وتنکست عزمتہ بھٰذا السیف المسلول فما وسعہ الا ان یقابلہ بدعوی المساواۃ التی

---

[1] الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۲۸

Marfat.com

زادنہ فضیحۃ علی فضیحۃ عاملہ اللہ بما یستحق لہ[1]

(ترجمہ) اس کے (دولت مکیہ) مصنف کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نے اس محکم تالیف کو اور محکم کر کے مسلمانوں کی گردنوں میں نعمتوں کے گلو بند باندھے اور دین کی مدد کی اور مخالف کی بات کھوٹی کر کے رکھدی ——

—— وہ مخالف جس نے دعویٰ کیا تھا کہ مصنف نے اس رسالے (دولت مکیہ) میں علم الٰہی کو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا درجہ دیا ہے۔ حاشا وکلا مصنف نے ہرگز ہرگز ایسا نہیں کیا۔ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ نور الٰہی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ تو اپنا نور پورا کر کے ہی رہے گا، مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ مخالف سے وہ معاملہ کرے جس کا وہ مستحق ہے!

مکہ معظمہ میں جو کچھ گزرا اس کا حال معلوم ہوا۔ اب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیئے۔ ہم پہلے صاحب شہاب ثاقب کا بیان نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:۔

اب کچھ حال مدینہ منورہ کا سنیئے چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا —— یہاں بھی وہی طریقہ فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از حد برتا۔ نہایت اخفار کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابحاث غریبہ ہیں جن میں علماء حرمین کو کبھی نظر و فکر کی نوبت نہ آئی تھی اور انہوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے۔ ان کا مذاکرہ مجلس میں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں کو کچھ خیال علمیت کا ان کی طرف اولاً ہو گیا ادھر صاحبزادے صاحب نے مشہور کر دیا کہ ابا جان شہر علم ہیں، امام اور فاضل اجل ہیں کہیں جلد و مکعب

---

[1] ایضاً، ص ۷۴

Marfat.com

کا ذکر کیا، کہیں العلم المطلق اور مطلق العلم کا مسئلہ چھیڑا، کہیں نوٹ پر گفتگو کی، کہیں بعض ابحاث فرعیہ پر بحث چھیڑ دی، کہیں نئی تسوّر رسالوں کا مذاکرہ کیا اور کہیں مناظرات عجیبہ و دراسکات خصوم کا انتخاظاہر کیا، لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ صاحب زادے صاحب جو شہر علم کا امام بنا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے[1]

علمائے مدینہ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مکہ معظمہ میں مخالفین کی پیش نہ چلی تو انہوں نے مدینہ منورہ میں بھی پہلے یہ مشہور کر دیا کہ فاضل بریلوی نے علم الٰہی اور علم رسول اللہ علیہ السلام کو مساوی درجہ دیا ہے۔ چنانچہ مدرس مسجد نبوی شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی تحریر فرماتے ہیں :-

بلغنی ان بعض الوهابية الكفرة الطغام دلس على بعض علماء المدينة المنورة بان حضرت الاستاذ المومیٰ اليه ساوىٰ بين علم الله وعلم نبينا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فی رسالته الغراء المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية ـــ مع ان هذه كلها افتراء[2]

(ترجمہ) مجھے یہ اطلاع ملی کہ بعض ذلیل و کافر وہابیوں نے بعض علماء مدینہ منورہ کو دھوکا دیا ہے کہ حضرت استاذ مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) اپنے رسالے الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی کے برابر مانتے ہیں ـــــ حالانکہ یہ سب ان پر بہتان ہے۔

مخالفین کی کوشش سے مدینہ منورہ میں جو فاضل بریلوی کی طرف سے غلط فہمی

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۳۱

[2] ایضاً، ص ۸۳

Marfat.com

پیدا ہوگئی تھی۔ اس کا ازالہ (اگر صاحب شہاب ثاقب کا یہ بیان تسلیم کیا جائے کہ مدینہ منورہ میں آخر کار فاضل بریلوی کا کوئی پرسان حال نہ رہا) ان کے متبعین اور خود ان کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا لیکن واقعات وحقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود علمائے مدینہ نے اس بہتان طرازی کا مقابلہ فرمایا۔ چنانچہ شیخ حسین موصوف (مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ) تحریر فرماتے ہیں :۔

بعض علماء مدینہ منورہ نے اس عزت والے رسالے کا ایک نسخہ طلب کیا۔ ——— تو اس کا ایک نسخہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور میں نے فاضل ادیب سید عبداللہ بن سید محمد صدقہ دحلان مکی کے اصل نسخے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس پر سابق کے دو مفتیان مدینہ منورہ کی تقریظیں موجود ہیں ایک عثمان بن عبدالسلام داغستانی دوسرے حضرت فاضل آفندی تاج الدین الیاس جو اس وقت مفتی مدینہ تھے، یہ تقریظیں ان کے ہاتھ اور انکی مہروں کے ساتھ ہیں [1]

رسالہ دولت مکیہ (یا المعتمد المستند) جس کا ابھی ذکر کیا گیا اس کے متعلق صاحب شہاب ثاقب تحریر فرماتے ہیں :۔

الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہزاروں طرح کی الیسی الیسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی ادنیٰ مسلمان متنفر اور اپنے عقل وشعور سے نکل کر کلمات سب وشتم استعمال کرنے لگے [2]

——— مجدد صاحب کا یہ افسوں بعض بھولے بھالے علماء پر چل گیا خصوصاً بدیں وجہ کہ تعظیم واکرام علماء اور سادات کا اس طرح کیا جاتا تھا کہ

---

[1] ایضاً ص ۸۵

[2] صاحب شہاب ثاقب نے دل کھول کر فاضل بریلوی پر سب وشتم کیا ہے جس کے چند نمونے ہم آگے بیان کریں گے
مسعود

Marfat.com

جن کو دیکھ کر پتھر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہوجاوے جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذی عزت و شوکت ہے چاہے جاہل کیوں نہ ہو مگر قدموں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دے [1]

اس تحریر سے ایک طرف فاضل بریلوی کی تنقیص ہو رہی ہے جو مقصود مؤلف ہے، تو دوسری طرف عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک بھی ہو رہی ہے۔ نفسیاتی تجزیہ سے کچھ یوں ہی محسوس ہوتا ہے۔ جن حضرات نے فاضل بریلوی کی سوانح کا مطالعہ کیا ہے یا جنہوں نے قریب سے دیکھ کر اپنے مشاہدات قلم بند کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم سادات کچھ حرمین کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ گھر پر بھی ان کا یہی وطیرہ تھا۔ ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی اس کو پھر مصلحت دریاکاری پر محمول کرتے۔

پھر یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ علماء حرمین کا تقاریظ لکھنا فاضل بریلوی کی افسوں طرازی ہے۔ علماء حرمین پر کس کا جادو چل سکتا ہے؟ یہ الزام سائل و مجیب دونوں پر عائد ہوتا ہے دوسری جگہ اس طرح الزام لگاتے ہیں :۔

البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آگئے انہوں نے مہر و دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی [2]

صاحب شہاب ثاقب نے علماء حرمین کی تقاریظ کی اہمیت گھٹانے اور فاضل بریلوی کو نیچا دکھانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے ہیں جو مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ ہیں :۔

(۱) علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے صاحب زادے (مولانا حامد رضا خاں) کے شاندار تعارف اور توصیفی کلمات سے متاثر ہو کر تقاریظ تحریر فرما دیں۔

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب ، ص ۲۹

[2] 〃 〃 〃 ، 〃 ، ص ۳۰

Marfat.com

(۲) بعض علماء فاضل بریلوی کے رٹے رٹائے مباحث علمیہ سے متاثر ہو گئے۔

(۳) بعض حضرات سادات کے ساتھ فاضل بریلوی کے ریاکارانہ (بقول صاحب شہاب ثاقب) عجز و انکسار سے متاثر ہو گئے۔

(۴) بعض علماء حرمین خود غرض وجاہ طلب تھے، اپنی شہرت کی خاطر تقاریظ لکھ دیں۔

(۵) بعض حضرات باوجود علمیت و فضیلت کے سادہ لوح اور نادان تھے دھوکے میں آ گئے۔

لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علماء کے سامنے جب رسالہ موجود تھا اور وہ اپنے ہوش حواس میں بھی تھے پھر بھی مباحث علمیہ سے آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دیتا جو (بقول صاحب شہاب ثاقب) صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کے لئے قابل قبول نہیں۔

جن علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے رسائل کی تصدیق فرمائی ہے اور فاضل بریلوی کے مناقب و فضائل سے نوازا ہے ان کی تعداد پچاس سے بھی متجاوز ہے اور جو علماء خاموش رہے (بقول صاحب شہاب ثاقب) ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں، اگرچہ انہوں نے لکھا ہے کہ لکھنے پر آؤں تو ایک رسالہ بن جائے مگر نہ معلوم کیا چیز مانع آئی۔ بہر کیف سوال یہ ہے کہ جب جماعت کثیرہ فاضل بریلوی کی مؤید ہے تو قلیل جماعت کی مخالفت کی بنیاد پر اس تصدیق و تائید کو کیوں رد کیا جائے؟ لیکن اس کا صاحب شہاب ثاقب نے بہت خوب جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تقاریظ لکھنے والے علماء میں تو چھوٹے موٹے سب ہی شریک ہیں لیکن جو خاموش رہے یا ایک دو جنہوں نے مخالفت کی وہ چوٹی کے ہیں۔ سبحان اللہ!

اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ علماء حرمین نے دھوکے میں آ کر فاضل بریلوی کی تائید کر دی اور خوب خوب تعریف بھی کی مگر علماء پاک و ہند کو کیا ہو گیا تھا کیا ان پر بھی جادو چل گیا تھا۔ ایک دو نہیں پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک

Marfat.com

۵۰ سے زیادہ شہروں کے تقریباً ۲۶۸ علماء نے ان مسائل علیہ میں فاضل بریلوی سے اتفاق کیا علماء حرمین جس کی تصدیق فرما چکے تھے (یہ وہ تعداد ہے جو ہمارے سامنے آچکی ہے ورنہ تائید کرنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ الصوارم الہندیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے، جس کو تفصیل کی ضرورت ہو وہ مولوی حشمت علی خاں کی کتاب الصوارم الہندیہ (۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء) (مطبوعہ مرادآباد) کی طرف رجوع کرے)

لیکن ہمارے مندرجہ بالا سوال کا جواب بھی (صاحب شہاب ثاقب کے پاس) وہی ہے جس کو علماء حرمین کے باب میں عرض کیا جا چکا ہے یعنی یہ کہ ان ۲۶۸ علماء میں بہت سے چھوٹے موٹے ہیں لیکن جنہوں نے اس پر تصدیق نہیں فرمائی وہ سب چوٹی کے تھے گویا فاضل بریلوی کے رسائل فضیلت و عدم فضیلت کی ایک کسوٹی بن گئے جو تائید کرے جاہل اور جو تردید کرے عالم اور وہ بھی چوٹی کا عالم۔ اس معیار علمی کو دیکھ کر ہم حیران ہیں — معیار' دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے بہر حال ؏

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

عوام الناس خوابوں سے بہت جلد مرعوب ہو جایا کرتے ہیں اور پھر وہ بھی ایک عرب کا خواب، صاحب شہاب ثاقب مولوی حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کی تنقیص کے لئے مندرجہ بالا حربے استعمال کرنے کے ساتھ ایک نفسیاتی حربہ بھی استعمال کیا ہے، چنانچہ ایک عرب شیخ عبدالقادر طرابلسی کا ایک عجیب و غریب خواب بیان فرماتے ہیں کہ "چند پائخانے بنے ہوئے ہیں جو لوگ اس رسالے (دولت مکیہ یا المعتقد المستند) کی تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ پائخانہ میں جاتے ہیں، چنانچہ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں' اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو تنبّہ ہوا۔"[1]

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۵

پاخانہ یقیناً غلاظت کی جگہ ہے مگر جو وہاں جاتا ہے غلیظ ہونے نہیں بلکہ غلاظت سے پاک وصاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی، خواب مبارک ہے!

صاحب شہاب ثاقب نے مدینہ منورہ کے ایک عالم علامہ سید احمد بن سید اسمٰعیل برزنجی مفتی شافعیہ کی تالیف "غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول" کا ذکر فرمایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ رسالہ فاضل بریلوی کے خیالات کے رد میں لکھا ہے حالانکہ راقم نے اس کے ضروری اور اہم اقتباسات مطالعہ کئے تو اندازہ یہ ہوا کہ ہندوستانی علما و مخالفین کے استفسار پر انہوں نے یہ رسالہ لکھا ہے جس میں یہ صراحت کی ہے کہ ہندوستان کے علما میں سے احمد رضا نامی ایک عالم تشریف لائے تھے اور انہوں نے ہم سے یہ سوالات کئے اور ہم نے ان کو یہ جوابات دیئے۔ چند جوابات فاضل بریلوی کے مسلک کے عین مطابق ہیں، گویا اس میں بعض جوابات سابقہ کی تصدیق مزید ہے نہ کہ تردید مگر صاحب شہاب ثاقب نے اس رسالے سے فاضل بریلوی کی تنقیص شان کے وہ وہ پہلو نکالے ہیں کہ عقل داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پھر اس پر جو حواشی چڑھائے ہیں، اس پر بھی بس نہیں دشنام طرازی سے دل کی بھڑاس نکالی ہے حالانکہ علامہ برزنجی کا جواب بڑا مہذب و شائستہ ہے مگر صاحب شہاب ثاقب کے تفسیری حواشی نے اس کی تہذیب و شائستگی کو خاک میں ملا کر رکھ دیا مثلاً ایک جگہ علامہ برزنجی فاضل بریلوی سے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

فیہ بطلان استدلالہ علی مدعاہ

جو استدلال انہوں نے اپنے دعویٰ کے لئے کیا ہے اس رسالے میں اس کو رد کیا گیا ہے۔

اس جملے کا ترجمہ اور تشریح صاحب شہاب ثاقب اس طرح کرتے ہیں:-

یعنی ہمارے رسالے میں بیان ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ

Marfat.com

اپنے دعویٰ کے لئے قائم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے[۱]

محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے' یہ اختلاف کسی ایک کو اہل بطلان میں شمار کرنے کا کوئی معیار نہیں۔ بالفرض اگر علامہ برزنجی نے اختلاف کیا تو یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اس سے جماعت کثیر کی رائے کو کس طرح باطل کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس رسالے (غایۃ المامول) میں صاحب شہاب ثاقب کے ہم مسلک علماء کی ان تحریرات کا ذکر کیا ہے جن کی طرف سے فاضل بریلوی نے المعتمد المستند میں ارشاد فرمایا ہے اور وہی حکم لگایا ہے[۲] جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے۔ صاحب شہاب ثاقب نے ان حصوں کو حذف کر دیا ہے صرف اپنے مطلب کی بات نکال کر اس پر تفسیری حواشی چڑھائے۔ یہ بات علمی دیانت کے خلاف ہے۔

صاحب شہاب ثاقب اپنے ان عقاید سے بریت کا اعلان کیا جن کی طرف فاضل بریلوی نے متوجہ فرمایا تھا اور اپنے رسائل میں اس کی پُرزور اور مدلل تردید فرمائی تھی۔ مجملاً وہ عقائد یہ ہیں جن کا اقرار صاحب شہاب ثاقب فرماتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اکابرین کی تحریرات میں بعض کے خلاف پایا جاتا ہے' بہر کیف یہاں ان تضادات کا بیان مقصود نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے جن عقائد کا ذکر فرمایا ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیا تک محدود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ پائندہ ہیں[۳]

(۲) دربار رسالت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کیلئے سفر کیا ہے[۴]

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۴

[۲] تفصیلات کیلئے مطالعہ فرمائیں ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء)، مولفہ مولوی محمد اجمل، مطبوعہ کراچی، ص ۸۶-۹۱

[۳] حسین احمد مدنی: الشہاب ثاقب، ص ۴۵ [۴] ایضاً، ص ۴۶

Marfat.com

(۳) ہم توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں [۱]

(۴) ہم اشغال باطنیہ کے قائل و عامل ہیں [۲]

(۵) ذکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجب برکت سمجھتے ہیں [۳]

(۶) ہر قسم کے درود کو جائز سمجھتے ہیں [۴]

(۷) مسجد نبوی یا کسی اور مقام پہ یارسول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے [۵]
وغیرہ وغیرہ

متبعین ابن عبدالوہاب نجدی مندرجہ بالا بعض عقائد کے مخالف ہیں حضرات علماء دیوبند ابن عبدالوہاب کے عقائد کو اچھا خیال فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصریح فرمائی ہے [۶] فاضل بریلوی نے بھی اپنے بعض رسائل میں یہی ثابت کیا ہے کہ ابن عبدالوہاب کے عقائد، علمائے دیوبند سے کچھ ملتے جلتے ہیں مگر صاحب شہاب ثاقب نے بڑے درشت لہجے میں اس کی تردید کی ہے اور ہم نے پہلی بار علمائے دیوبند میں سے کسی عالم کو ابن عبدالوہاب پر اس طرح برسنے دیکھا ہے۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ جو لوگ فاضل بریلوی کے ہمنوا ہو گئے ہیں وہ ان سے بدظن ہو جائیں۔

صاحب شہاب ثاقب ایک ذیلی عنوان قائم کرتے ہیں "چھٹا بہتان اور مکر عظیم" اس کے بعد اس طرح گویا ہوتے ہیں:-

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۷ [۲] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۹
[۳] ″ ″ ، ۶۷ [۴] ″ ″ ۶۵
[۵] ″ ، ۶۵
[۶] رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، ص ۸

Marfat.com

کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفے کی اشاعت ہوتی ہے[1] اور اسی نام کی بدولت دنیا جہاں سے دھوکہ دے کر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں، یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور دغا بازیوں کی بنیاد ہے۔

صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چوں کہ خیالات باطل اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے لفظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کی اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے، الحاصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق شخص تھا[2]

ایک طرف مولانا حسین احمد مدنی کا ابن عبدالوہاب نجدی پر یہ غیض و غضب اور دوسری طرف مولینا رشید احمد گنگوہی کا (وہ جن کی بارگاہ کی خاک بوسی اور جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کو مولانا مدنی اپنی سعادت سمجھتے تھے)[3] یہ ارشاد فرمانا:

ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں

---

[1] صاحب شہاب ثاقب نے سارا زور اس پر دیا تھا کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور اب خود اقرار فرما رہے ہیں کہ نہ صرف حرمین بلکہ جزیرہ عرب میں آپ کے مسلک کی اشاعت ہو رہی ہے، وجہ کچھ بھی سہی۔

[2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۴۲ [3] حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب، ص ۲۱

Marfat.com

شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں[1]

قارئین کرام کو حیرت میں ڈال دیتا ہے بلکہ الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ع

قیاس کن ز گلستان او بہار مرا

مولانا حسین احمد مدنی کی تالیف الشہاب الثاقب کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم ایک اور اہم کتاب المہند علی المفند کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو مولینا خلیل احمد انبیٹھی کی تصنیف ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے فاضل بریلوی کی تصنیف المعتمد المستند اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ حسام الحرمین کے جواب میں ایک کتاب المہند علی المفند لکھی جو بظاہر ایک استفتاء کا جواب ہے جو ۲۶ سوالات پر مشتمل تھا لیکن درحقیقت یہ علمائے حجاز کی طرف سے 'جواب طلبی' کی وضاحت ہے مگر جامع یا ناشر نے مقدمہ میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ استفتاء کا جواب ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص۔ ۲۱

[2] رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، جلد اول، ص۔ ۸
اس قسم کے تضادات کے لیئے ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد اجمل سنبھلی کی تالیف رد شہاب ثاقب، مطبوعہ کراچی مؤلف کا لہجہ اگرچہ قدرے درشت ہے مگر انہوں نے بڑی تحقیق و کاوش سے ان تضادات کا تجزیہ کیا ہے۔

[3] مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اس کے رد میں ایک رسالہ التحقیقات لدفع التلبیسات تالیف فرمایا تھا۔ اس رسالے میں بھی تضادات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ تحریر فرمایا ہے کہ المہند کی مصدقین زیادہ تر عجمی ہیں جو عرب میں آباد ہو گئے۔ مثلاً مولوی احمد رشید خاں، مولوی محب الدین مہاجر، مولوی محمد صدیق افغانی وغیرہ۔ لیکن مصنف نے ان کو علمائے عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک پر لطف بات یہ لکھی ہے کہ اس رسالے میں اپنی تائید میں علامہ برزنجی کے رسالے غایۃ المامول کے ایک دو حوالے دے کر اس کے تمام مصدقین کو اپنے رسالے میں نقل فرما دیا گویا ان سب حضرات نے المہند کی تائید فرمائی ہے۔ مسعود

Marfat.com

ادھر خان صاحب آں جہانی فتوے لے کر ہندوستان پہنچے اور ادھر قدرت کا زبردست ہاتھ اپنے دوستوں کی حمایت کے لئے بڑھا[1] تحقیق حال کے لئے ایک استفتاء حرمین کی پاک سرزمین سے ـــــ حضرت مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں آ پہنچا اور حضرت رحمۃ اللہ نے اپنے جملہ عقائد اور خان صاحب آنجہانی کی جعلی دستاویز پر مکمل تبصرہ فرمایا اور بریلوی خان صاحب کی پوری حقیقت ظاہر کردی جو عربی زبان میں المہند کے نام سے مشہور و معروف ہیں ـــــ المہند نے دجّال کا فریب کھول دیا اور بے ایمانی ظاہر کردی اور سارے الزاموں کی قلعی کھول دی[2]

مگر خود مولانا خلیل احمد کے ان کلمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ استفتاء نہ تھا بلکہ وضاحت طلبی کے لئے ایک استفسار تھا۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں :۔

جو کچھ ہم نے عرض کیا' یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے' سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزیّن کر دیجئے اور اگر غلط اور باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتا دیجئے انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے[3]

اس بیان سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ جواب کیلئے خود ایک استفتاء ہے اور مجیب

---

[1] فاضل بریلوی کے قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں مولوی خلیل احمد وہاں موجود تھے۔ پھر جب فاضل بریلوی مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مولانا موصوف پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ تعجب ہے کہ قیام حرمین کے زمانے میں وہاں کے علماء نے بالمشافہ استفسار نہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ جب مخاطب غائب ہو جائے تو پھر کلام کیا جائے۔ ایسے حالات میں قاری کا ذہن اس طرف متوجہ ہو سکتا ہے کہ شاید خود مولانا کے ہم مسلک حضرات نے اس کا اہتمام کیا ہو جیسا کہ مولانا حسین احمد مدنی کی بعض تحریرات سے اندازہ ہوتا ہے جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مسعود

[2] خلیل احمد انبیٹھی : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی، ص ۔ ۷

[3] ایضاً ، ص ۔ ۵۳

Marfat.com

(مولانا خلیل احمد) درحقیقت سائل ہیں اور منشا ومقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ علمائے حجاز میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا تدارک کیا جائے اور بددلی کا ازالہ کیا جائے۔

المہند میں علمائے حجاز سے جو استفتاء منسوب کیا گیا ہے اس میں ان عقائد وہابیہ کے متعلق سوالات ہیں جو علمائے دیوبند سے منسوب کئے جاتے ہیں لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے ان عقائد سے علمائے دیوبند کی برأت کا اعلان فرمایا ہے ا۔

مختصراً وہ عقائد یہ ہیں :۔

(۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے توسل۔

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں اسی طرح زندہ متصور کرنا جس طرح آپ اس دنیا میں تھے۔

(۳) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے مزار پر سفر کر کے حاضر ہونا۔

(۴) مسجد نبوی میں دعا کے وقت گنبد خضرا سے پیٹھ پھیر کر قبلہ رو نہ ہونا۔

(۵) ماثور و غیر ماثور درود شریف پڑھنا اور دلائل الخیرات وغیرہ کا ورد رکھنا۔

(۶) اولیاء اللہ کی ارواح اور ان کی قبور سے استفادہ و استفاضہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

علمائے وہابیہ مندرجہ بالا عقائد کے سخت خلاف ہیں مگر مولوی خلیل احمد نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے دیوبند ان سب باتوں کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی بعض کتابوں میں ان میں سے بعض عقائد کے خلاف پایا جاتا ہے ممکن ہے کہ یہاں کوئی حکمت ہو۔

یہ تو تھے وہ عقائد جو علمائے وہابیہ کے ساتھ مخصوص تھے۔ بعض تحریرات ایسی تھیں جو علمائے دیوبند کی تصانیف میں پائی جاتی ہیں یا علمائے دیوبند نے اپنی تصانیف میں جن کی تائید کی ہے ایسی تحریرات کے متعلق مولانا خلیل احمد نے فتوی مذکورہ میں تاویل فرمائی ہے اور یہ تحریر فرمایا ہے اس کا وہ مفہوم و مطلب نہیں جو مخالفین نے لیا ہے بعض تحریرات کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں مثلاً

Marfat.com

صاحب تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ایک تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی فوقیت دیتے تھے جیسے چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کو فوقیت ہوتی ہے، استفتاء میں اس کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ مولانا نے اصل تحریر سے اعراض کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔

جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے[1]

یہ عجیب بات ہے کہ جس عقیدے کے متعلق ایسی سخت تردید فرمائی ہے اس کی اشاعت میں یہی حضرات کوشاں رہتے ہیں، چنانچہ ...... تقویۃ الایمان جس میں یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس کی اشاعت انہیں حضرات کے کتب خانوں سے ہوتی ہے بلکہ ابن عبدالوہاب کی تصانیف بھی ان حضرات کے ہاں دستیاب ہیں، قول و عمل میں یہ تضاد سمجھ میں نہیں آتا۔

ایک سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تحدید و وسعت کے بارے میں ہے۔ اس کا جواب یہ تحریر فرماتے ہیں :۔

اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے[2]

مولوی خلیل احمد کی ایک تحریر جو براہین قاطعہ میں ہے (ص ۵۱) اور جس سے صاف صاف مترشح ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک ابلیس کی وسعت علم کا حال نص سے ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لئے کوئی نص نہیں۔ گویا علمیت میں ابلیس تفوق و برتری رکھتا ہے۔ اس تحریر کے بارے میں استفتاء مذکور میں ایک سوال ہے۔ مولانا نے جواب میں یہ ظاہر کرنے سے پہلوتہی کی ہے

---

[1] ایضاً، ص ۲۸ [2] خلیل احمد : المہند علی المفند ص ۲۹

Marfat.com

کہ یہ میری تحریر ہے اور تحریر فرمایا ہے :۔

ہمارے حضرت اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاتا ہے [1]

ایک سوال مولوی اشرف علی تھانوی کی اس تحریر سے متعلق ہے جو حفظ الایمان میں موجود ہے اور جس میں مولانا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرنے والوں کے ردّ میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ یہ جاننے اور ماننے والے بعض علوم غیبیہ کا عالم جانتے یا کل علوم غیبیہ کا۔ کل علوم غیبیہ کا عالم تو سوائے خدا کے کوئی نہیں اور اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور درندوں کو بھی حاصل ہے [2]

اس تحریر کا ایک ظاہری اور واضح پہلو ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مولانا خلیل احمد نے اپنے جواب میں ایک اچھا نکتہ نکالا ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ مولانا اشرف علی کی اس تحریر سے یہ مراد نہیں کہ وہ علم مصطفےٰ کو جانوروں اور درندوں وغیرہ کے مساوی سمجھتے تھے بلکہ وہ تو یہ کہنا چاہتے تھے کہ

---

[1] ایضاً، ص۔ ۳۰

حالانکہ براہین قاطعہ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے:۔

شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا، شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ. ص۔ ۵۱)

[2] مولانا اشرف علی نے اس تحریر میں معمولی ردّ و بدل کر دیا تھا جس کا پیچھے کسی حاشیے میں ذکر کر دیا گیا ہے مگر اس ترمیم سے تحریر کی درشتی تو ختم ہوگئی، مسئلہ وہیں کا وہیں رہا۔ مسعود

Marfat.com

ایسا علم جس میں پاگل و دیوانے، بچے اور جانور و درندے شریک ہوں اس سے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس طرف تو خود مولانا اشرف علی کا بھی دھیان نہیں گیا۔ بہر کیف ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہیئے۔

مختصر یہ کہ المهند علی المفند میں ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور غالباً قیام حرمین کے زمانے تک مولوی خلیل احمد کو ان سے اختلاف تھا اور اس کے بعد فضائے حجاز کو فاضل بریلوی کے موافق محسوس کرتے ہوئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ کسی ترکیب سے عقائد کا اس طرح اظہار کیا جائے جو فاضل بریلوی کے دعاوی سے قطعاً مختلف اور متضاد معلوم ہوں اور اس طرح وہ علمائے حجاز کی نظر میں خفیف شرمسار ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد نے جن عقائد سے اتفاق فرمایا ہے ان میں سے بعض عقائد کے خلاف تو خود ان کی اور ان کے ہم مسلک علماء کی تصانیف میں تحریر موجود ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "تضادات علمائے دیوبند" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں۔

مناسب یہ تھا کہ فاضل بریلوی نے جن تحریرات پر اعتراض کیا تھا اور علماء دیوبند کو متوجہ کیا تھا ان کی طرف توجہ کی جاتی اور معقول اور مسکت جوابات دیئے جاتے یا اعتراضات کو تسلیم کر کے رجوع کیا جاتا اور خلوص و حقانیت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن مسلسل خاموشی اختیار کی گئی جو ہماری نظر میں ہرگز مناسب نہ تھی۔ مگر مولانا حسین احمد مدنی نے اس خاموشی کی تاویلات فرمائیں اور خاموش رہنے والوں کو داد دی۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

> کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارن پور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقہ شرفاء کے خلاف جانتے ہیں [1]

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب ، ص ۲۳

Marfat.com

دوسری جگہ فاضل بریلوی کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مبلغ ہمت آپ کا وہ علمائے اسلام ہیں کہ جن کو اپنے مشاغل علمیّہ و دینیّہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی ہفوات و ہزلیات پر توجہ کریں اور سب و شتم کا جواب کلمہ بکلمہ دیں[1]

تیسری جگہ علمائے دیوبند کو داد دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مگر واہ رے انبارِ شریعت حضرات کے ! علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال اکابر اپنے فرائض منصبی علمی اور عملی میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کیوں نہ ہو آخر حکم الٰہی ہے وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا اور آیت قرآنی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا پر کون عمل کرے ؟[2]

مخاطب کوئی جاہل یا ہزل گو نہ تھا جو یہ آیات قرآنی اس پر چسپاں کی جائیں۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر محققین تسلیم کریں گے کہ وہ ایک جلیل القدر عالم اور فقیہ تھا اس کی فقاہت کا غیروں کو بھی اقرار ہے[3] اس لئے ہمارے خیال میں اسکی باتیں سنی جانی چاہیئے تھیں۔ اس کی باتوں کو فضول سمجھ کر چھوڑ دینا دانائی کے سراسر خلاف تھا اور جو بات دانائی کے خلاف ہو وہ قرآن کے مطابق کہاں ہو سکتی ہے ؟

اس میں شک نہیں کہ مخالفین کی قابل اعتراض تحریرات پر فاضل بریلوی نے سخت تنقید فرمائی ہے اور بسا اوقات لہجہ بھی نہایت درشت ہے لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں وہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں شمشیر بکف نظر آتے ہیں مگر ان کے مخالفین ناموس اسلاف

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب ، ص ۳۹ [2] حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب ص ۵۹

[3] مولانا حکیم عبدالحی لکھنوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ فاضل بریلوی کی فقاہت کے دل سے قائل ہیں گو شدت مزاج کی شکایت ان حضرات کو ضرور ہے۔ مسعود

Marfat.com

کی حفاظت میں تیغ براں لئے نظر آتے ہیں۔ دونوں کے طرز عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اہل محبت اس فرق کو خوب محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے باوجود اس کے کہ فاضل بریلوی نے ان پر سخت تنقید کی یہ فرماتے نظر آتے ہیں :۔

ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں [۱]

مولانا حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں فاضل بریلوی کو بہت سخت سست کہا ہے۔ فاضل بریلوی کے مقابلے میں ان کی زبان تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہے مولانا مدنی نے فاضل بریلوی کو ان خطابات [۲] سے نوازا ہے :۔

(۱) دجال بریلوی [۳] (ص ۴)

(۲) دجال المجددین (ص ۵)

(۳) استاد اور معلم اس کا شیطان کا سردار ہے (ص ۱۶)

(۴) مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں (ص ۱۶)

(۵) مجدد المضلین (ص ۳۱) (گمراہ کرنے والوں کا مجدد)

(۶) کذاب (ص ۳۲) (جھوٹا)

۱؎ عزیز الحسن : اشرف السوانح، جلد اول، ص ۔ ۱۲۹

۲؎ مولوی محمد اجمل سنبھلی نے اپنی تصنیف ردّ شہاب ثاقب (مطبوعہ کراچی، ص ۔۱۱ تا ۳۲) میں شہاب ثاقب (مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) سے ۴۰ خطابات (دشنام طرازیوں) کے نمونے پیش کئے ہیں۔

۳؎ مولانا مدنی، فاضل بریلوی کو "دجال" کہہ کر فتنہ بداماں ثابت کرتے ہیں لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

"اور کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں"

(یہ تقریظ کا اقتباس ہے یہاں اشارہ فاضل بریلوی کی طرف ہے)

Marfat.com

(۷) مجدّد المفترین (ص ۳۹) (افترا پردازوں کا مجدّد)

(۸) عدو رسول علیہ السلام[1] (ص ۵۱) (رسول اللہ علیہ السلام کا دشمن)

(۹) مبغض خیر الانام (ص ۵۱) (خیر الانام سے بغض رکھنے والا)

(۱۰) مجدّد الدجالین علیہ ما علیہ (ص ۹۵) (دجالوں کا مجدّد)

(۱۱) مجدد التضلیل (ص ۹۶) (گمراہی کا مجدّد)

(۱۲) عبد الدنیا رو الدراہم (ص ۹۹) (دینار اور دراہم کا بندہ)

وہ جو کسی نے کہا ہے کوثر و تسنیم کی دُھلی ہوئی زبان —— شاید یہی ہے۔

ایک تو مولانا مدنی کا یہ فرمانا کہ حضرات اکابر دیوبند نے فاضل بریلوی کی ہفوات و ہزلیات کی طرف متوجہ ہونا اپنی شان عالمانہ کے خلاف سمجھا اور دوسری طرف خود ان کا اس طرح چراغ پا ہونا باعث حیرت ہے۔ مناسب تھا کہ اپنے بزرگوں کی روش پر کاربند رہتے مگر ان کے غیض و غضب کی جولانیاں تو ملاحظہ ہوں۔ رسالہ شہاب ثاقب کے آخر میں فاضل بریلوی

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد قاسم نانوتوی کی زندگی سے حبِ رسول علیہ السلام کی چند مثالیں اور ان کے چند سیدھے سادے اشعار پیش کر کے فاضل بریلوی کو اس طرح للکارتے ہیں گویا کہ واقعی وہ "عدو رسول علیہ السلام" ہیں فرماتے ہیں:-

"اے مجدّد بریلوی تجھے خدا کی قسم، دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیری قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مندانہ کلمات کبھی خواب میں نصیب ہوئے ہیں؟ اور کیوں ہوتے! تیرا باطن قبیح، تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے، ان انوار کی گنجائش کہاں! زبان سے دعویٰ سہل ہے مگر بدن کے روئیں روئیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد" (الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

جن لوگوں نے فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کیا ہے ان کو ان کے پاکیزہ و لطیف اور اخلاص مندانہ خیالات و کلمات کا خوب اندازہ ہے۔ ان کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی کسی سطر سے بغض رسول علیہ السلام تو بڑی بات ہے گستاخی اور تنقیص شان کا بھی پہلو نہیں نکلتا۔ ایسی محتاط تحریریں ان کی سچی اور قابل رشک محبت پر گواہ ہیں۔ مسعود

Marfat.com

کے فتاویٰ تکفیر پر سخت برہمی کے عالم میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ہٰذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان وازالۃ التصدیق و ایقان ہوں گی[۱] اور قیامت کے دن ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لاتدری ما احدثوا بعدک۔ اور رسول مقبول علیہ السلام دجّال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورد شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کہہ کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر ثواب و منازل ونعیم سے محروم کئے جاویں گے سود اللہ وجوھھم فی الدارین وجعل قلوبھم قاسیۃ فلایؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم۔ آمین یارب العالمین[۲] (اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ان کے منہ کالے کردے اور دل ایسے سخت کردے کہ وہ ایمان نہ

۱؎ مگر حقائق کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی اور فاضل بریلوی "ایمان اور تصدیق و ایقان" کے ساتھ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ وصال سے ۲ گھنٹے ، ۱۷ منٹ قبل جو انہوں نے وصایا تحریر کرائیں وہ ان کے ایمان ویقین پر گواہ ہیں (تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں وصایا شریف مرتبہ مولانا حسنین رضا خاں، مطبوعہ لاہور، ص ۸ تا ۱۲ اور حیات مبارک ، مقالۂ ہذا)

فاضل بریلوی کو اپنے وصال کی مبارک گھڑی کا علم تھا۔ اسی لئے انہوں نے وصال سے قبل قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ سے اپنا مادۂ تاریخ وفات نکالا تھا جو یقیناً الہامی تھا :۔

ویطاف علیھم بآنیۃ من فضۃ واکواب (۱۳۴۰ھ)

(ترجمہ) خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے ان کو گھیرے ہیں ۔

اور یہ عجیب اور مبارک اتفاق ہے کہ کلمۂ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (۱۳۴۰ھ) فاضل بریلوی کا سال وصال ہے۔ اس کے برخلاف مولانا حسین احمد مدنی کے لئے اخبار الجمعیۃ (دہلی) میں پڑھا تھا کہ مولانا دوپہر کو قیلولہ کے لئے لیٹے تو لیٹے کے لیٹے رہ گئے۔ جب جگایا گیا تو معلوم ہوا کہ انتقال کر چکے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

۲؎ حسین احمد مدنی ، الشہاب الثاقب ، ص ۱۱۱

Marfat.com

لائیں یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھ لیں سارے پروردگار عالم ایسا ہی کر !)

مختصر یہ کہ مخالفین نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ علمائے عرب نے اپنی تقاریظ میں فاضل بریلوی کو جن محامد و فضائل سے نوازا تھا اسکی اس طرح تردید کی جائے کہ جو کچھ لکھا گیا تھا غلط فہمی کی بنا پر سادہ لوحی یا شہرت و عزت کی ہوس میں کوئی فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف مقصود نہ تھی لیکن پھر یہ محسوس کرتے ہوئے کہ شاید یہ حربہ کارگر نہ ہو۔ ان تمام عقائد کی بڑی دانائی کے ساتھ تردید کی گئی جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور اس سے فاضل بریلوی کی تائید مقصود نہ تھی بلکہ تکذیب کہ جب ہمارے یہ عقیدے ہیں تو جو کوئی ان کے خلاف عقائد ہماری طرف منسوب کرتا ہے ۔ وہ جھوٹا اور بہتان طراز ہے حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ مخالفین نے جن عقائد کی تصدیق لکھے ان کی اپنی تصانیف میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے ۔ لیکن اس پر بھی بس نہیں کیا اور اس اندیشہ کے تحت کہ شاید یہ دوسرا حربہ بھی کارگر نہ ہو، دشنام طرازی کو شعار بنایا جو ایک عالم خصوصاً منبع سنت عالم کو زیب نہیں دیتا، اس دشنام طرازی کے مختلف نمونے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں اور جس میں فاضل بریلوی کو دجّال، کذّاب، مفتری، شیطان، دشمن رسول، دولت کا پجاری جیسے القاب سے نوازا گیا ہے ، نہ صرف یہ بلکہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کو ابلیس کا سردار اور ان کے اسلاف کو بنی اسرائیل اور یہودی کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا لیکن فاضل بریلوی نے مخالفین کی ان تمام دشنام طرازیوں کو جس صبر و استقلال اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا اس کا کچھ اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی سچی محبت کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے اخلاص پھوٹ رہی ہے :۔

" حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے اس بندے کو یہ ہدایت دی یہ استقامت دی کہ وہ نہ ان اعاظم اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اتراتا ہے بلکہ اپنے رب کے

Marfat.com

حسن نعمت کو دیکھتا ہے کہ پاکی تیرے لئے، کیسا تو نے اس ناچیز کو ان علمائے عزیز کی آنکھوں میں معزز فرمایا' نہ ان دشنامیوں اور ان کے حامیوں کی گالیوں سے' جو وہ زبانی دیتے ہیں اور اخباروں میں چھاپتے ہیں' پریشان ہوتا بلکہ شکر بجالاتا ہے کہ تو نے محض اپنے کرم سے اس ناقابل کو اس قابل کیا کہ یہ تیری عظمت اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے واللہ والعظیم وہ بندہ بخدا بخوشی راضی ہے۔ اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا کو پچاس ہزار مغلظ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا، اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں تو ایں ہم بر علم[1]

اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو،

---

[1] مخالفین کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس شرط پر راضی ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولانا حسین احمد مدنی کی تصنیف الشہاب الثاقب میں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں جس میں فاضل بریلوی کے اکابر، اساتذہ اور آباؤ اجداد کو ہدف ملامت بنایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کے متعلق مولانا مدنی کا یہ ارشاد ملتا ہے:۔

اس کا سلسلہ ابو مرہ یعنی ابلیس لعین (ص ۔ ۱۶)

دوسری جگہ آباؤ اجداد کے لئے یہ ارشاد ملتا ہے:۔

اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے۔ (ص ۔ ۹۷)

Marfat.com

بدگویوں کی زبانوں سے محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آبرو کے لئے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں :-

فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کو سپر ہو جائے۔ الٰہی ایسا ہی کر۔ آمین!

یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندۂ خدا پر کیا کیا طوفان، بہتان، اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں۔ اخباروں، اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاک اڑاتے ہیں مگر وہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا، نہ جواب دیتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اس لئے عطا فرمایا کہ بعونہ تعالیٰ عزت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں، حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں، اچھا ہے کہ

Marfat.com

جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ؎

فان ابی و والدہ و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء [1]

---

[1] حسام الحرمین ؛ خلاصۂ فوائد فتویٰ (۱۳۲۴ھ) گلبن اول، مطبوعہ لاہور، ص ۵۱ تا ۵۲

Marfat.com

مآخذ و مراجع

(وہ کتابیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مؤلف نے استفادہ
کیا یا ضمناً جن کا ذکر کیا)

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا: ترجمہ قرآن (مع تفہیم القرآن) مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء/۱۹۵۴ء

۲۔ ابوالحسن علی ندوی، مولانا: سیرت سید احمد شہید، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۸ء

۳۔ ابوسلمان الہندی: امام الہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

۴۔ ابوالکلام آزاد، مولانا: ترجمہ قرآن (مع ترجمان القرآن) ج ۱ دہلی ۱۹۳۱ء ج ۲ بجنور ۱۹۳۶ء

۵۔ احمد بن اسمٰعیل برزنجی: غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول۔

۶۔ احمد رضا خاں، مولانا: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی

۷۔ " " " : المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۸۔ " " " : جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۹۔ " " " : جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)
مطبوعہ لاہور

۱۰۔ " " " : مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس
(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۱۔ " " " : الملفوظ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) حصہ سوم وچہارم، مطبوعہ لاہور

۱۲۔ " " " : کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم
(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۳۔ " " " : کاسر السفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)
مطبوعہ لاہور

Marfat.com

۱۴۔ احمد رضا خاں، مولانا : الذیل المنوط لرسالۃ النوط (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۵۔ 〃 〃 〃 : انوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارۃ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۶۔ 〃 〃 〃 : الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ لاہور

۱۷۔ 〃 〃 〃 : النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجوہرۃ المضیئۃ (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء)

۱۸۔ 〃 〃 〃 : الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیئۃ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء

۱۹۔ 〃 〃 〃 : ابناء المصطفےٰ بحال سر واخفی (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) مطبوعہ لاہور

۲۰۔ 〃 〃 〃 : انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) مطبوعہ لاہور

۲۱۔ 〃 〃 〃 : تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

۲۲۔ 〃 〃 〃 : مبین احکام وتصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور

۲۳۔ 〃 〃 〃 : سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

۲۴۔ 〃 〃 〃 : الاجازۃ الرضویۃ لمبجل مکۃ البہیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

۲۵۔ 〃 〃 〃 : فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۶۔ 〃 〃 〃 : الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۷۔ 〃 〃 〃 : سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۸۔ 〃 〃 〃 : ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

۲۹۔ 〃 〃 〃 : کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

۳۰۔ 〃 〃 〃 : مالی الحبیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۳۱۔ 〃 〃 〃 : اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون' ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۳۲۔ 〃 〃 〃 : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۳۳۔ 〃 〃 〃 : الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی

۳۴۔ 〃 〃 〃 : خالص الاعتقاد، (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور

Marfat.com

۳۵۔ اسمٰعیل دہلوی، مولوی : تقویۃ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۶۔ اشرف علی تھانوی، مولوی : حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۷۔ " " : تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۸۔ اقبال احمد نوری : کرامات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کانپور

۳۹۔ الطاف حسین حالی : حیات جاوید، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

۴۰۔ انوار الحسن محمد : تجلیات عثمانی، مطبوعہ ملتان ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء

۴۱۔ " " : انوار قاسمی، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء

۴۲۔ انوار اللہ، محمد : فضائل محمدی (معروف بہ انوار محمدی) مطبوعہ کراچی

۴۳۔ بدر الدین احمد، مولانا : سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء

۴۴۔ حامد رضا خاں، مولانا : الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (قلمی) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۴۵۔ حسین احمد مدنی، مولوی : نقش حیات، مطبوعہ دیوبند ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۴۶۔ " " : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

۴۷۔ حشمت علی خاں، مولانا : الصوارم الہندیہ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) مطبوعہ مراد آباد

۴۸۔ خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا : براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند

۴۹۔ " " : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی

۵۰۔ رحمان علی، مولانا : تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

۵۱۔ رشید احمد گنگوہی، مولانا : فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

۵۲۔ سلیمان ندوی، سید : حیات شبلی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۵۳۔ ضیاء الدین احمد برنی : جمال الدین افغانی، مطبوعہ کراچی ۱۳۳۵ھ/۱۹۵۴ء

۵۴۔ ظفر الدین بہاری، مولانا : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی

۵۵۔ عبد الحق، مولوی : قاموس الکتب اردو، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

Marfat.com

۵۶۔ عبدالحکیم خاں اختر : اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

۵۷۔ عبدالحکیم اثر : تذکرۂ افغانی، مطبوعہ پشاور

۵۸۔ عبدالحئی لکھنوی، حکیم : نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر،
مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء

۵۹۔ عبدالماجد دریاآبادی : تفسیر ماجدی (مع ترجمہ قرآن) ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۶۰۔ " " : حکیم الامت، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۶۱۔ عبدالمصطفےٰ اعظمی مولانا : معمولات الابرار بمعانی الآثار، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

۶۲۔ عزیزالحسن : اشرف السوانح، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء

۶۳۔ علی سفیان آفاقی : ابوالاعلیٰ مودودی، مطبوعہ لاہور

۶۴۔ غلام رسول مہر مولانا : سید احمد شہید، مطبوعہ لاہور

۶۵۔ غلام محمد : تذکرۂ سلیمان، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

۶۶۔ غلام معین الدین نعیمی : حیات صدرالافاضل، مطبوعہ لاہور

۶۷۔ فضل الرسول، شاہ : المعتقد المنتقد، (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) مطبوعہ لاہور

۶۸۔ مرزا ادیب : جمال الدین افغانی، مطبوعہ لاہور ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء

۶۹۔ محمد اجمل سنبھلی، مولوی : ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) مطبوعہ کراچی

۷۰۔ محمد ادریس نگرامی : تطبیب الایمان بذکر علماء الزمان، مطبوعہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء

۷۱۔ محمد جعفر تھانیسری : سوانح احمدی، مطبوعہ کراچی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

۷۲۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر : انور شاہ کشمیری (مقالہ ڈاکٹریٹ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

۷۳۔ " " : حسین احمد مدنی (مقالہ ڈاکٹریٹ جامعہ ازہر، مصر)

۷۴۔ محمد صابر قادری، مولانا : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

۷۵۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا : یاد اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ

Marfat.com

۷۶ - محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا : سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۷۷ - محمد قاسم نانوتوی، مولانا : تحذیر الناس، مطبوعہ دیوبند

۷۸ - محمد مسعود احمد، پروفیسر : فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

۷۹ - محمد میاں، مولوی : علمائے ہند کا شاندار ماضی، مطبوعہ دہلی ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

۸۰ - محمود حسن، مولوی : ترجمۂ قرآن، مطبوعہ بجنور، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

۸۱ - محمود احمد قادری، مولانا : تذکرہ علماء اہل سنت، مطبوعہ اسلام آباد۔ بھوانی پور (مظفر پور) ۱۳۹۱ھ

۸۲ - مسعود عالم ندوی، مولانا : محمد ابن عبدالوہاب نجدی، مطبوعہ کراچی ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء

۸۳ - مصطفٰی رضا خاں، مولانا : الملفوظ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء حصہ دوم، مطبوعہ لاہور

۸۴ - مسعود حسن رڑکوی : بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان مطبوعہ کانپور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

۸۵ - نعیم الدین مرادآبادی، مولانا : التحقیقات لدفع التلبیسات، مطبوعہ لاہور

۸۶ - " " : خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مرادآباد

۸۷ - نظامی بدایونی : قاموس المشاہیر، جلد اول، مطبوعہ بدایوں، ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء

۸۸ - یوسف الیاس سرکیس : معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء

رسائل

۱ - اعلیٰ حضرت بریلوی (بریلی) جون ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ

Marfat.com

۲- العلم (کراچی) مارچ ۱۹۵۸ء / ۱۳۷۸ھ

۳- حنفی (لائل پور) مئی ۱۹۷۲ء / ۱۳۹۲ھ

۴- رضائے مصطفےٰ (گوجرانوالہ) اپریل ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۱ھ

۵- فیض رضا (لائل پور) اپریل ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۱ھ

تمت

Marfat.com

مؤلف کی دوسری مطبوعات

۱۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ (ترجمہ) مطبوعہ حیدرآباد سندھ سنہ ۱۹۵۸ء

۲۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ) مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۴ء

۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری (تالیف) مطبوعہ میرپور خاص سنہ ۱۹۶۴ء

۴۔ دائمی تقویم (ترتیب و تحشیہ) مطبوعہ کوئٹہ سنہ ۱۹۶۷ء

۵۔ مظہر الاخلاق (〃 〃) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۸ء

۶۔ ارکان دین (〃 〃) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۷۔ تذکرۂ مظہر مسعود (تالیف) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۸۔ مکاتیب مظہری جلد اوّل (ترتیب و تحشیہ) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۹۔ مواعظ مظہری جلد اوّل (〃 〃) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۹ء

۱۰۔ فتاویٰ مظہریہ جلد اوّل و دوم (〃 〃) مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۷۰ء

Marfat.com

۱۱۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات (تالیف) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

مراکز اشاعت

۱۔ انٹرنیشنل بکس کارپوریشن، ہیرا باد، حیدرآباد سندھ (برائے نمبر ۱)

۲۔ مجلس ترقی ادب، ۲ کلب روڈ، لاہور (برائے نمبر ۲)

۳۔ مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور (برائے نمبر ۳)

۴۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ، کراچی (برائے نمبر ۴ تا نمبر ۱۰)

۵۔ مرکزی مجلس رضا نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور (برائے نمبر ۱۱)

Marfat.com

صحت نامہ

قارئین کرام مطالعے سے پہلے مندرجہ ذیل غلطیاں درست فرمالیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۳	حصرات	حضرات
۱۷	۲۰	بربیوی	بریلوی
۲۷	۴	خبأہ	خبأه
۲۸	۸	ادباد	اسناد
۳۲	۱۳	سے	سچے
۳۲	۱۳	مں	میں
۳۲	۱۳	ہں	ہیں
۳۳	۱۵	بچھلوں	پچھلوں
۴۱	۳	کنا	کنار
۴۳	۴	علیہ الرحمہ	مدظلہٗ العالی
۴۳	۱۰	جہاں	چناں چہ
۴۴	۳	بند	حصند
۴۴	۵	آکے	آگے
۴۸	۲۰	اورسو حنے	اور یہ سوچنے
۴۸	۲۱	فائی اوروہ	فائدہ ہی تھا اور وہ بھی
۴۹	۱۹	سمجھے	سمجھنے
۵۰	۱۰	جائی	جاتی
۵۲	۱۰	بالفرص	بالفرض

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۶	نماشائے	تماشائے
۵۳	۳(حاشیہ)	روحت	روحانی
۵۵	۱۸	والہانہ محبت	والہانہ محبت وعشق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ توحید ربانی کا تصور تو اور ادیان میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہمارے ایمان ویقین کا طرۂ امتیاز محبت مصطفوی ہے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ذکر سراسر عشق ومحبت
۵۷	۱۹	عالم	عالَم
۵۹	۵	ذرات	ذوات
۵۹	۱۳	تھے	تھے
۶۱	۱۰	بے یاروبے وکیل	بے یار وبے وکیل
۶۲	۳	شاگر	شاگرد
۶۲	۶	بن	بن
۶۳	۱۸	آس	اُس
۶۷	۴	بزرگوں	بزرگوں
۶۹	۱۰	لوگارثمات	لوگارثمات
۷۱	۳(حاشیہ)	الاجازات المتینہ	الاجازاۃ المتینہ
۷۵	۱۳	اجات	اجازت
۷۶	۱۷	فصل	فضل
۸۵	۷	کی روشنی	×
۸۸	۷	بجُن	بحسن
۹۳	۳(حاشیہ)	لولکشو	نول کشور
۹۴	۷	مولوی احمدرضاخاں	مولوی احمدرضاخاں نے
۹۹	۱۹	علمیت	علمیت

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۱	بالمادۃ الغیبہ	بالمادۃ الغیبیۃ
۱۰۹	۸	تحرر	تحریر
۱۱۶	۷	نفظ	لفظ
۱۲۰	۳	بافصل	بافضل
۱۲۲	۱۰	مصتف	مصنف
۱۲۳	۵	مضف	مصنف
۱۲۵	۹	فصائل	فضائل
۱۲۹	۱۲	غاقلوں	عاقلوں
۱۳۱	۱۵	کرینم	کریم
۱۳۷	۱۱	عقلوٰں	عقلوں
۱۳۸	۱۲	فہاقہ	فہامہ
۱۴۸	۲	متاہیر	مشاہیر
۱۴۸	۳	کا ا	کام
۱۵۸	۱۴	کن	کن
۱۶۰	۷	لفیطا	لفظا
۱۶۰	۱۲	فریا	فرما
۱۶۵	۱۵-۱۶	تشریف لے گئے	حاضر ہوئے
۱۷۰	۶	متشکوک	مشکوک
۱۷۰	۱۹	ز	نے
۱۷۱	۱۵	خاضر	حاضر
۱۷۳	۱ (حاشیہ)	الملفوط	الملفوظ
۱۷۳	۲ (حاشیہ)	کہ عالم	کسی عالم
۱۷۵	۱۸	ا ٠ ر	اور
۱۷۷	۶ (حاشیہ)	آجاتے	آتے جاتے

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۱۹	عارفافہ	عارفانہ
۱۸۴	۲ (حاشیہ)	ایضاً	الفیوضات الملکیہ
۱۸۹	۱۹	استلال	استدلال
۱۹۰	۴ (حاشیہ)	مدتی	مدنی
۱۹۰	۷	ارشاد	اشارہ
۱۹۲	۷	کیا	گیا
۱۹۳	۱ (حاشیہ)	اشہاب	الشہاب
۱۹۸	۱۰	تحریر	تحریریں
۱۹۹	۱۲	فصاہت	فقاہت
۲۰۲	۹ (حاشیہ)	علیة	علیہ
۲۰۳	۱۲	اور	×
۲۱۵	نمبر ۱۰	مظہریہ	مظہری
۲۱۸	نمبر ۶	۱۲۴	۲۱۶

Marfat.com

Marfat.com

مطبوعات مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۱) تجلی المشکواۃ

از اعلیٰ حضرت قدس سرہ (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

(۲) فاضل بریلوی اور ترک موالات (طبع سوم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد، ایم۔اے۔پی ایچ۔ڈی (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

(۳) اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

از مولانا اختر شاہجہان پوری (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے)

(۴) سوانح سراج الفقہا مع فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت

از مولانا عبد الحکیم شرف قادری (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

(۵) پیغامات یوم رضا

از محمد مقبول احمد قادری — دس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

(۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں صفحات ۱۲۴

از پروفیسر محمد مسعود احمد، ایم۔اے۔پی ایچ۔ڈی

یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی۔ اس لئے ایک روپیہ کا ٹکٹ بھیجنا ضروری ہے۔

(۷) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری

از ملک شیر محمد خان اعوان

(بلا قیمت) دس پیسے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

نوٹ: ہر کتاب کے لئے مطلوبہ ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں اور صرف ایک ایک کتاب طلب کی جائے۔ زیادہ کی فرمائش کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔

مرکزی مجلس رضا

نوری مسجد، بالمقابل ریلوے سٹیشن، لاہور

طباعت سرورق رہبر پریس لیٹڈ، لاہور

Marfat.com